بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بالطاف ربانی و تائیدات یزدانی کارنامہ شاہان عجم تاریخ فرمانروایان عالی ہمم اسنے ترجمہ شمشیر خانی معروف بہ

فردوسی ثانی

باہتمام احقر الانام ابو الحسنات قطب الدین احمد غفر اللہ الصمد بماہ ربیع الاول سنہ [illegible] ہجری مطابق ماہ نومبر [illegible] ع بار اول

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درِ گنجینۂ سخن کی کنجی حمدِ محمود کون و مکان مسجودِ انس و جان ہے جسنے کُن کے کہنے مین جو ہوا اور ہے
یا ہوگا پردۂ غیب سے ظاہر کیا اور ہر کیفیت کے اسرار سے اپنے برگزیدونکو ماہر کیا ماہ سے
تا ماہی اور ذرّے سے خورشید تک اوسکی یکتائی کا گواہ ہے جزو کل کی زبان پر کلمۂ اشہد ان لا الہ الا اللہ
ہے صانع لاشریک لہ ہی ایک خلقت بشر مین کیا کیا مختلف صورتین بنائین کس کس رنگ مین قدرت کی
نیرنگیان دکھائین اگر ماہ ہی تو مشعلۂ قدرت کا چراغ افروختہ ہے اور اگر مہر ہے تو بصد محبت لسوختہ ہی
شہسوار ذکاء کمیت فکر اس دو وادی وحشت مین لنگ ہوا حوصلۂ تنگ مجبور رہا اس مرحلے سے ہزارہا
فرسنگ دور رہا کبھی پیشے کا ریل ہوتا ہے کبھی ذرہ جمیل ہوتا ہے مدعی ذلیل ہوتا ہے غواصان بحر
زخار آشنایان محیط ناپیدا کنار نے ہزار دن غوطے کھائے در مطلب ہاتھ آیا ساحل مقصد کا پتا نہ پایا
گھبرائے جس جگہ مقربان بارگاہ الوہیت تاجداران اریکہ نبوت کو صم و بکم کا حال ہا عرفناک کے
سوا کچھ کہا دوسرے کی مجال ہے یہ اندیشہ کرنا نرا وہم بیجا ہے فاسد خیال ہے نعت خلاصہ
کائنات عزم نعت سیّدِ انام اور پیشکش کرنا تحفۂ درود و سلام کا ذریعہ سعادت ابدی وسیلہ

عنایت سرمدی ہے کہ وہ ہادی دین سالک مسالک شرع متین خاتم المرسلین ہے خورشید سپہر
یثرب و بطحا شکنندہ قصر قیصر و طاق کسرے شاہراہ شرع گمراہون پر کھولکر باب ضلالت بند کیا تیرہ باطنونکو
شمع ہدایت دکھائی نصیحت کی پند کیا بحکم حاکم ازل جہاد پر کمر باندھی لوائے ظفر پیکر بلند کرکے پرچم نصرت
کھولا سنگریزہ جب نرہا نبوت کی گواہی مین اشہدان محمداً رسول اللہ بولا اور وصی رسول خدا کا مقبول
پیمبر کا بھائی برگزیدہ کبریائی کرار غیر فرار صاحب ذوالفقار آیہ رحمت خداہی حامی دین قاتل مشرکین دست خدا
قوت بازوے مصطفے کیا کہون کہ کیا ہے اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ و سلم اور مدح سلطان زمان خدیو کیہان
شاہ شاہان تاج بخش باج ستان یوسف طلعت جم شوکت حاتم ہمت نوشیروان معدلت فریدون منزلت
زینت وہ اریکہ جہانبانی رونق بوستان سلطنت ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابن سلطان
ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ پادشاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علی شاہ
خلد اللہ ملکہ دست و زبان کا مقدور نہین جو تحریر کرسکے تقوی ذات اقدس سے تقویت رکھتا ہے زہد و
ورع کو بصد نیاز ناز ہے عین شباب مین سلطان عالم مقید روزہ و نماز ہے اس نوشاہ کے جلوہ حسن
عالم افروز سے عروس نورانی نقاب چرخ چارم چادر شفق مین بصد حجاب روپوش ہے اور عندلیب
خوش صدا نظارہ جمال پر جاہ و جلال سے سدا گلشن در آغوش ہے وہ سرو نوخیز بوستان سلطنت اور
گل گلزار دولت ہے کہ قمری و بلبل بشوق زیارت قد بالا حلقہ اطاعت در گردن آوارہ چمن فاختہ وار
کو کوکنان گم کردہ آشیانہ ہے اور شمع محفل افروز چرخ اطلسی ہالے ضیائے رخسار تابان مین غیرت پروانہ
ہے اور بار حلم و وقار سے کمر فلک کوزہ پشت دوتا ہے قدمبوس کو سر جھکاتا ہے زمین خوف تزلزل سے
امان پاکے سر گاو ثور پر پا رجا ہے قضا مطیع قدر کی کیا قدرت جو فرمانبرداری نکرے آسمان کے
باین عظم و شان دعوین اوڑین جو خدمتگاری نکرے بیک چشم خشم زمین چکر کرنے لگے آسمان
تھمجاے بہتا ہوا دریا شیشہ مدلب آسا جمجائے صاحبان کرسی عقلائے فرنگ مین ہر شے کی کیفیت
مین تبدیل ہو فتور ہو مچھین اوڑنے مین تیزی کرنے لگین سند راہ کا فور ہو ناخن سر پنجہ عطار رشتہ
امید کا سر دست گرہ کشا ہے ہمت حاتم کا مرتبہ طے کیا وہ حاجت روا ہے اور رعب عدالت کا حسن جا

مذکور آئے فتنۂ خفتۂ فساد بیدار چونک کے وہانسے بھاگ جائے غم لاغر گرگ دریدہ دہن سے منہ چھپا
وہ آنکھ چرانے لگے باز کبوتر کا ہمراز ہو دمبازی سے خوف کھانے لگے نالۂ عندلیب شیدا کے عوض پہلو
گل مین خلش خار ہو مشاطۂ بہار سور و عتاب ہے اور دست برد خزانسے ہمین قمری لونڈ کے حسابین سرو فر
خراب ہے گلچین سر شاخ گل تر بلبل کا گھر بناتا ہے صیاد بندۂ بے دام ہو جائے لگے بدلے سر راہ آنکھین بچھاتا ہے
صدائے مرغ سحر سے جو کوئی خستہ جگر چونکے تو یہ حرکت اوسکے حق مین بُری ہو فورًا گلا ہو آور چھُری ہو اور دم
بہ زم ہیبت شمشیر برق دم سے اعدا کا لہو خشک و دل جو سنگ خارا کی سل و دو نیم ہوتا ہے رستم پیر زال
کیصورت کا نپے اسفندیار ہو تو پردۂ قاف سے منہ ڈھانپے ایسا حال سقیم ہوتا ہے وہ راست جم منزل رسان
ملک عدم چلکر سر اسد چرخ پر جھکے قدم گاو زمین تک نیزہ کے چمک مین برق چلنے مین باد فنا ہے جو سرکش ہمہ
چڑھا اور الٹا گرا دم مین تن و سر جدا ہے جوہر وہ جو نہ اصفہانی مین سنا نہ خراسانی مین ہے تشنۂ خون اعدا رہتی
ہے حاسد جلکر کہتے ہین خدا جانے بجھی کس پانی مین ہے مرنیکے بعد بھی زخمی کا دل تہ و بالا رہتا ہے اوسکے
سی صفت یہ ہے کہ حشر تک زخم آلا رہتا ہے الٰہی بتصدق احمد مختار و طفیل ائمۂ اطہار یہ شاہ جم شوکت سلیمان
جاہ سریر سلطنت پر با جاہ و حشم کامران رہے دست بستہ دورۂ دوران رہے درات در دولت پر عیش
و طرب کی دہوم جان نثار تیر تیغ خواہوں کا ہجوم رہے جبتک کہ یہ طلسم نیرنگاری ہے چشمۂ فیض جاری ہے کج مج
زبان ہیچمدان خوشہ چین خرمن ارباب معانی مسند آرایان بزم سخندانی سراپا غلط ہمہ تن قصور رجب علی
سرور کہ گردش بخت واژون اور نیرنگی سپہر بوقلمون سے سالہائے دراز سرگشتۂ کوے ناکامی خستہ تن
گرفتار رنج مبتلائے محن رہا کوئی پرسان حال نہوا انہ میری سنی نہ اوسنے کچھ کہا جب یہ شاہ جمجاہ والا نژاد
زیب سریر سلطنت ہوا جلوس فرمایا ہر کا کام کامیاب ہوا عالم کا مطلب بر آیا تاریخ جلوس میمنت مانوس کہی لموئفہ

بہار جوش مین ہے اور نئی ہے کیفیت		سرور سب کو ہے کہتے ہین متقی و رند
جو زیب تخت ہوا شب کو شاہ نیک اختر		ہوا ہے سال جلوس اس لیے چراغ ہند

۱۲۶۳

اس تاریخ کو قطب الدولہ مفتاح الملک مونس دلپذیر محمد قطب علیخان بہادر مستقیم جنگ
مصاحب خاص حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ نے پیشکش کیا یہ نامور ستودہ افعال ہمشیال ہر حال

دعالم و سخنکا قدردان خود صاحب جوہر باکمال ہے مرد میدان جان نثار و شیر رای سلطان زمان ہے اس عصر میں
جو نظم و نثر کا چرچا پایا کسی کمالکی قدر پایا تو قدر صاحب جوہر شہر کی ہے تو اسکی فراست خجستہ صفاتسے ہے دگر نہ تقصیر معاف میدان صاف ہے
غرضکہ جسوقت قبلہ عالم و عالمیان افصح فصحای زمان نکتہ سنج معانی شناس باریک بین سلطان دوران نے ملاحظہ فرمایا اس خاک
افتادہ کو آسمان پر پہنچایا ملازموں کے زمرے میں آبروبخشی سرفراز کیا خواہش برائی تمناسے بے نیاز کیا بعد چند کہ سن ہجری
بارہ سے چونسٹھ ۱۲۶۴ تھے حکم دفعتاً تسیم صادر ہوا کہ شمشیرخانی زبان اردو میں لکھ لیکن طول ہوتا فارسی سامع ملول ہوتا اگرچہ فقیر کو
یہ لیاقت نتھی مگر فیض ارشاد ہدایت بنیاد سلطان العالم حامی و مددگار ہوا یہ نسخہ تیار ہوا رنگینی و انشا یہ نسخہ شرا در فقیر عاری ہے
خلاصہ مقصدوں اور مطلب نگاری ہے جو کچھ فردوسی سخندان نے نظم کیا ہے وہی مضمون شمشیرخانی ہے لیکن اس تحریر میں مقدمہ
ثانی ہے کہ حسب نشا بادشاہان مدارج تحقیق کیطرف طبیعت متوجہ نہیں ہوئی فقط شاعری کی طاقت سے مرقع بنایا ہے مصرع تصویر
تحریر کر کے دکھایا لہذا کتب تواریخ معتبر سے کہ انکا نام موقع اور محل پر آجائیگا دیکھکے لکھا کہ ناظرین کے نزدیک اسکا عز و وقار ہو
شک باقی نہ رہے نسخہ ذی اعتبار ہو امید خالق لیل و نہار سے یہ ہے کہ سلطان عالم کو پسند ہو تو خاص و عام کو مقبول ہو
جان نثار کی محنت و مشقت بیکار بجای ناموری حصول ہو جسوقت تمام یہ ترجمہ شمشیرخانی ہوا نام اسکا شمشیر سلطانی ہوا
جہاں معمور ہے عرصہ شہر میں لطف خانہ بے نیاز کے باعث سمت سجدہ و نماز ہوئی کیسا شرف حاصل ہوا کسقدر ممتاز ہوئی اور
تیرہ میں خاصہ رب کا مسکن ہوا ادمیں دفن ہوا اسلام کا رواج ہوا پیغمبر قدیر کا نزول ہوا کلام خدا حصول ہوا یہی ہمارا نصاب
معراج ہوا بندگان خدا ایکطرف سر جھکاتے ہیں دوسری جانب زیارت کو جاتے ہیں اور مملکت ہندوستان کہ سواد اعظم
چار دانگ عالم مشہور ہوا اگر بنظر غور دیکھو تو یہ بھی مدنظر رب غفور ہے یہ مقدمہ صریح ہو کہ اور ملکوں پر اسکو ترجیح ہے اسواسطے
کہ خلیفہ رب کے زمین جنت سے تشریف جو لائے خطہ ہند میں آئے علم ادب کے یہیں سے رواج پایا نظم و نسق سلطنت ہوا
بادشاہوں نے خراج پایا ہندسہ اور نجوم کو دیکھو ہنڈ تو نکا ہے ادنکی عبادتکی رسوم کو دیکھو موسیقی کا کمال ہنود کے کان جنہیں
وہ دیوتا کہتے ہیں جیسے وہی راگ لائے عبادت سمجھکے کیا کیا بھجن گائے حقیقت میں اس زمین کی بڑی قدر و منزلت نہایت
پایی ہے کہ اسکی خاک مخزن الماس ہے پتھروں کا یہاں کے یہ حال تھا کہ سینہ اونکا موں لال تھا سردی یا گرمی خواہ برسات ہر
ہر فصل اعتدال کے ساتھ ہی نسیم سحر کا کرو فر کیفیت صبا و شمال دیکھکے یہاں کی زراعت کا حال دیکھیے کہ کیسی زرریز ہے
کوہ و صحرا کو شور کر و سبز تختہ گلریز ہے چاندیکا دریا سونے کے پہاڑ شہر طلائی ہیں درختونکے مکان سونے کے مثلا سقف

پھیر اور دریا مین چاندی کی ریت پانی مین فرس کا کھیت ہاتھی دکھنی بیل فلک جنکے روبرو پست ہاتو نیز مانک بچے جالی
ملیہ پر فیلبان نظر آئے ایسے سربلند بجھول سکر قتار مین مستی مین ہوشیار تیغ ہندی کی آبداری اوسکا کاٹ اوسکا ہوا تم
رم کش مین بے نظیر کھتی سے پہلے تنک اجل کا گھاٹ دکھلائے گرانبہا زربفت گجرات کا ڈھاکے اور بنارس کا نیزہ نادر تحفہ خلق
ت دمردہمت وجرات مرد و ہنکے آب وگل مین رحم اور خوف خدا دلمین نیدیان کہ خلقت اونکی کچھ ہی بیوفا ناآشنا مشہور مین
اونکے حصے مین شرم وحیا عصمت وعفت ازسرتاپا معروف اور نشاء غیرت مین ایسے چور ہین مصرعہ گزر برائی مردہ سوز در زندہ
جان خویش را شما کساران ہند اور بنگالے متقی ہیلنگے رند فرمانرواؤنکی شوکت جبروت شان عدالت سخاوت امارت کے
سپاہ و سامان سپاہ تبرار سرفروش فن سپہ گری مین نادر روزگار اور سرزمین ہند کی اب لکھنؤ جان ہے
جہان کا فرمان روا سلطان عالم ساغر فرودی شان عالی تبار والا دودمان فیاض زمان ہے

شروع داستان نادر بیان

راویان اخبار سعاکیان آثار متفق ہین کہ پہلے جسنے گلزار بے ثباتی مین روش سلطنت نکالی تخت و تاج کی بنا ڈالی
عدل و داد کو رواج دیا محصول اخراج لیا وہ کیومرث تھا الا بود و باش کو کوہ و بیابان کی اور پوشاک پوست حیوانکی
بیٹا اوسکا سیامک نام تھا اوسکو عبادت کے سوا اور نہ کچھ کام تھا دیو نے اوسکو مارا کیومرث کو بہت قلق ہوا ہوشنگ
سیامک بیٹا تھا اوسنے باپکے خونکا بدلا لیا دیو کو قتل کیا تیس برس کیومرث نے سلطنت کی پہر دار فانی سے
رحلت کی یہ قول فردوسی ہے اس نام کی تحقیق مین کیومرث کاف فارسی ایمر تاء فوقانی اور ائمہ اخبار نے اختلاف
کیا ہے امام غزالی نے ابن عزادی سے رقم کیا ہے بزرگ ترین اولاد صلبی آدم ع لکھا ہے بعضے کہتے ہین وامیم بن
لاو بن سام بن نوح ہے اور مصنف روضۃ الصفا لکھتا ہے کہ یافث بن نوح کا بیٹا ہے عرب اوسکو علم عجم کیومرث
کہتے ہین اور علماے مجوس آدم اسی کو جانتے ہین کلشاہ کہکے مانتے ہین ہزار برس کا سن ع چالیس برس سلطنت
کے دن ہوشنگ کا حال بعد ہوشنگ تخت پر بیٹھا پتھر سے آگ نکالی آتش پرستی کی بنیاد اوس سنگدل
نے ڈالی جشن سدہ اوسی آگ کے جشن کا نام ہے یہ جو گبرو نمین تر سن ہین باہم لاگ ہے اس آتش افروزیکا باعث وہی
آگ ہے جدا آہنگری ہوا چشمہا خوشگوار پہاڑ سے شہر کیا ق سہ نامدار بنایا سمور وقاقم سمور پہنچایا اوسی آنے زمین مین
دانہ ریزی کی زراعت ہونے لگی پہل اور میوؤنکی غذا موقوف ہوئی چالیس برس حکومت کی پہر دنیا سے چلنے کے

تلعہ موج کو دیکھکے ایلچیون کے ہوش و حواس گئے بید کی طرح کانپنے لگے دم چڑھگیا ہانپنے لگے
بہزار دقت و لکنت سلم و تور کا پیام عرض کیا فریدون نے فرمایا ان سے فقط برا کام ہوا کہ بعد مرگ
بھی ذکر ہوگا اور تخم فساد جو ان دونون نے بویا ہے قریب اوسکا گل کھلیگا اور منوچہر کا جو ان کو اشتیاق ہے
اسکو بھی بیان کرنا شاق ہے تمہارے بعد روانہ ہوگا یہ کہکے خلعتہائے فاخرہ زر و جواہر اونکی
لیاقت سے زیادہ مرحمت کرکے رخصت کیا ایلچیون نے وہان پہونچکے منوچہر کا جاہ و حشم فوج جرار
کا خشم و جسم اسطرح بیان کیا کہ سلم و تور کا جی چھوٹ گیا امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا مجبور ناچار
پیادہ و سوار جمع کرکے اجل کے منہ مین چلے اسطرف شاہزادہ منوچہر نے (نظم)

بفرمود تا قارن رزم خواہ ۔۔۔ بدرشت ناورد آورد بہر سپاہ ۔۔۔ سراپردہ و فرش بیرون زدند
بحکم شہنشاہ گردون شکوہ ۔۔۔ بجوشید لشکر چو دریا و کوہ ۔۔۔ درفش ہمایون بہامون برند

جب لشکرون مین مسافت کم رہی صف کارزار
آراستہ ہونے لگی دلاورون نے شمشیر و گرز و خنجر کو دیکھا بھالا کمانین چڑہائین ترکش دیکھے تیرون کو
سنبھالا غرضکہ جنگ مین قدم نکالا نامرد بھاگنے کی راہ سوچنے لگے گھبرا کر منہ نوچنے لگے دلاوران
نبرد آزما بہادران خشمگین بہر آبسا گرز و سنان شمشیر و خنجر جان ستان لیکے غٹ پٹ ہوگئے تلوار سے
لہو جیسے ابر سے باران ہر سو برسنے لگا کشتون کے دشت مین پشتے ہوگئے صفحہ صحرا کا یہ حال ہوا
کہ نقش کو گذر محال ہوا لاشون سے میدان مبارزکی اور اجساد سے سواران دلاور کے ہامون اور
گردون کو حکم تساوی تھا تھوڑی دیر مین لشکر سلم و تور پامال فتنہ و فتور ہوا یہ دونون مر کے سے
فرار سرگشتہ وادی ادبار ہوئے مگر قباد اور قارن نے تعاقب کرکے حدود بلاد شرقی مین پایا پھر لڑائی
سر و تن کی جدائی ہونے لگی منوچہر بنفس نفیس مانند شیر ژیان و ببر دمان کے حملہ کرتا تھا روح سے پیکر
خالی کرکے دشت لاشون سے بھرتا تھا القصہ مطلع فلق سے مقطع شفق تک دار و گیر کی صدا بلند رہی
جس وقت پیر فلک نے سلم و تور کے ماتم مین چادر سیاہ شب رنگ اوڑہی اور روشنی خورشید نہ رہی بچے ہوئے
لشکر سلم و تور کے مجبور لاشون مین چھپے بامید صبح ستارہ شماری کرکے درد و جراحت سے گریہ و زاری کرنے لگے (نظم)

ہمہ شب خستگان تیغ بیداد ۔۔۔ زہر سو نالہ میکردند و فریاد
الٰہی شب گذشتہ روز رستخیز ہی ۔۔۔ چرا آخر سحر گہ بر نخیزی

دوسرے روز سفینہ صبح لجۂ تیرگی شب سے ساحل افق پر آیا چھپی ہوئی سپاہ سے عذر خواہ ہو کے حلقہ اطاعت منوچہر کان مین ڈالا سر سے بلائے اجل کو ٹالا تور نے چاہا کہ عذر مجہول باتین نامعقول پیش کرکے کبرسن اور قرابت قریبہ کے وسیلے سے سپر عذر و مکر مین پناہ لی عین گفتگو مین ضرب تیغ منوچہر جنگجو سے تور کا سر مغرور جسم سے دور ہو کے گھوڑے کے پانون کے پاس آیا اور قارن رزم زن نے سلم کو تنگنائے مین پھنسایا غلغلہ فتح و ظفر گوش چرخ اختر تک پہونچا غازیان نصرت نصیب پہلوانان حبیب نے مال و اسباب اتنا پایا کہ ادھمہ لشکر ہزار ہا اطفال خردسال ونڈیان پری تمثال لوگون کے ہاتھ آئین بعد فتح عظیم اور قتل غنیم منوچہر لشکر ظفر پیکر فریدون کے پاس آیا مطلب دلی بر آیا خلق خدا کے ساتھ با عدل و احسان زندگی بسر کی اور شب عشرت پری طلعتون مین سحر کی اور بعض تواریخ مین نظر سے یہ گذرا کہ جب ایرج قتل ہوا تو فراق نور چشم مین نور چشم فریدون نے نذر گریہ کیا گوشہ تنہائی مین بیٹھ رہا وہ جو ایرج کی حرم حاملہ تھی خوف سے بھاگ کے ایک پہاڑ پر پہونچی اوس کوہ کو مانوشان اور مانوشہران سب کہتے تھے جب لڑکا پیدا ہوا تو اوسکو بھی مانوش اور مانوچہر کہنے لگے کثرت استعمال سے مانوچہر منوچہر ہوا جب وہ سن تمیز کو پہونچا تین سے تیس مرد میدان نبرد پہلوانی مین یکتا فرد منوچہر ہمراہ لیکر سلم و تور پر شبخون آیا دونونکو گرفتار کرکے قتل کیا باپ کا بدلا لیا اسکے بعد فریدون کی خدمت مین حاضر ہوا باعث بے بصری پوچھا تو کون ہے اوسنے جواب دیا ایرج کا پور قاتل سلم و تور فریدون نے فرمایا اگر تو سچا ہے دست راست میری آنکھ پر لگا مجھے ضیائے چشم ہو تو مالک جاہ و حشم ہو منوچہر نے ہاتھ رکھا پردہ ہی تو تھا فورًا پروردگار نے بینائی عطا فرمائی نیرنگی لیل و نہار نظر آئی ذکر پہلوان سام کا اور پیدا ہونا زال سمن فام کا کراہیت کرنا کوہ البرز پر چھوڑنا پرورش سیمرغ کی سام بعد نریمان صاحب صمصام ہوا اوسکو پروردگار نے فرزند عطا کیا بہت صاحب حسن و جمال مگر تمام جسم مین سفید بال سام اوسکو دیکھکے آلام مین گھر ا

ہمہ موی اندام او ہمچو قار	قدش راست چون سرو رخ چون بہار

الغرض نام اوسکا زال ہوا لوگونکے نزدیک بد فال ہوا اسلیے بدمین جو کہا سام نے کوہ البرز مین اوسکو رکھوا دیا وہان سیمرغ رہتا تھا اوسنے لڑکا تنہا پڑا جو پایا پرورش کنندہ عالم نے محبت اوسکے دل مین پیدا کی اوٹھا لایا اپنے

آیا لشکر سے رفاقت سے منہ پھرا آیا شب تاریک مین وہ بخت سیاہ مسلح ہو کر بقصد شبخون چلا کہ سوتے مین کام
کیجیے نصیب کو جگا کیجیے طالع کو آزمایئے فریدون کا کام تمام کیجیے محل کی دیوار پر چڑھ کے دیکھا کہ مسند شاہی پر
فریدون محو خواب ناز ہے جلیس شہزادی ارنواز ہے غیظ کی آگ مین جلکے اوس سیاہ رو نے ایوان پر کمند
پھینکی چڑھ آیا یہان طالع بیدار شاہ ذی اقتدار نے ہوشیار کیا خبردار کیا بسان شہباز اجل اوس لعین کے
سر پر پہنچے وہین گرز لگایا ہرچند اوسنے دم دبائی مگر کاسہ سر سے اوس حیلہ جو کے صدا آیا ش پاش آئی دوسری
ضرب کے عزم مین غیب سے ندا آئی حالا باش آئی کہ ابھی اسکی اجل موعود مین تاخیر ہے لازم اسکی تدبیر ہے
کہ قید کر کے پہاڑ کی طرف بھیجدے تا بدترین عذاب سے عذاب اٹھاکے یہ جان قسے غرضکہ موافق خواب ضحاک
اوسکی پیٹھ سے تسمہ کھینچکے باندھا اور کوہ دماوند کے غار مین اوسکے نصیب وا اژدر کی طرح اولٹا لٹکایا
آپ بے دغدغہ غیر سلطنت کرنے لگا ستم رسیدوں کے رنج والم دور ہوا سب کو راحت ملی ایک عالم نے
دعائے خیر دی جتنا ملک ال ضحاک کا تھا اوس سے بہت زیادہ فریدون کے قبضہ تصرف مین آیا شہرونکو آباد کیا
رعیت کو دل شاد کیا بیان نسبت بیان شادی اور ملک تقسیم کے بعد نوبت زمانہ
برباد دی یا باہم کی لڑائی لکھا ہے کہ فریدون کے تین فرزند تھے سلم اور تور اور یہ ایک ایرج
جو سب سے چھوٹا تھا وہی بڑا لیاقتدار خوش اطوار شایان تخت سلطنت قابل ریاست حکومت تھا ایک شخص
جندل نام تھا فریدون نے اوس سے فرمایا کہ جس بادشاہ کے تین بیٹیان ہون اوسکو تلاش کر اونکی شادی
ایک جا کرون جندل نے حسب ارشاد بڑے نزدیک سے دریافت کیا کہ عالم مین سرو نام ہے اوسکے
تین بیٹیان ہین ہر ایک شمشاد قامت لالہ رخسار گلفام ہے القصہ یمن جاکر اوسکو راضی کیا پھر فریدون
سے یہ حال کہا شاہ والاجاہ نے بیٹونکو با ساز و سامان لائق کارگزار جان فشان ہان روانہ کیا اپنے
جانے مین تخلل امورات سلطنت کا بہانہ کیا سامان یمن نے بعد مراسم رسم شادی بہت سا مال و اسباب
نقد و جنس کنیزان حور پیکر غلامان زرین کمر جہیز مین دیکر اس باب سے سبکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل کی
جب فریدون کے پاس بیٹے آئے اوسنے تمام ملک فرزندونکو تقسیم کر دی روم و خاور زمین
سلم کو پسند آئی توران کی سلطنت تور کو سپرد کی اور ایرج والاشان کو ایران دیا آپ خالق کی عبادت

یزدان پرستی کو گوشۂ تنہائی لیا رشک و حسد نے ہزارون فساد اوٹھائے ہین لاکھون گھر بنا کر بگاڑدی مین سلطنت کے نقشے مٹا دیے ہین بہت سے سر بے افسر تاج ہوے صدہا صاحب ایوان و محل گورِ گڑھی کو محتاج ہوے سلم کو ایرج کی سلطنت پر رشک آیا حرص کی ہوا نے بغض و عداوت کی آگ کو بھڑکایا تور کو خط لکھا بایں مضمون کہ پدر پیر نے دم اخیر حق تلفی کی ایرج کو سبز حاصل ملک و پاشہرہای ایران پر خوف و خطر جگہ کا ہمکو حاکم کیا اوسکو دزات شغل سیر و شکار ہے خطۂ ایران باغ و بہار ہے ہم ہر دم حیران پریشان رہتے ہین ہمسرونکے جو رستے ہین روز معرکہ جنگ و جدال ہے گرم بازاری عرصۂ قتال ہے ہر گھڑی خون کی ندی بہتی ہے خلق خدا ہمکو مفسد آزاردہ کہتی ہے جب قاصد مکتوب فساد اسلوب لیکے تور کے پاس پہونچا اور اوسنے ابتدا سے انتہا تک حرف حرف پڑھا باعث تنکظر فی بادۂ نخوت اُبل چلا چھوٹے بھائی کے قتل پر آمادہ ہوا جواب لکھا کہ پہلے پدر نا مہربان کو اس حال سے مطلع کرلو جو زمین ایران ہین وہین تو خیر نہین شعلہ شر آسمان تک پہونچا اوسلم نے ادسی ایلچی کو فریدون کی خدمت مین روانہ کیا سن رسیدہ باپ کو ہدف الاعم بنایا سہام ستم و جور کا نشانہ کیا مطلع ہوا فریدون کا کید سلم و تور سے جسدم فریدون بیہودہ عزم سے سلم و تور کے آگاہ ہوا انجام کار بد نظر کرنے سے سخت حال تباہ ہوا ایرج کو بلایا بدلداری سمجھایا کہ تشنۂ خون تیرے دونون بھائی ہین آمادۂ فساد بھائی ہین صلاح وقت یہ ہے کہ تو اوسنے آشتی و نرمی کر اور فتنہ و شر سے درگذر اور نامہ لکھکے ایرج کو دیا مضمون اوسکا یہ تھا کہ یہ تمھارا چھوٹا بھائی ہے تمکو بزرگ بجائی پدر جانتا ہے بجز اطاعت اور تمھاری رضامندی کے نہ تمنائی تخت ہے اسکو نہ خواہش تاج ہے تمھاری خوشنودی خاطر کا محتاج ہے تمکو لازم ہے کہ مرآت سینہ زنگ کدورت و کینے سے صاف کرو اگر سہواً کوئی خطا سرزد ہوئی ہو الطاف بزرگانہ مقتضی ہے کہ دست شفقت اسکے سر پر رکھکے قصور معاف کرو باپ کا دل محزون تم سے شاد ہو ایسا نکرنا کہ ملک ایران ہوکے برباد ہو جانا ایرج کا ترکستان مین اور سر کا آنا ایران مین ایرج با مردم چند جیسے چھڑی سواری کہتے ہین ترکستان کیطرف چلا وہان وہ دونون مغرور یعنی سلم و تور لشکر کو بعزم فتور فوج سے معمور کرتے تھے خبر کسی ہرکارون نے عرض کی کہ ایرج محزون نامۂ فریدون

لیکے آتا ہے یہ دونون واسطے ناصے کی پیشوائی کے نہ لینے کو غریب دیار بے حالی کے مع فوج
با جاہ و حشم باہم چلے تھوڑی دور سے اوس مسافر ملک عدم کو لے آئے با اسباب ظاہر
تشفی کی خاطرداری کی در پردہ قتل کی تیاری کی فوج نے جو اوس جوان رعنا سہی قامت سرو بالا
کو دیکھا سبکا میلان اوس کم سن جوان کیطرف ہوا جیب خبر وحشت اثر سے وہ بانی فتور یعنے سلم
و تور آگاہ ہوئے خوف سے سینے مین فیل دل ڈر کار شک کا شعلہ اور بھڑکا دوسرے روز حیلے سے
اوس سرو نوخیز بوستان سلطنت کا سر قلم کر کے فریدون کے پاس بھیجدیا اور لکھا کہ آج اسکو
ملک کا مالک سمجھیے یا تخت عاج دیجیے خواہ افسر و تاج دیجیے جو ہونا تھا ہو چکا لکھا ہے کہ جب
اوس بیگناہ پسر کا مطیع فرمان پدر کا بوڑھے باپ کے روبرو آیا اوسنے اپنا حال عجب بنایا تمام شہر
کو سیاہ پوش کیا اپنا گریبان پھاڑا سر کو در و دیوار پر دے دے مارا اسکو رنج و غم سے ہم آغوش کیا
کئی روز تمام خلقت نے تکیہ کیا یا نہ پیا آہ و نالے سے عرش اعظم کو ہلا ہلا دیا آخر کار اوس نونہال
بوستان سلطنت صاحب افسر کا سر از تن جدا الصدر گریہ و بکا باغ مین دفن کر دیا مگر فریدون کی نظر مین زمانہ
سیاہ خلش خار الم سے غنچہ دل پژمردہ بہت حال تباہ پنجہ غم گریبان کے بدلے سینہ چاک کرنے
مین مشغول ہوا اور تاج پھینکنے کے عوض سر ٹپکنا معمول ہوا روز و شب فکر انتقام خون دلبند تھی
ایسی نیت سے مرگ پسند تھی ایک روز بہجت افروز معلوم ہوا کہ مخدرات عصمت ایرج مین ایک گلفام
ماہ آفرید نام اوس بدر کامل سے حاملہ ہے یہ مژدہ فرحت افزا سنکے فریدون اس مرتبہ مسرور ہوا
کہ حزن ملال بالکل اوسکے نزدیک سے دور ہوا ہر سحر پروردگار سے یہ دعا تھی ہر شام خالق لیل و
نہار سے یہ التجا تھی کہ وہ بلند اختر پیدا ہو جو ایرج کے قاتلون کو نابود کرے اتفاقات زمانہ جب
وضع حمل ہوا تو لڑکی پیدا ہوئی دانا نے یہ امر خداداد سمجھکر اوس حور روش کا پریچہر نام رکھا پرورش سے
کام رکھا حد بلوغ کو جو پہونچی پشنگ سے نامزد ہوئی چند مدت مین وہ نخل نوخیز گلستان شہریاری
بار مراد لائی لڑکا پیدا ہونیکی باری آئی فریدون نے جو اوسکو گود مین لیا مشابہ کیسا بعینہ ایرج
نظر آیا منوچہر اوسکا نام ہوا دل کو اب چین آیا جی کو آرام ہوا ہر دم اوسکے دیکھنے بھالنے سے

کام تھا ہر ساعت پرورش میں اہتمام تھا صاحب نصیبوں کے زبردست تقسوم ہوتے ہیں بچہ کے
کے پاؤں پالنے میں پالنے والونکو معلوم ہوتے ہیں ہنوز سن تمیز کو نہ پہونچا تھا کہ علم و ہنر کسب و فن
سپہگری میں کامل ہوا زور خداداد سے پہلوانوں میں شامل ہوا فریدون نے سریر سلطنت پر
اسکو جلوہ افروز فرماکے انتقام ایرج پر عازم کیا سلم و تور کا قتل او سپر لازم کیا یہ خبر وحشت اثر سلم و
تور کو پہونچی کہ عنایت منتقم حقیقی سے خون ایرج کا انتقام لینے والا پیدا ہوا ہے صاحب حسن و جمال
آہو چشم ہزبر خصال ایسا ہے کہ فوج در صف کا دل و سپہر شیدا ہوا ہے وہ دن قریب ہے کہ بالشکر جرار و
فوج بیشمار اس طرف آئے تیرہ بختی کی شام ختم انجام ہے دیکھئے غرضکہ بعد مشورہ و گفتگو وہ غدار
مکار حیلہ جو یہ فریب سمجھے کہ ایلچی چرب زبان لسان با تحفہا و تحفہ فراوان اور بہت سا نقد و جنس
گو ہر ہے ہمسر جو رہا تھی کوہ پیکر بطریق ہدیہ دیکر روانہ کیے اور عرضداشت فریدون کو لکھی کہ وسوسہ
شیطانی اور حرص جاہ نے ہمیں دنیا میں روسیاہ و رسوا و خراب کیا عقبی میں پیش داور محشر ذریعہ و جواب
کیا امید عاطفت شاہانہ الطاف خسروانہ سے یہ ہے کہ شاہنشاہ قصور ہمارا معاف کرے دل صفا
منزل ہمسے صاف کرے اور منوچہر کہ یادگار ایرج نامور ہمارا لخت جگر نور بصر ہے اوسکو ادہر
روانہ فرمائے کہ ہم شرط خدمت بجالائیں تخت و تاج اوسکو نذر کر کے آنکھوں میں بٹھائیں نامی ہماری دور
ہو جائے جسدم فریدون نے روبرو وہ اسباب و مال آیا خون ایرج نے جوش کیا غیظ و غضب کمال آیا ایلچیوں سے کلمہ فرمایا فت

سپہدار ایران منم مبادا
کنون این مرغیکہ دشمن بیفکند
پدر تا بود زندہ در سپہر

نہ از تخم آدم منم اژدہا
برومند شاخے بر آمد بلند
ازین کین تمنا ابدر کشادن کم

درختیکہ از کین ایرج برست
بیایند کنون چون ہزبر دمان

بخون برگ او بارش خواہم شست
بکین پدر تنگ بستہ میان

قاصد بے حصول مطلب مایوس پہرے سلم و تور کو
مفصل حال زبانی کہا لشکر بیکران مثل جیحون مور و ملخ سے کثرت میں افزون ہمراہ لیکے روانہ ہوئے
جسدم قریب پہونچے فریدون دگرگون کو اطلاع ہوئی اور منوچہر کو خبر پہونچی اوس جرار نے
پیچ و تاب لیا حرف رخصت بانیر آیا فریدون نے جوانان تہمتن پہلوانان لشکر شکن ہمراہ کر کے خدا کے سونپا ف

دلیران یکایک چو شیر ژیان
ہمہ بستہ بر کین ایرج میان
بپیش اندرون کاویانی درفش
بجنگ اندرون تیغہای بنفش

دل مین آیا کہ اوسکے بیٹے کو چھوڑ دیا پھر اوس سے مخاطب ہوکے کہا مین تیرے فرزندکے
قتل سے درگذرا اب تو اس محضر پر اپنی مُہر ثبت کر کاوہ نے محضر اپنے ہاتھ مین لیکر پارہ پارہ
کیا بیٹے کو محل چلنے کا اشارہ کیا دکان پر آیا اپنی قوم کو بلایا اور چرم آہنگری یعنے وہ چمڑا جو کام
کرنے کے وقت کمر مین لپیٹتا تھا بانس مین باندھا نشان کیا بلوے کا سامان کیا فردوسی

خروشان همی رفت نیزه بدست	که ای نامداران یزدان پرست
کسی کو هوای فریدون کند	سر از بند ضحاک بیرون کند

القصہ جم غفیر خلقت کثیر آمادہ جنگ مستعد پرخاش اوسکے ہمراہ فریدون کی تلاش مین شہر سے نکلے
اور ضحاک سے خاک تدبیر نہو سکی اون لوگون نے بہت خاک چھانی کو بکو جستجو کی بعد مدت فریدون سے
ملاقات ہوئی فریدون ان سبکی اطاعت اور یاری عنایت باری سمجھا اور وہ نشان جسپر چمڑا بندھا تھا
علامت فتح آیت نصرت جان کر زر و جواہر سے درخشندہ کرکے درفش کاویانی اوسکا نام رکھا اور یہ
رسم کیا نیون مین جاری ہوئی کہ جس بادشاہ کی سلطنت کی باری ہوئی دیبا و شجر زر و جواہر درفش پر بڑہانے
سے کام رکھا جب اہل اسلام کی فتح ہوئی غازیون کے حصے مین آیا ان صاحبون نے اسکا جواہر
بڑہایا غرضکہ کاوہ فریدون کو لیکے بعزم قتل ضحاک ناپاک کوہ دماوند جانے و چیحون طے کرتا روانہ ہوا ایکروز
فریدون نے لوہار طلب کرکے مینڈہے کا چہرہ آہنی بنوایا اوسمین دستہ لگا گرز اوسکا نام کیا بزد لونکی
سرکوبی کا سرانجام کیا از بسکہ طبیعت کے زور سے نئی ضرب کا ایجاد ہوا اس سبب سے فریدون بہت
شاد ہوا حسب اتفاق ایک روز مزار خدا پرستان مین اس لشکر قلیل کا گذار ہوا جا پر فضا جو
نظر آئی وہین مقام کیا راہ کی کسل سے آرام کیا شبکو عین خواب مین نظر توجہ سے کسی بزرگ نے
فریدون کو دعا بتائی فرمایا اسکو یاد رکھنا رنج مین دلکو شاد رکھنا کڑی مین آڑے آئیگی تیر بلا کی سپر بنکے جان
بچائیگی بعضون نے لکھا ہے جن جن سے تاریخ کا چرچا ہے وہ کہتے ہین کوئی پری آسکے افسونگری
بتا گئی القصہ ہر روز بفر و تمکین سفر دشت و قریہ مین گذر ہوتا تھا اور دو بھائی فریدون کے اوس سے
سن مین زیادہ ہمراہ تھے عزم سلطنت سے آگاہ تھے مرتبے مین دونون اس سے ذلیل سے تھے مگر یادگار
قابیل تھے اونکو آتش رشک نے حسد سے جلایا فریدون کے قتل پر آمادہ کیا الا وقت کے منتظر ہو گئے

کسی سے حال کچھ نہ کہتے تھے اتفاق ایک روز فریدون کسل راہ سے پہاڑ کے دامن میں سو گیا
برادران گرگ خصال لعین افعال نے موقع پایا ایک بڑا سا پتھر اون سنگدلون نے فریدون کے اوپر لڑھکایا
مگر یہ سب نہ سمجھے بیت

نبرد رگی تا نخواہد خدای	اگر تیغ عالم بجنبد ز جای

پتھر کی کھڑکھڑاہٹ کے
لڑھکنے کی آہٹ سے فریدون کی آنکھ کھل گئی سنگ گرانکو لیٹے اوپر آتے دیکھا وہیں دعا پڑھی پتھر اوسی جا جم گیا
آتا تھا یا تھم گیا پروردگار کو اسطرح بچنے بچاتے دیکھا فریدون پر کھل گیا کہ یہ عداوت پوشیدہ بھائیونکی تھی
ہر طرف دیکھا بھالا بات کو ٹالا الغرض کاوہ سپہ سالار اوس نہنگ بحر شجاعت کو کوہستان کی راہ
سے بر سر دجلہ لے آیا ملاحون کو بلایا اونہون نے کشتی لانے سے کنارہ کیا ایک شہریار ستودہ
اطوار کو غصے میں یہ لہر آئی کہ الحمیت حیت کی بسم اللہ مجریہا پڑھ اسی زبان پر لایا مع گھوڑے دریا میں در آیا
جو ہمراہ تھے لشکر غضب سلطانی سے آشنا تھے آگاہ تھے سینہ تیر نہ کا مگر پاک سنبھالی وہ گھوڑے
تیار رفتار بحر زخار میں ڈالے پروردگار مددگار اور طالع یاور تھا بچشم زدن وہ بیڑا پار ہوا بیت المقدس میں آیا
اسکی بنا ضحاک نے کی تھی عجب شہر وسیع عالیشان روئے زمین پر ہمسر آسمان بنایا تھا اور جو کچھ نقد و جنس زر و جواہر اوسکے
پاس تھا طلسم بناکے اوسمین چھپایا تھا اور اوس مکان کے نگہبان دیو قوی ہیکل اژدر شعلہ فشان تھے
فریدون نے وہی دعا دم کرکے دم میں نام و نشان سب کا مٹایا پھر تخت پر جلوس کیا ماہ طلعتون سے
کنار و بوس کیا محل کی رنڈیان طلب ہوئین شہریار ذرہ نواز بھی آئین و رسم ترقی دولت و حشمت بانی
ان میں کر لیے اژدہا پیکر کی قید سے ایکدم میں چھڑایا اپنا سکہ الور دکھایا فریدون تو یہان ضحاک تخت نشین
ہوا کل بغداد زیر نگین ہوا ایک شخص کندرو نام اوس طلسم کا خزانچی تھا وہ تار تار گریبان چاک منہ ہاتھ الودہ
بجنون ضحاک پیش ضحاک پہونچا اور کہا فردوسی

ازان پیشتر گفتہ اندر سپاہ	بیالای سرو بلند و گلیان
بیامد بر تخت کے بر نشست	ہمہ بند و بنیاد کاہ مرد نیست
ہمہ بادپایان کمر بستہ شان	ہمہ شہر جویان پر بستہ تمام

سہ مرد آمد گرانمایہ لشکری	بیامد دوان از در گشتوری
یکی گرز دارد چو یک لخت کوہ	ہمی آمد اندر میان گروہ
بہ ایوان کس کے نشستہ اندر ایوان تو	ز مردان گردن گردون ایوان تو

ضحاک بچا یا یام قضا ہو کچا جان مفت گئی ملک الموت
تو بچا یا ابہر حسد دو ہوا انشار سے ... لشکر کو جا ... تیجے سوار ہوا بیت المقدس میں

زده بر کشیده یکی سپاه	منوچہر چون سرو در قلبگاه	سپہدار قارن مبارز چو سام	سپہ تیغہا بر کشیده از نیام

طرفین سے مقابلہ ہوا اور سرور تو گفتگو زبانی رہی تا شام نوبت بگرز و خنجر و سام نہ آئی دوسرے دن صبح وقت سلطان خاور بالباس گلنار نیزہ شعاعی بر دست تخت زنگاری پر جلوہ گر ہوا نقیب دونون طرف سے نکلے گرگیون نے کر کا شروع کیا جانبین سے لشکر آیا اور شور و شر ہوا فردوسی

بیابان چو دریای خون شد درست	تو گفتی ز روی زمین لالہ رست	چنان شد ز کشته بسی گل رود	کہ پوینده را راه شد بر گذشت

سپاہ توران کو ہزیمت ہوئی تور نے شبخون کی تجویز کی مگر جس طرف سے آیا سب کو ہوشیار پایا بازگشت کی راہ نہ ملی لڑائی ہونے لگی منوچہر نے جستی تمام نیزہ تور پر لگایا خنجر ہاتھ سے لیکے جھٹکے زمین پر آیا اوسی گرم جوشی میں ہاتھ کو کمر بند میں ڈالکر اوس بد افعال کو گھوڑے سے اوٹھاکے سر سے بلند کیا زمین پر پٹک دیا وہ سر جو چتر دہرا کی خود سری سے بہرا تھا تاج شاہی جس پر کج دہرا تھا تہ نیا ہوا سے کاٹا خنجر جو اوسکے خون کا پیاسا تھا اوسے لیکر چلا تا چیل کوون کے کھلانیکو جنگل میں ڈالدیا سر کا بھیجا اور دادا کی نذر کیو اسطے سر چچا کا بھیجا جب تور نے جان دی سلم تاب جنگ نہ لایا بھاگ کے قلعے میں پناہ لی منوچہر نے اوسکے قتل سے منہ نہ پھیرا مثل خط پرکار قلعے کو گھیرا کاکو پہلوان بڑی شوکت شان سے غرق دریائے آہن ہیرا ہین آکے للکارا ایرج نوجوان نے اوسکو بھی مارا ظلم غافل اس سے کہ لو کنتم فی بروج مشیدۃ قلعے سے باہر آیا دفعۃ طعمہ شہباز اجل ہوا اور منوچہر کا کل مملکت میں عمل ہوا ایم ویالیے با فتح و ظفر مع فوج و لشکر فت

چو آمد بنزدیک شاه و سپاه	فریدون بیامد پیاده براه

منوچہر بھی گھوڑے سے کود کر شرط قدمبوسی بجالایا فریدون نے مثل جان بر بین لیا چھاتی سے لگایا برابر تخت پر بٹھایا تھوڑے دنون کے بعد فریدون کو پیام اجل آیا ہوش ہوا اس میں خلل آیا منوچہر کو سام و نریمان کے سپرد کیا اور کہا فردوسی

سپردم ترا این نبیره بتو	کہ من رفتنی گشتم ای نیکخو	بدست خودش تاج بر سر نہاد	ببیند و امید از نر کرد یاد
فریدون بشد نام ازو ماندہ باز	برآمد برین روزگار دراز		

منوچہر نے بعد فریدون بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی عدل داد کی نوبت بجائی خلق خدا کو آسائش ہوئی ایک شخص محتاج نہ رہا بجز یزدان پرستی کسی بت پرستی کا رواج نہ رہا بسبب قول فردوسی اور مضمون شعر خالی نہ تھا یہاں سے

اور مورخین جنکے قول کو تحریر کیا نام اونکا لکھدیا مورخان حکایات کہن تحریر ان صاحب تحقیق
لکھتے ہین کہ ضحاک جمشید کا بھانجا تھا اور ایک فرقے نے یہ فرق نکالا ہے کہ اولاد سیامک سے ہے
اور مجوس جمشید کی پشت اسکی کیومرث تک پہونچاتے ہین اور عجم وہ اژدہاگ کہتے ہین اژ کے معنی آفت عیب دس
عیب اوسمین بتاتے ہین کہ بد منظر قامت مین قصر قامت حیا نخوت کا زور شور احمق اور بد خو ظالم بد زبان
جلد باز نامرد نطفہ شیطان عرب نے وہ اژدہاگ کو معرب کرکے ضحاک کہا اور اوسکے باپ کا نام عرب نے
علوان عجم عالون نے مرداش لکھا ابتدا مین ضحاک سحر سیکھتا تھا مرداش دیندار پرست تھا لعین
ہوا اوسنے یہ حال اپنے اوستاد سے کہا وہ شاگرد ہاروت ماروت بادہ نخوت سے مبہوت قتل پدر
پر اوس سادہ کو اوسنے آمادہ کیا القصہ وہ پدر کش باپ کو مار کے تخت نشین ساکن اسفل السافلین
ہوا اساس ظلم و جور برپا کیا رعیت اور سپاہ کے ساتھ کیا کیا ایسا کہ بہت برس گذرے اس عرصے مین
کوئی دقیقہ بدعت اور خرابی آزاری کا اوٹھا نرکھا آخر کار رسید آنچہ در وقت سحر نالۂ مظلوم کند * نکند ہیچ اثر
خنجر مسموم کند تاریخ طبری مین لکھا ہے کہ بسبب اختلاط شیطان شانون پر سانپ نکلے اور مغز
انسان اونکی دوا تجویز ہوئی پہلے تو قیدیون نے زندان جسم سے رہائی پائی پھر اہل شہر کی باری
آئی خوان سالار ایک آدمی کو بچاتے تھے بکری کا بھیجا اوسکے بدلے ملا دیتے تھے غرضکہ کاوہ آہنگر اصفہانی کے
دو بیٹے قتل ہوے اوسنے در دکان بند کرکے باب فتنہ کھولا اور اصفہانیونکو جرأت دلاکے
ہین اپنا شریک کیا پھر بالش مین چمڑا باندھکے نشان بنایا پہلے داروغہ اصفہان کو مار ڈالا اور اسلحہ
اوسکا اوسکے ہاتھ آیا جوانان جرار کو ہتھیار دیا اور سامان حرب سبکو بانٹا پھر اہواز پر لشکر کشی کی
وہان بگماشتہ کشتی کی ضحاک کا گماشتہ تھا اوسکو مار ڈالا اور فارس کے ملکون عمل کیا اپنا دخل کیا
اس عرصے مین جب ضحاک کی فوج لڑنے کو آئی کاوہ سے شکست ہوگئی جن دنون ضحاک
طبرستان مین تھا کاوہ رے مین آیا اور یہ تجویز کیا کہ کوئی شخص کیانیون مین سے اگر ہاتھ آئے مقدمہ ہمارا
سر انجام ہوجائے اوسکو تخت پر بٹھا کر حاکم بنا کر ضحاک کو ذلیل و خوار گرفتار کیجیے یہ سنکے ساکنان رے
نے کہا اولاد جمشید سے فریدون نام بخوف ضحاک در بیابانی کے باعث پوشیدہ ہے یہ خبر

تحقیق سلم و تور نے پائین ناکی میراث سے پاتا آئین یا در ایران وحشت کرتی زیادہ عظمائے فارس سے تھی
اوس سے ایرج پیدا ہوا اوسکی دختر تھین بہتین کہ ایک جہان اسکا شیدا ہوا مقدمہ لکھا ہے کہ جب
نوذر کی ذلت و خواری بسبب گرفتاری سے خبیثان کو فرصت ملی کاوہ اصفہانی کو روم کرساسف
اور زریمان کو ترکستان بڑی دہوم سے بھیجا جیسا قبل تحریر ہوچکا اور رقم ہوا کہ وہ کرچین وہان
ایک نہایت زبردست پہلوان نام فیل دندان تھا اوسکا کان پکڑ کے قارن حضور شاہ لایا اور نریمان نے
مازندران سے کردص شاہ کو کہ دم نخوت و عصیان بھرتا تھا اور دولت دکھایا پھر ہندوستان مین آکے
رائے ہندوانکی بیٹی کو مہر کیف رام کیا روم مین جلسے کے سبت پرستوں کا کھانا پانی حرام کیا پھر سارسکا ملک کو
تہ و بالا کیا ایک ذرہ عالم خواب مین دشمنوں نے موقع پاکے بڑا ستم ڈھایا کہ الیاس سر پیادہ پھر نیند سے
نہ چونکا اور مہراج شاہ نے فریدون سے جو دیتا ہی نام کو حوالہ کیا اور وقت ملک شیرون کو بانٹا فوج کو
چہپانا اور ماجرائے قتل ایرج مین اتفاق ہے اس سے مگر یہ لکھا منوچہر کا حال روضۃ الاخبار اور
مروج الذہب مین لکھا ہے کہ منوچہر پسر صلبی ایرج بطن ماہ آفرید سے ہے جب بلوغ کو پہونچا تو کوئی علم
و ہنر ایسا نتھا کہ جسمین یہ کامل نتھا اور عدل و داد عطا و امداد مین فریدون سے بھی چل نکلا امرا اور سپاہ
اعیان مملکت تہ و ہواہ سب جان نثار تھے اوسکے پسینے پر اپنا خون بہانے کو ہر زمانے سے تیار رہتے اوسوقت منوچہر
نے فوج کا جائزہ لیا تیاری کا حکم دیا یہ خبر سلم و تور کو پہونچی خوف سے پریشان اپنی حرکت بیجا سے
منفعل سر در گریبان ہوئے مصلحت اسی مین دیکھی کہ بہت سا زر و جواہر اور ایلچیان طرار سخنور بھیجے کہ زبانی
تقریر مین کام نکالین لڑائی کا انجام شکست ہے اوسکی طرح نڈالین القصہ رسولان سخن سنج جواہر اور
گنج لیکے منوچہر کے پاس پہونچے اوسنے حکم دیا کہ ندم سحر بعد گرد و فر چار اخیمہ صحرائے وسیع و پر بہار دشت
لالہ زار مین ہر صبح کو فریدون بالا جاہ منوچہر کجکلاہ رونق افروز ہوئے چار ہزار غلام ترک قبچاقی با شمشیرہائے
جوہر دار قبضے مطلا زرنگار مرصع پوش دوش بدوش گرداگرد چشم و گوش ایا اور اشارے پر کھڑے آمد و رفت کی
راہ بند دست بقبضہ تلوارین تھے اور ہمراہ تمام سپاہ صف در صف پاندہے خود مغفر سر پر زرہ و جوشن بدن سے

جو کچھ با خبران لشکر کشیدند	زماہی تا بمہ صف بر کشیدند

حسب دم یہ سامان درست ہوا قاصدونکو طلب کیا فوج

دریافت کرے کاوہ لبشاش ہوا سرگرم تلاش ہوا فریدون سے ملاقات ہوئی سب نے
بیعت کی ضحاک کو مطابق تحریر اول قید کرکے کوہ دماوند مین لٹکادیا سب کاشادیا اور اوس
دنکا نام فریدون نے مہرجان رکھا اور مروج الذہب مین لکھا ہے کہ کوڑے لگانے دار پر کھینچنا ایجاد
اوس ستمگر ضحاک کا ہے ہزار برس زمانہ رہا اور جناب خلیل الرحمن اوسی نطفہ شیطان کے زمانے مین
مبعوث ہوے فریدون کا حال اور فریدون کو بالاتفاق ائمہ اخبار نے جمشید کا پوتا لکھا ہے
کہ صاحب جوذی شوکت وصولت مالک جاہ وحشمت تھا فضل وسیاست کا کمال عقل وکیاست کا
جمال جمع رکھتا تھا اوسکے عہد مین بذل واحسان نے خوب رواج پایا اوسنے بھی خاطرخواہ رعیت سے
محصول اور گردنکشان دہر سے خراج پایا نظم

فریدون فرخ فرشتہ نبود	ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود
بداد و دہش یافت آن نیکوئی	تو داد و دہش کن فریدون توئی

جب ضحاک کو قید کرکے سریر سلطنت پر جلوہ فرما
ہوا تو کاوہ اصفہانی کو سپہ سالار کرکے روم مین بھیجا اور کرساسف جد رستم کو ترکستان کاوہ مئیس
برس پھرا جس ملک کو گھیرا جبتک عمل نکیا منہ نہ پھیرا اور جس ملک سے لڑا فتح پائی اس کارگزاری
حکومت عراق واصفہان تا حد آذربایجان ہاتھ آئی دس سال بفر واقبال خوب نیکنامی سے حکومت
کی پھر سراے فانی سے کوچ کیا دارالبقا کی راہ لی فریدون کو نہایت الم ہوا اعیان ملک شرفاے قوم
سپاہ کے سرداروں کو ہمراہ لیکے صاحب ماتم ہوا تو کر ایسا چاہے کہ جب وہ مرے خاوند عزیز نسے
زیادہ ماتم کرے پھر سب مال واسباب اوسکے وارثون کو دیا مگر وہ درفش کاویانی فتح ونصرت کی
نشانی سمجھکے آپ منگوالیا زروجواہر بہت سا اوسپر نصب کیا اور یہی رسم کیانیون مین جاری ہوئی
کہ جسکی سلطنت کی باری ہوئی وہ سامان نشان بڑہاتا گیا جب قادسیہ کی فتح ہوئی اہل اسلام کے
ہاتھ آیا مسلمانون نے اوسکا جواہر اور اسباب بڑہایا غازیون کے حصے مین آیا پھر فریدون نے
قارن اور قباد لپسران کاوہ کو پاس بلاکے مقرب بارگاہ بنایا ابن المقنع کہ راوی اخبار ملوک عجم ہے
تحریر اوسکی بیش نہ کم ہے لکھتا ہے کہ پچاس برس بعد ضحاک فریدون نے سلطنت جسکی تو ضحاک کی
بیٹی سے اوسوقت عقد کیا دو برس مین سلم وتور اوس سے پیدا ہوے مگر جبلی بری خصلتین ضحاک کی تین

بخون یلان میان را ببند ۔ برو تا زیان تا بکوہ سپند

رستم سپاہ آراستہ کیے تردد روانہ ہوا یہ خبر سام کو پہونچی پریشان اور بے فکرہ ہوکے اپنی لڑائی موقوف رکھی رستم کی مدد کو چلا زمانہ دراز قلعے کو گھیرا مایوس ہوکے ناکام پھر آیا نریمان کو سنہ پھیرا اور رستم کو رخصت کیا انکے جانے کے بعد قلعے کا دروازہ کھلا لوگ آنے جانے لگے رستم نمک اونٹوں پر لادکے اون شتر بختون مین گیا فردوسی

چو تیرہ شد رستم تیز چنگ ۔ برآراست با لشکران بی درنگ
چو آگہ شدہ کوتوال حصار ۔ برآویخت با رستم نامدار
شب تیرہ و تیغ رخشان شدہ ۔ زمین ہمچو لعل بدخشان شدہ
سوے حصار آمد دروی ۔ تہمتن بیکی گرز زد بر سرش
الیس مہی لیران برخاستی ۔ کہ زیر زمین شد سر و مغفرش

تمام رات رستم لڑا کشتون کے انبار ہوئے آدمی کیا دیو

فراز سے نیم سحر سردار کا سر اوتار او چستہ چڑھا اور مارا فت
بہ زر در نماندہ تنی زان گروہ ۔ چہ کشتہ چہ از رزم رسیدہ ستوہ

غرضکہ وہان مکانات عجیب و غریب نظر آئے سنگ خارا کے مکان عالی شان ایک طرف گرد دیوار فولادی بیچون گنبد طلائے شہزادی جواہر اور موتی آبدار لولوئے شاہوار جڑے فردوسی

فرو ماند رستم چو آنگونہ دید ۔ ز راہ شگفتی لب اندر گزید
ہمانا کہ خروار پانصد ہزار ۔ بود نقرہ ناب و زر عیار
چنین گفت با نامور سرکشان ۔ بہ بینگونہ ہرگز ندارد نشان

پھر رستم نے فتحنامہ زال کے پاس بھیجا نامہ دیکھتے ہی پہلوان کہن سال نوجوان ہو گیا بیٹے کا امتحان ہو گیا جواب مین بہت تعریف لکھی اور کہا قلعے کو جلا کے مسمار کر دو اور قطار در قطار شتران باربردار آتے ہین اسباب و مال بھیجدو رستم نے موافق تحریر پدر شہر کو جلایا قلعے کو خراب کیا نقد و جنس روانہ بحساب کیا اور اس سے پہلے عرضداشت سلام کو روانہ کی تھی اسباب زر و جواہر کا ہزارہا شتر پر بار آیا جہان پہلوان پھولا نہ سمایا مکرر کہا بہادر ہو تم بہادر بیٹے ہو سچ ہے اچھوں کے اچھے ہی ہوتے ہین بیت

جہان کو پراشید شد یکسرہ ۔ ز رود زمین تا بہ برج برہ

اور مولف تحفہ استغنا نے لکھا ہے کہ بعد قتل سلم و تور فریدون نے منوچہر کو صاحب تاج و تخت کیا مملکت کا مالک یک لخت کیا اون دنون مدار مملکت عمدہ دولت مقرب شاہ حاکم سپاہ سام نریمان تھا جہان پہلوان لقب تھا سفید و سیاہ مین اختیار تھا سب وقت مین مردانہ کیا سب مین فرزانہ سام عالیمقام نزدیک و دور مشہور تھا شب و روز دل و جان سے کمربستہ منوچہر کی خدمتگاری مین رہتا تھا اور ہر ساعت وہ پہلوان دست دعا کشادہ بدرگاہ بخشندہ

بے منت تضرع و زاری مین کہتا تھا کہ فرزند رشید خلف سعید وہ مجھے عطا کر جو نیک سیرت فرخندہ مآل ہو
اور بعد میرے گھر کا وارث ہو مالک ملک و مال ہو القصہ بعد چندے ارحم الراحمین نے قرۃ العین عنایت کیا
یعنی سام کو لال مگر تمام جسم مین سفید بال کبھی جو اس صورت کا لڑکا کسینے نہ دیکھا تھا اس سے سام دلگیر
کیا کیا خیال آئے خاطر شگفتہ پژمردہ ہوئی رنج و ملال آئے سیمرغ نام زاہد عالی مقام ایمن کوہ مین تنہا ہجوم خلقت
سے جدا رہتا تھا خدا کے سوا کسی بندے سے کچھ نہ کہتا تھا سام نے ما یحتاج اور اپنا لڑکا اوسکو سونپا
کہ جیسے یا مرے مگر زاہد اوسکو پرورش کرے القصہ جب وہ سات برس کا ہوا الفت پدری نے جوش کیا سام
اوسکو لے آیا وہ خورد سال بنام زال مشہور ہوا آثار رشد و نجابت اسکی پیشانی سے ظاہر ہوا اور اوسکی
متانت اور فطانت سے ایک عالم ماہر ہوا سو جب کہ خبر پہنچی شاہ جہان نے جہان پہلوان کو تہنیت نامہ
لکھا اور اشارہ یہ بھی ہوا کہ جب اجرام بارگاہ فلک اشتباہ بلند ہو کشادہ پیشانی وہ اختر تابان فرزند
نوجوان ہمراہ ہو تا فیض تربیت شاہانہ عاطفت خسروانہ سے سعادت دارین اوسکو حصول ہو بندگان
خاص مین شمول ہو بمجرد ورود فرمان وہ فرمان بردار شہریار بحر و بر زال سے جوان بخت پسر کو ہمراہ لیکر
حاضر ہوا بعد حصول شرف آستان بوس زال خوشخصال مقبول طبع شاہ فرخ فال ہوا اور تشریفات
فاخرہ سے مالا مال ہوا بتاکید تربیت زال سام کو فرط کے رخصت کیا سام وطن مالوف مین آیا بعد
چندگاہ ہند کو چلا نیمروز کی ساری حکومت زال کے سپرد کی عدل اور احسانکی تاکید کی سام کے بعد
زال باعث زور و شور جوانی کبھی مجلس بزم کی تدبیر کرتا گاہ دشت و صحرا مین فکر صید نخچیر کرتا ایکبار عین جوش
بہار کہ پہاڑ اور جنگل گلزار تھا سجستان سے کابلستان مین آیا محراب نام اوس نواح کا حاکم سام
کا خراج گزار تھا اوسنے تحفہای لائق پیشکش کرکے عرض کی بیت ہمای اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد زال خلاف مذہب سمجھکے اوسکے گھر نگیا کہ اہل توحید محراب بندہ
اصنام پلید تھا مگر نوازش و احسان بمرتبہ فراوان کیا محراب نے اپنے گھر مین جاکے بعد ادای شکر زال
شمہ فضائل اور خوبی شکل و شمائل بھی بیان کی محراب کی بیٹی رودابہ صورت و سیرت مین یادگار روزگار
تھی باپ کی تقریر سے نادیدہ عاشق زال ہو گئی اپنی لونڈیونکو بحیلہ گلچینی قریب لشکر زال ارسال کیا زال

سے لونڈیان صاحب جمال دیکھکے حال پوچھا لونڈیان دام دار طائر مطلب سب تھین اوسپیام رسانیپر
مشتاق لسانی مین شہرۂ آفاق جو کہتی کب تھین آئین خوبصورتی سے اپنی بی بی کا حسن و جمال مرتبے اور
شوکت کا احوال بیان کیا کہ زال لوٹ پوٹ ہوگیا غرضکہ پھنسالیا اونھین کے وسیلے سے رودابہ تک
رسائی شناسائی ہوئی بعد استحکام شرائط محبت وعدہ وصلت پر جدائی ہوئی نیمروز مین پھر آیا مگر تمام روز
بیقرار رہنے لگا رنج فرقت سہنے لگا مدت کے بعد شفاعت سام اور معائنہ خرابی حال زال سے
منوچہر دونون کے وصال پر راضی ہوا سام نے کابلستان مین جا کے زال کا نکاح رودابہ سے
کیا مشتاقون کو ملا دیا اور رستم دستان جسکی صفت فزون تحریر و بیان سے ہے اوس سے پیدا ہوا

ذکر اختتام سلطنت منوچہر اور نوذر کی تخت نشینی افراسیاب کی لڑائی

اسکی گرفتاری فردوسی نے لکھا ہے کہ جب منوچہر ایکسو بیس برس سلطنت کر چکا کاہن اور
نجومیون نے آمد مرگ سے اوسکو مطلع کیا فردوسی

بفرمود تا نوذر آمد بہ پیش ۔ ورا پندہا داد ز اندازہ بیش
مرا بصد و بست شد سالیان ۔ برنج و بسختی ببستم میان

اور یہ سمجھایا کہ مین خداپرست تعالیٰ رجاہ سے
مست ہونا سلسلۂ یزدان پرستی ہاتھ سے نکھونا اور موسیٰ بیشک پیغمبر خدا ہے فرعون جرم نافرمانی سے
غرق دریای غضب ہو چکا ہے میری آبرو نہ ڈبونا اور پشنگ کا پور تجھسے ضرور لڑنے کو آئے گا روز سیاہ
دکھلائے گا تو سام اور زال سے مدد چاہنا اور پسر زال خردسال بڑا پہلوان زبردست صاحب اقبال
ہوگا اوسکی توقیر کرنا جو کام کرنا سمجھکے اور قتل و قصاص مین تاخیر کرنا غرضکہ او رہت سی نصیحتین کر کے
راہی مالک بقا ہوا نوذر تخت پر بیٹھا فرمانروا ہوا چند سے پند پدر پیر پر کاربند رہا چھوٹا اگر اخر سنکر ہا
بعد ظلم و ستم کی بنیاد ڈالی خانہ خرابی کی راہ نکالی سران سپاہ رئیس شہر عالیجاہ برگشتہ ہوگئے رعیت
جور دیدہ خوار ہوئی بے انتظامی بروی کار ہوئی اوسوقت بدحواس ہوکر نامہ سام کو بھیجا طلب کیا
سام یہ ماجرا تمام پہلے سن چکا تھا کف افسوس ملکے سر دُھن چکا تھا فوراً روانہ ہوا قریب پہونچا
تو اعیان سلطنت و سامی مملکت استقبال کو گئے ملاقات کے بعد تخت نشینی کے سام سے ملتمس ہوئے
سام نامدار نے انکار کیا اور کہا نمک حرامی حلال زادونکا کام نہین یہ عبادت سام نہین اگر منوچہر کی بیٹی ہوتی

تو یہ حرکت نکرتا اوسکی بھی اطاعت کا دم بھرتا مگر اوسکو نصیحت کرونگا حرکت بیجا طریق جور و جفا سے
باز رکھونگا غرضکہ سام نے از سر نو سبکو مطیع اور فرمانبردار کیا نوذر نے ظلم و ستم سے انکار کیا سرکشونکو
دبایا سلطنت کو سنبھالا یہ خبر سلطنت کی برہمی کی توران مین جو پہونچی پشنگ نام تور کی نسل سے تخت نشین
توران زمین تھا اوسنے افراسیاب اپنے بیٹے کو پاس بلا کے سمجھایا کہ جبتک منوچہر والی ملک تھا ہمکو
اوس سے لڑنے کی طاقت نتھی اب نوذر سے انتقام خون سلم و تور لینا ضرور ہے لکھا ہے کہ افراسیاب
پہلوان بڑا زبردست جوان تھا اور فن سپہ گری مین سررشتہ رزم مین اولوالعزم یکتا تھا جسکی بابت یہ کہی توسہ

بر یش چون شد گشادہ زبان	دل آگندہ از کین گرد میان	کہ شایستہ جنگ شیران ہمم	ہم آورد سالار ایران منم

لیکن منوچہر کا ہمسر گو نوذر نہین الا جوانان تہمتن خون آشام مثل قارن و سام اور کس کس کا نام لون یہ سب قریب
ہمراہ ہین بارہا لڑے بھڑے ہین ہزارون سے نہین تھمے ہین طریقہ رزم سے خوب آگاہ ہین ہمارے
پہلوان انکے مقابلے کی تاب لائینگے منہ چھپا کے پیٹھ دکھائینگے اگر چند روز اور وقفہ ملے تو عین
مصلحت ہے پشنگ نے کہا اس سے بہتر وقت ہاتھ نہ آئیگا بعد کار از دست رفتہ کا ملال ہوگا پچھتائیگا
افراسیاب نے باپ کو اسقدر آمادہ دیکھا حکم سے منوچہر سپاہ فزون از شمار پہلوانان جنگ
آزمودہ خنجر گزار ہمراہ لیکر روانہ ہوا صحرا نوردی اختیار کی نشیب بنایا نئی بنیاد ہوا اور شماساس
و ترسلان کہ یہ غلامان نامی پہلوان تھے انکو سپہ سالار کیا بڑی چمک کا لشکر تیار کیا راہ مین خبر مرگ سام جو
سنی جان تازہ پائی جسدم نوذر نے سنا کہ پسر پشنگ مثل نہنگ فوج جرار پہلوانان نامدار لیکے آپہونچا
یہ بھی ایک سے چالیس ہزار سوار کار آزمودہ انتخاب ہمراہ رکاب لیکر بقصد رزم نکلا جب لشکرونکا مقابلہ
ہوا صف کارزار طرفین سے تیار ہوئی پہلے افراسیاب نے بر سر میدان بارمان کو بھیجا ادھر سے
قباد غرق نے پیانے فولاد پسر کاوہ گھوڑے کو کاوہ دیتا آیا بارمان کو للکارا باہم لڑائی ہوئی بارمان نے
قباد کو مارا قارن قباد کا بھائی تھا تاب نلایا گھوڑا اٹھایا دونون طرف کی فوج ملگئی تلوار چلنے لگی فردوسی

ز آواز اسپان و گرد سپاہ	نہ خورشید پیدا نہ تابندہ ماہ

تا شام خون کے دریا بہگئے لاشون سے انبار
لگگئے رات کو طرفین کے پہلوانون نے آرام کیا دم سحر پھر جنگ کا سر انجام کیا نوذر نے دیکھا ہزارہا

بچون کے پاس کہا پالنے لگا بچون کو بھی اوسکی صحبت سے رغبت ہوگئی تھوڑے دنونمین بہت محبت ہوگئی قدرت کے کارخانے عجیب و غریب ہین جسکو وہ پالتا ہے تو دشمن کے دل مین دوستی ڈالتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے گھر سے سر نکالا موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کو فرعون نے پالا فردوسی

خداوند مہر سیمرغ داد	نگرداں بخوردن ازان جورہ یاد

جب زال جوان ہوا اودہر کو گذر کاروان ہوا وہ اوسکو لیچلے اوسی شب سام نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ تو نے اپنے فرزند کے سفید بال دیکھکے نفرت کی اپنی داڑہی کی خبر نہ لی یہ خواب دیکھکے آنکھیں ملتا کوہ البرز پر گیا نالہ و زاری بیقراری کرنے لگا چارہ سازِ راندگان نے اوسکے حال پر رحم فرمایا سیمرغ قریب آیا زال کا حال سب کہدیا سوداگرونکے لیجانے کا حال سنکے سیمرغ کی منت کرنے لگا القصہ سیمرغ نے خود کاروانون سے زال کو لاکے سام کے سپرد کیا اور کچھ اپنے پر دیے کہ عند الضرورۃ انکو آگ پر رکھنا مین آؤنگا شر رنج و راحت ہوگا سام فرزند خوش انجام کو ساتھ لیکے شہر کیطرف روانہ ہوا قریب جب آیا خبرداروں نے یہ ساتحہ منوچہر کو سنایا نوذر کو حکم ہوا کہ مع نوبت و نشان سب پہلوان ہمراہ لیکے سام کا استقبال کرکے حضور مین لائین جس دم منوچہر کے روبرو سام آیا آداب شاہانہ بجا لایا گرز زرین کلاہ و پر مکسن سے سرافراز ہوا ہمسرونمین ممتاز ہوا اخترشناسونسے شہنشاہ ذی جاہ نے زال کا حال پوچھا سب نے عرض کی اسکے طالع سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلوانی مین لاثانی ہو اولو العزم صف شکن باعث ترقی سلطنت کیانی ہو منوچہر نے یہ سنکے اوسیدم سند حکومت کابل و زابل سام کو دی اور مہند کی خدمت بھی عنایت ہوئی سام نے زابل مین پہونچکے جتنے علم و ہنر اور سپہ گری کے فن ہین زال کو تعلیم کروا دیے اور سلطنت زابل کی سپرد کی آپ حسب فرمان سلطان گرگسار کو روانہ ہوا مہراب نام نسل ضحاک سے وہان کا حاکم تھا بیٹی اوسکی پریچہرہ رودابہ تھی زال نے اوس سے عقد کیا آرام چین سے بسر کرنے لگا کچھ دنونکے بعد وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا وقت آیا دائیان تھک گئیں ہمت ہاری کوئی ترکیب اور عیاری بہانہ چلی لڑکا اچھی صورت کا زبردست اور تیار تھا کہ نکلنا اوسکا دشوار تھا رودابہ ہلاکت کے قریب تھی بچے کی صورت دیکھنی نصیب نہ تھی زال نے مضطر ہوکے سیمرغ کا پر آگ پر رکھا وہ طائر قوی بال تھمکا سچا فوراً آپہونچا یہ حال دیکھا ماجرا سنا خوش ہوکے کہا یہ لڑکا

بندۂ اللہ نے بر سر میدان جان دی عدم کی راہ لی پیشتر سے گھوڑا بڑھا کر افراسیاب نے کہا
ہم تم باہم لڑلیں دونوں لشکر سیر دیکھیں جسکو سر میدان یزدان فتح دے وہ تخت و تاج لے افراسیاب گھوڑا
جھکا کر نکل آیا نیزہ بازی ہونے لگی تا شام یہ نوبت ہوئی کہ ہاتھ میں قلم رہ گئی فوج تحسین کرتی رہی خورشید
نے رخ انور کرہ مغرب کیطرف کیا ہر ایک شہریار جرار نبردگاہ سے اپنے اپنے خیمے کو چلا اوسی دار و گیر
میں آج نوذر کا تاج بر سر زمین آیا تھا کسی ملازم نے میدان سے اوٹھایا تھا اس شگون بد سے نوذر کو
امید فتح جو تھی وہ شکست سے مبدل ہوئی سالاران سے پاس عالی شکوہ صلاح ہوئی کہ شہزادونکو فارس روانہ کیجیے
دو دن لڑائی سے مہلت لیجیے کوئی بہانہ کیجیے افراسیاب سے دو دن کا عذر کیا وہ ٹال گیا پھر طوس
و گستہم کو قارن کے ساتھ فارس کیطرف رخصت کیا دو دن کے بعد جنگ کی طیاری اور موت کی
گرم بازاری ہوئی نوذر تاب جنگ نلایا حصار بند ہوا اگر شتابی کا زمانہ نزدیک آیا افراسیاب نے چار طرف سے
قلعے کو گھیرا اور قارن کے تعاقب میں بارمان کو روانہ کیا نوذر سمجھا کہ فوج افراسیاب کی ہمراہ کم ہے شب تیرہ
راہ میں قلعے سے فرار ہوا افراسیاب فوراً اس حال سے خبردار ہوا نوذر کے سراغ میں سوار ہوا رات بھر لگے
پیچھے دونوں چلے گئے جس دم تاجدار زرین کلاہ غیظ سے تخت زنگاری پر تھرانے لگا ایک نے دوسرے
کو پہچانا اپنا بیگانہ نظر آنے لگا لڑائی شروع ہوئی کچھ جانے کے پیچھے فرار ہوئے اور ہزاروں نوذر کے ساتھ گرفتار ہوئے

شب تیرہ تا شد بر آفتاب	بپیوست با نوذر افراسیاب
بسی تا جستند دیگر نخستند	بدام بلا در بنا و نخستند
ز گرد دلیران جہان تار شد	سر انجام نوذر گرفتار شد
بہ بندش در آمد ہزار و دویست	تو گفتی کہ شان بر جہان جای نیست

وہاں بارمان نے قارن کو گھیرا اوسنے نیزہ پکڑ کے منہ پھیرا بارمان کو جان سے مارا شہزادوں کو صحیح و
سالم فارس میں جا اوتارا فردوسی

چو افراسیاب این خبر یافتہ	ہمہ پشت و دستش بدندان گزید

پھر شماساس اور خزروان دونوں پہلوانوں کو تیس ہزار سوار یکتای روزگار دیکے افراسیاب نے کابل و زابل کی
طرف بھیجا آپ ایران کا مالک تاج و علم ہوا جس دم سواران نامدار اور دونوں سپہ سالار کابلستان میں گذارہ ہوا رستم کے
تبدنون جیحون کیتی تھی مگر زال آمادۂ کارزار ہوا

بپالش نشستند پیش زمین	سر زرکشیدہ ابروان پرچین
کمان زال کشید ساز نبرد	بسی نامور خود شید زال دلیر
باسپ اندر آمد بکردار گرد	بجنگ اندر آمد بکردار شیر

چو بشنید شیدوش گرز پدر | سرش گشت پر خشم و پر خون جگر | بجوشید و چون اژدها | بمیدان درون تنگ کرد شیر
بزد بر سرش گرز گاو رنگ | زمین شد خون همچو بیست پلنگ

حرروان کو سر میدان مارا اور شماساس لوڈانت سے للکارا وہ تو خوف سے بھاگا فوج بجون آگندہ پراگندہ فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی ناگاہ اس حال تباہ کی خبر افراسیاب کو ہوئی مثل مار دم بریدہ بر خود پیچیدہ ہوا اور تو لس نکلا نوذر کو قتل کیا فردوسی

بزد گردن نوذر تاجدار | تنش را بخاک اندر افگند خوار

سات برس ایران کی سلطنت نوذر نے کی پھر افراسیاب کی نوبت آئی وہ مملکت پائی بعد قتل نوذر وہ بر شہر پارس کو چلا کر طوس اور گستہم کو گرفتار کیجیے ذلیل و خوار کیجیے وہ طفل جفا دیدہ بے پدر خستہ جگر یہ خبر سنکر سیستان کو چلے کہ جان تو بچے زال یہ حال دریافت کرکے پیشوائی کو گیا بہت اعزاز و اکرام سے دونو نا کو لایا تسکین و تشفی کر کے جای محفوظ مین بٹھایا فوج شکست خوردہ نوذر کی زال کے پاس جمع ہوئی اونکی بھی دلداری کی ساز و سامان سے مددگاری کی لیکن فکر یہ ہوئی کہ نسل کیان سے کوئی سرور وان اگر ہاتھ آئے تو بوستان خزان دیدہ سلطنت شاداب ہو جائے تاب ہوجائے پھر افراسیاب سے نوذر کا انتقام لیجیے خور و خواب حرام کیجیے طوس و گستہم بچے خردسال تھے اس باعث سے زال کو یہ خیال تھے القصہ اغریرث برادر افراسیاب کہ خلق و مروت ہمت و شجاعت مین وحید عصر تھا تجویز ہوا ایلچی ہشیار ختار غرض تقریر بھیجا اور نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ لشکر عظیم الشان بحساب ہر ایک جوان جنگ دیدہ نبرد آزمودہ انتخاب جمع ہے قدم رنجہ فرمانے کی دیر ہے افراسیاب زیست سے سیر ہے مملکت ایران مین آپکا عمل ہوگا افراسیاب کی سلطنت مین خلل ہوگا یہ فقرہ سنکے وہ رستے ملک کی چاہ مین تابل آیا کسی نے اس حال سے مفصل افراسیاب کو خبر دی سنتے ہی اوس خونخوار کی آنکھوں مین خون اوبل آیا مع فوج وہ مسبوت پر نہایت ورود جا پہونچا اوس نیرہ جبین نے کمین کو قتل کیا یہ حکایت زال خوشخصال نے سنی عداوت دونی ہوئی بعد تفحص و تجسس سلم کا پوتا طہماسپ کا پوتا ہاتھ آیا زو اسکا نام تھا پوشیدہ پہاڑ کی ڈانک مین وہ ذی احتشام تھا زال نے قارن نامدار کو روانہ کیا وہ روا روجا کے زو کو لایا سلطنت کی روشنی ہوئی بادشاہ بنایا عمر کو رمرک منوچہر اور سلطنت نوذر پر پشنگ کا سمجھانا افراسیاب کا آنا نوذر کی گرفتاری ایران کی خود سری

اور تاریخ عجم مین رقم ہے کہ ابن المقنع جو مولف اخبار ملوک عجم ہے اوسنے لکہا ہے کہ جب بالیت اقلیم عالم اور بکفالت مصالح بنی آدم نوذر پر مقرر ہوئی تو سہنا خوش نشین داری ور غایت کم از ریسی سلطنت کا اہتمام اور حسبیت کا انتظام نکر سکا اس حنفی سے امارت کی عمارت بیٹھی اور اقبال کے زوال نے فتنہ خوابیدہ کو جگا یا فساد کو اوٹھایا

حرامست گر سر ببالین نہی	ترا افسر و گنج و فرماندہی	کہ با رگ تیغ و تاج زر بود	نہ شاہنشہ سالار لشکر بود

اور حافظ ابرو لکہتا ہے کہ جب خبر رحلت منوچہر توران مین پہونچی اون روزون پشنگ کو ترکستان کی حکومت تہی اوسنے اپنی اولاد کو جمع کر کے کہا کہ اِنَّ بُلُوغَ الْاٰمَالِ فِیْ رُکُوْبِ الْاَهْوَالِ وَالْفُرَصُ تُمَرُّ مَرَّ السَّحَابِ وَالْقُعُوْدُ مِنْ اَخْلَاقِ الْعَاجِزِ وَالْقَنَاعَةُ مِنْ نِعَمِ الْبِهَائِمِ طمع آرزوون کا پہونچنا خوف و خطر مین آنا ہو تحینا ہو طرف مراد کے اور وقت و ساعت رونده ہے مثل ابر و باد کے اور ایک جا جمکے بیٹہنا عاجز یا بیر زنون کا کام ہے اور قناعت طبائع بہائم یعنی بیل گای اور خصلت ستوران ہی بیت کسی بگردن مقصود دست حلقہ کند ❊ کہ پیش تیر بلاہا سپر تواند بود مرد قوی رای صاحب حزم اولو العزم طلب جاه و دولت یا خواہش عزت و حکومت سے کسی وقت مین باز نہین رہتا اور صعوہ کم ظرف لیست حوصلہ کبہی عنقای بلند پرواز سے دمساز نہین ہوتا ہے وہ ہنگام ہے کہ مصائب جنگ مصیبت سفر اختیار کرو وقت فرصت ہاتہ سے ند و ظلم و تور کا کینہ دیرینہ منوچہر کی اولاد سے لو اونہین افراسیاب فرزند رشید خلف سعید پشنگ کا تہا کبہی باپ کے حکم سے منہ نہ پہیرا تہا اور سابق ازین ایران مین جا کے منوچہر کو گہیر اتہا بید رنگ اپنی سرخروئی کیواسطے اس کام کا بیڑا اوٹھایا چار لاکہ سوار پیاده لڑائی کا آماده ہمراه لیکر ایران کیطرف آیا جب تواتر یہ خبر ایران مین پہونچی رئیسون نے سام کو اس ماجرے سے آگاه کر کے طلب کیا سام جناح تعجیل سے پر سبیل استعجال نوذر کی خدمت مین حاضر ہوا اور جو طریق نصیحت شاہانہ ہوتا ہے اوسطرح پند مشفقانہ کر کے خلاف حرکات کا مانع ہوا اور تیاری لشکر کی اجازت لیکر نیمروز کو روانہ وطن ہو پہونچکے سپاه مرگ مین گہر اجیتا پہر نہ پہرا یہ تو دار البقا کو راہی ہوا ایران تیغ فنا اور تختہ مشق تباہی ہوا نوذر ہمیشہ اسکے ماتم مشغول نالہ و فریاد ہوا افراسیاب مژده سنکے بہت شاد ہوا اور بعجلہ تمام افراسیاب جسطرح نشیب کیطرف سیلاب جاتا دریا کی راه سے ناگاه آیا اور نوذر خستہ جگر رے سے مازندران مین لشکر لایا جسدم مقابلہ ہوا صف کارزار لیار ہوئی سغر تیر تواتر طرفین سے پیام اجل دلیر دستہ

کا نپین سپہ بچانے لگے نامردون نے چہکے سر چھپانے لگے بہادران صف شکن یلان پیلتن بفضل اللہ تمام زخم
شمشیر و خنجر لپیٹ لپیٹ کر جسم و خنجر پر کہانے لگے ترکون سے بارمان نکلا ادہر سے قباد نوجوان
نکلا ساغر زیست بادہ اجل سے لبریز ہو چکا تھا بزخم شمشیر تیز بارمان نے جام اجل پیا قارن پسر کاوہ
جو اوسکا بھائی تھا اوسنے بڑی کوشش کی قریب تھا کہ افراسیاب کا حال خراب ہو مگر دفعۃً ابر تیرہ و تار آیا
کہ روز روشن شب تاریک سے تیرہ تر ہو گیا اندہیرا افراسیاب کی سپر ہو گیا خوب ابر سیاہ گہر آیا دونون جانب
کا لشکر راہ فرار ڈہونڈتا اپنے اپنے خیمون مین پہر آیا جب نوذر کو آثار شکست نظر پڑے طوس اور گستہم کو
قارن کے ہمراہ فارس کو روانہ کیا کہ ناموس کوہ البرز مین پہونچانا یہ حال فوراً افراسیاب کو معلوم ہوا
اوسنے قراخان اور بارمان کو مع فوج تعاقب مین راہی کیا وہان تو بارمان کو قارن نے جان سے
مارا قراخان بدحواس فرار ہوا یہان نوذر گرفتار ہوا افراسیاب نے چاہا کہ سبکو بے دریغ تہ تیغ کرے
اغریرث اوسکا بھائی شفاعت خواہ ہوا جان بچ گئی مگر قید رہے اور اغریرث سے کہا قلعہ ساری مین
اسیر کرکے جا حفاظت کرنا مگر نوذر کو قتل کیا اسکا یہ سبب ہوا کہ جب شاہ ترکان نے عبور جیحون سے
کیا تو تیس ہزار سوار دو سپہ سالار سجستان کو بہیجے کہ دلیران نامدار یلان خنجر گذار نیمروز سے آکے نوذر کی
شرکت نکرین اور نیمروز مین مطلع صاف تھا کہ سام مر چکا تھا زال ملک کے بندوبست کو نکلا تھا فقط مہراب
وہان تھا جب وہ سوار داخل ہوئے مہراب حیلہ سوچا الحرب خدعۃ کہ بہت سا مال اور اسباب بطریق پیشکش
سپہ سالارون کے پاس بہیجا اور کہا مین ضحاک کی اولاد سے ہون مجبوری سے نسل فریدون کی اطاعت
کرکے منتظر وقت تھا الحمد للہ کہ مطلوبات نے تاثیر دکہائی یہ سلطنت ہمارے شہریار کے قبضے مین آئی بندہ فرمان پذیر
خدمتگزار ہے عنایت خسروانہ کا امیدوار ہے اور فوراً پوشیدہ یہ حال زال کو لکہا وہ مثل برق خاطف ادہر آئے
سر پر آیا سبکو قتل کیا مگر وہ دونون سردار فرار ہو کے افراسیاب کے پاس بدحواس پہونچے ماجرائے گذشتہ
قتل کا ہنگامہ بیان کیا اوسکو جو غیظ آیا نوذر کو قتل کیا سات برس نوذر نے سلطنت کی لقب اوسکا
آزادہ تہا اور فارسی ایک لغت اوسکو کمبخت کہتے ہین ؎

کہ ہر از منوچہر الاعتاب	چو شد سلطنت حق افراسیاب
خداوند افسر کنم و جم	ور دشمنی بدخوئی آغاز کرد
ہمیشہ ز دیگر ملوک عجم	ز ونقہ ملک ناز کرد

نظر بر خلاف منوچہر داشت	اگر تند و رزید اگر گرد داشت

تاریخ معجم مین لکھا ہے کہ جب ظلم و تعدی افراسیاب کی
حد سے گذری گشواد اور بقیہ پہلوانان جمشید ادبا ہم مشورہ کرنے لگے کہ بے تحریک سلسلہ خنجر و شمشیر کے ظلم
کی زنجیر جو گلوگیر ہے قطع نہو گی اور قارن خوش تدبیر کی مصلحت یہ ہوئی کہ قاصد اغریرث کے پاس بھیجو وہ ایرانیون
سے محبت رکھتا ہے اور لکھو کہ قیدیونکو رہا کرے یہان قدم بقدم قریب لیے تا شرط خدمت بجا لائین اپنا حال سنائین
سبنے اس بات کو پسند کر کے ایلچی روانہ کیا نامہ بر وہان پہونچا اغریرث حال سے مطلع ہو جواب دیا کہ اگر
زال فرخ فال اس طرف کو آئے تو اس عہدے کا سرانجام بے تکلف ہو جائے پیامبر نے جواب باصواب
آکے دیا اون لوگون نے زال کو آگاہ کیا جہان پہلوان یہ سنکے بشاش ہوا پھر کہا وہ کون ہے جو
اس مہم کا متکفل ہو یہ ناموری اوسے حاصل ہو کشواد نے بادل شاد یہ مقدمہ قبول کیا زال نے کچھ فوج
ہمراہ کر کے روانہ کیا جسدم اغریرث نے کشواد کی آمد سے آگہی پائی حسب وعدہ قیدیون کو رہا کیا
خود بھی کا رستہ لیا کشواد کی تمنا بر آئی اون سبکو ساتھ لیکے زابلستان مین آیا زال کو مسرت تازہ
حاصل ہوئی سران سپاہ نے پیشوائی کی بعد از ملاقات و حرف حکایات سنا باہم نوذر کا ماتم برپا کیا

دریغا کہ شہر لہد نوذر نماند	دریغا کہ سلطان کشور نماند
دریغا کہ شد رنگ گنج بریدہ تخت	دریغا کہ خالی شد از شاہ تخت

اسی عالم مین یہ خبر پہونچی کہ افراسیاب نے اغریرث اپنے بھائی کو بعلت رہائی اسیران جان سے مارا غضب تازہ
برپا کیا اوسکے ہر عضو کو مثل حروف تہجی جسم سے جدا کیا یہ خبر موحش سنکے آتش خشم و غضب کا لہب سینہ مین
زال کے شعلہ زن ہوئی شدت سے حزین و ملول ہوا جابجا فوج کو نامے لکھے اسباب جمع کرنے لگا سامان
جنگ و جدال مین مشغول ہوا بیان سلطنت شو و افراسیاب کا فرار پھر مرگ زو اور
حکمرانی گرشاسپ افراسیاب کی چڑھائی رستم کی لڑائی بروز ہمایون زو نے تخت بیامد
برآمد برافراز تخت بیٹھے پہلے پارس کو تسخیر کیا پھر افراسیاب کی تدبیر مین ہوا وہ تاب جنگ نہ لایا بھاگ کے
توران مین پشنگ کے پاس آیا پانچ برس تک زو شور سے سلطنت کی زیادہ مہلت اجل نے نہ دی گرشاسف
اوسکا بیٹا بعد پدر سریر سلطنت پہ جلوہ گر ہوا اسکے بیخبر دس سال تھا رطب و یابس کا حکمران زال تھا اور پشنگ
بسبب قتل اغریرث افراسیاب سے تنگ تھا اسقدر بیزار تھا کہ اوسکا منہ دیکھنا ناگوار تھا جسدم پشنگ سے

سناکہ زوکی شمع حیات صرصر فنا سے گل ہوئی سلطنت کی روشنی اندہیرے سے بدل بالکل ہوئی گرشاسف

لایکا کم سن ہے فرصت کا دن ہے افراسیاب کو رود بردیلا یا لتغیر معاف کی تدبیر مصاف کی فردوسی

بگی لشکر ساخت افراسیاب | ز دشت سپنجاب تا رود آب
برآمد ہمہ کوہ برزن بجوش | ز ایران برآمد سراسر خروش

ایران کے رئیس صاحب جاہ وہاں زال کے پاس سے افراسیاب کا پیچ و تاب لشکر کا حساب بتایا زال نے کہا

ابکی بار رستم نامدار کو بھیجونگا فردوسی

بگو کای پیش ست رنج دراز | کزو نگسلد خواب و آرام و ناز
چنین گفت رستم بدستان سام | کہ من نیستم مرد آرام و جام
بر رستم چنین گفت کای پیلتن | سبالا سرت برتر از انجمن
چگونہ فرستم بدشت نبرد | ترا نزد شیران پرکین و درد

زال خوش اقبال خوش ہوا رستم نے اسباب حرب
طلب کیا گرز سام اوس پیل ہیکل نام کو دیا سب کے زمین سے اوٹھا لیا پھر زال طویلہ شاہی مین لایا رستم نے جس
گھوڑے کی پیٹھ پر کٹرے ہاتھ رکھا وہ بیٹھ گیا اس عرصے مین ایک گھوڑی سامنے آئی اور وہ بچھیرا جو
ابلق ایام کی نظر سے نگذرا تھا پیلتن سینہ کشادہ گردن سہ اوالی رستم نے چاہا کہ اوسکو روکے نگہبان
اوسکا روکے چلایا کہا یہ گھوڑا نہین دیو کا بچہ ہے میرا قول سچا ہے رخش نام ہے اسکی ماں خون آشام ہے
جسنے اسکو چھوڑا از روز یون اسنے کیا ہے بہتون کا خون کیا ہے یہ سنکے فردوسی

بینداخت رستم کیانی کمند | سر رخش آورد ناگہ بہ بند
بیامد چو شیر ژیان مادرش | ہمیخواست کندن بدندان سرش
بغرید رستم چو ببر دمان | ز آواز او خیرہ شد مادیان
بزین اندر آورد گلرنگ را | سرش سیر شد کینہ و جنگ را

غرضکہ رستم نے اوسکو گرفتار کیا خوش ہوکے پیار کیا
جب گھوڑا ہاتھ آیا سلطان جنگ سے فراغ پایا لشکر انبوہ
وہ پرشکوہ لیکے افراسیاب کے مقابلے کو چلا دو دن کے بعد زال کو تاب آئی بیقرار رستم کے پاس وہ باوقار آیا زال کو
سلطان خردسال کیطرف سے تشویش آئی کہ کسینے خوشخبری سنائی یعنی نسل فریدون سے ایک بادشاہ عالیجاہ
نیک نہاد کیقباد نام کوہ البرز مین ہے ایسا ذی شوکت عالی ہمت باعدل وداد نظر نہین آیا یہ فردہ سنکے ف

بر رستم چنین گفت فرخندہ زال | کہ بر گیر گوپال و بفراز یال
برو تازیان تا بہ البرز کوہ | گزین کن یکی لشکر ہم گروہ
[illegible] آفرین کن یکی | مکن پیش او بر درنگ ایچ کی
بگویش کہ لشکر ترا خواستند | ہمان تاج شاہی بیاراستند
سخن [illegible] | چو زال [illegible] گفت
برخش اندر آمد بہ بنگاہ شاد | گرازان بیامد بر کیقباد

اتفاقاً کیقباد کوہ البرز سے اوتر کے ایک ٹیکرے پر بیٹھا سیر کرتا تھا سامنے سے رستم نظر پڑا عجیب بردست پہلوان غریدا اسپ پری پیکر نادر دوران ہاتھ میں گرز گران جانستان کیقباد کو خواہش ہوئی کہ اس جوان سے ہمداستان ہو آواز دی کہ اس جہاز رفتاری برق کرداری سے مطلب کیا ہے رستم نے جواب دیا شہریار کیقباد کی جستجو ہے سرعت کا سبب اوسکی آمد ہے قباد نے فرمایا جو تم ہمارے پاس آؤ تو نشان بتا دین یا ملا دین

فردوسی

چو بشنید تهمتن نشان قباد — تهمتن ز خوشی اندر آمد چو باد
قباد نے رستم کی بہت تعظیم و تکریم کی
دگر جام باده به رستم سپرد — بدو گفت کای نامبردار گرد
بپرسید از من نشان قباد — تو این نام را از که داری بیاد
رستم نے کہا ای فرخنده خصال میرا باپ ہے زال سے
مرا گفت رو تا به البرز کوه — قباد دلاور گزین با گروه
بگویش که گردان ترا خواستند — سر تخت شاهی بیاراستند
ز گفتار رستم دلیر جوان — بخندید و گفتش که ای پهلوان
ز تخم فریدون منم کیقباد — پدر بر پدر نام دارم بیاد
چو بشنید رستم فرو برد سر — بخدمت فرو بست زرین کمر
که ای خسرو خسروان جهان — پناه دلیران و پشت مهان
سر تخت ایران بکام تو باد — تن زنده پیلان غلام تو باد

القصہ قباد نے وہ جام جو دیا تہمتن نے پیا اختلاط ہونے لگا پھر قباد نے جو خواب میں دیکھا تھا وہ رستم سے بیان کیا ؎

تهمتن چو بشنید آن خواب شاه — بنازد و تاج فروزان چو ماه

عرض کی جلد سوار ہو جیے فوج و لشکر تیار ہے فقط شاہ جہان پناہ کا انتظار ہے غرضکہ رستم و کیقباد با خاطر شگفتہ و شاد وہاں سے راہی ہوے سرحد ایران میں پہونچے قلون نام پہلوان کرشاسف کی طرف سے نگہبان تھا انکے آنے سے جو آگاہ ہوا مسلح ہوکے سد راہ ہوا اور نیزہ رستم کو مارا اس نامدار نے چھینکے جو وار کیا ڈانڈ ہمیت سینے کے پار کیا قلون مثل بخت واژون سرنگون گرا جان کسی ہمراہیون نے راہ گریز لی پھر دونون نامدار عالی جاہ دن کو صحرا میں پوشیدہ رہتے رات کو مانند ماہ از شام تا پگاہ راہ طی کرتے زال کے پاس فاصل تھی ایک ہفتہ بسر سام نے اوس ماہ و ہفتہ کو خفیہ کہا عماندہی کے بعد موبدونکو جمع کر کے بساعت فرخ و روز سعید تخت پر بٹھایا سلطان کیا ایران زیر فرمان کیا

تخت پر بیٹھنا کیقباد کا رستم کی لڑائی شکست کھانا افراسیاب بالی بیداد

کا پشنگ کا پیام صلح قباد کا مان لینا جب کہ قباد والا نژاد فرمانروا ہوا چندے ساز و سامان کی درستی میں تامل کیا پھر بعزم رزم محبت تزم سے سوار ہوا لشکر اتراک سے دوچار رہا پہلے جو صف شکن میدا فگن

نکلا وہ قارن تھا اور افراسیاب کی طرف سے شماساس ہمرجواس آیا قارن نے سر میدان للکار لیا
جھٹ پٹ مار لیا رستم کا جی کھل گیا زال سے کہا مین افراسیاب کو طلب کرتا ہون اوسکا مقابلہ کرتا ہون
زال نے جواب دیا وہ گرگ باران دیدہ تو طفل نارسیدہ ہے اور کسیکو بازو آزما رستم نے کہا یزدان مددگار ہے
دم جنگ خیال خام بیکار ہے یہ کہکے رخش کو ٹھکرایا مثل برق چمککر فوج کے دل بادل سے نکل آیا اور افراسیاب کو
آواز دی اوسنے جلکے بیرے سے نکلکر ازراہ نخوت بچشم کم رستم کو دیکھا پھر کہا تجھسے ہتیار کرنا
ننگ ہے سر میدان باندھکے لیجاؤنگا تو زیست سے ننگ ہے رستم نے بھی گرز ہاتھ سے رکھدیا باہم
زور آزمائی ہونے لگی افراسیاب نے ہرچند زور کیا رستم نے جنبش نکی ناگاہ پیل تہمتن نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے
مثل پرکاہ پشت زین سے اوٹھالیا دوست دشمن دونو نے غلغلہ تحسین و آفرین کہنے لگا رستم نے چاہا اسیطرح امن کی
فضا کو بعیش کیقباد لیجاکے اپنی چابکدستی دکھائے مگر رشتہ حیات اوسکا مضبوط تھا دوال ٹوٹ گیا وہ چھوٹ گیا

بہ بند کمر اندر آورد چنگ
جدا کردش از پشت زین پلنگ
بجنگ سپہدار جنگی سوار
بیامد دوال کمر نامدار
ہمیخواست بردن بعیش قباد
دہد جنگ و زجستنش یاد
گسست و کیان اندر آمد بنش
سواران گرفتند گرد اندرش

جسدم پلین سکے ہاتھ سے افراسیاب بر تیغ زمین گرا مانند ماہی بے آب بہت پیچ و تاب کھایا لشکر نے
ہجوم کرکے بچایا دونون طرف کی سپاہ مل گئی تن و سر جدا ہونے لگے رستم نے اوس روز جنگ عظیم کی ہنگامہ محشر
بپا ہوگیا دریا دشت دشت دریا ہوگیا صحرا مین سیل خون رواں تھا موج زن تلوار کا گھاٹ تھا دریا مین لاشے
پٹ گئے تھے نہ کنارہ نظر آتا تھا نہ پایاب تھا

ہزار و صد و شصت مرد دلیر
بیک زخم شد کشتہ از دست شیر

افراسیاب خفیف بادل تنگ پشنگ کے پاس گیا شکست کا احوال کیقباد کا فر و اقبال بصد حسرت و یاس
بیان کیا اور ذکر رستم مین ہزار الم یہ تقریر کی

بیامد بسان نہنگ دژم
کہ گفتی زمین را بسوزد بدم
جہان پر گرفتم ز تیر خدنگ
کہ گفتی نیزارم بیک سنگ
یلان شد در سر گرشتہ ہر تیر
ز پا اوفتادند اندر زیر تیر
سواری بیامد از نسل سام
کہ دستانش رستم نہادست نام
بر دوست اندر کمر بند من
تو گوئی کہ بگسست پیوند من
کمربند بگسست و زین قبای
ز رنگش فتادم نگون زیر پی

اسی صبح کے سوا چارہ نہین مجھکو اور خروج کر اوس
سے لڑنے کا یارا نہین پشنگ سنکے جیسے حال متاصل ہوا بہت سنا سر دھنا پوچھا افراسیاب کا رستم

سے جی چھوٹ گیا رشتہ امید فتح ٹوٹ گیا پیران ویسہ کو سپہ سالار اور نامہ وار کیا اس مضمون کا نامہ لکھا کہ سلم و تور نے جو ایرج مغفور سے کیا منوچہر نے اوسکا بدلا لیا پھر افراسیاب نے کینہ سلم و تور منوچہر کے پوتے سے نکالا تا کہ یہ فساد برپا رہیگا ایک جہان کشتہ شمشیر ہوا ابھی تک لڑتے سے جی نہ سیر ہوا کبتک لہو کا دریا بہیگا لازم ہے کہ تم ہم بر سر صلح ہو کے تقسیم قدیم پر راضی ہوں باقی ماندہ خونریز نکریں جو ملک فریدون نے ایرج کو تا کنار جیحون دیا تھا تم لو اسطرف کی حکومت ہمکو دو کہ طرفین سے بیج قتل و خونریزی کی کٹ جائے اگر خیال کرو تو ہمارا تمہارا ایک جد ہے جسدم یہ نامہ پیران ویسہ کیقباد کے پاس لایا رستم تو راضی نہوا مگر زال و محراب نے مشورہ کر کے فیصلہ کر دیا القصہ صلح کے بعد کیقباد نے اوس عدل و داد کے ساتھ سلطنت کی کہ خلقت فریدون کا نام بھول گئی جب ہنگام اجل آیا طاقت جلدی کی ہوش و حواس میں خلل آیا چار بیٹے تھے کیکاوس آرس روم آرمین تاج و تخت تو کاؤس کو دیا سلطنت کا مالک کیا اور بیٹونکو اطاعت کی تاکید کی مملکت فریدون کیطرح نہ بانٹی زاب کا حال گرشاسف کا ذکر کیقباد کا آنا رستم کی لڑائی کیوجہ جب بحکم محققین و ائمہ تاریخ حافظ آبرو کی یہ گفتگو ہے کہ جب زاب جسکو فردوسی نے زو لکھا ہے افراسیاب سے لڑنے لگا تو یہ نقشہ ہوا کہ صبح سے تا شام ہنگامہ رستخیز اور ہنگامہ و مقابلہ قیامت کا قیام رہتا تھا بعد غروب خیموں میں آتے سونے میں چونک چونک جاتے سات مہینے صدائے دار و گیر تلوار کی ہر ان تیز کی سن سن تا فلک تیر لگتی رہی نوبت بانجا رسید کہ قحط عظیم ہوا سبکا حال سقیم ہوا طرفین سے دوبدو یہ گفتگو ہوئی کہ ہمارے ظلم و ستم سے یہ روز سیاہ پیش آیا ناحق کی خونفشانی نے قحط و گرانی کا منہ دکھایا اس تقریر کے بعد سالار ترکان نے جنگ ترک کر کے توران کی راہ لی کسی منزل پر مقام کرنیکی مجال نہ دیکھی فردوسی

بتوران نشین رفت افراسیاب		جهان جملگی شد مقرر بزاب

بارہ برس منوچہر کے بعد ایران میں افراسیاب کا عمل رہا افراسیاب کے معنی جناح طاحو یعنی چکی کا پاٹ لکھے ہیں اور زو و زاغ بھی اسکو کہتے ہیں جسدم ایران زاب کے قبضے میں آیا اسی برس کا سن تھا اسنے تدبیر پیرانہ سے جو جو خرابی لشکر بیگانہ سے ملک میں واقع ہوئی تھی سبکی اصلاح کی مستحق اور دردمندوں کو غنی کیا محتاج فقرا کو اشرفی روپیا دیا سات برس رعیت و باقین سے محصول و خراج نلیا نہرین

جو افراسیاب نے بجند کی تھین اونکی تیاری کی پانی جاری کیا کہانے وہ وہ لطیف با کیزہ طبیعت سے اختراع کر کے پکوا کے کھائے اور کھلائے جو کسیکی دیکھنے سننے مین نہ آتے تھے اور جو غنیمت غزا سے حاصل کی اخرج کو بخش دی ایک کوڑی خزانے مین نہ جمع کی تیس برس سلطنت قبضے مین رہی جب دم مرگ قریب پہونچی کرشاسف بن یامین بن یعقوب علیہ السلام کا نواسا اسکا بھتیجا تھا سلطنت اوسکے سپرد کی اور مفاتیح العلوم مین یہ مرقوم ہے کہ زاب اور کرشاسف بہم سلطنت کرتے تھے اور طبری کی یہ تحریر ہے کہ کرشاسف زاب کا وزیر رہے اور تاریخ معجم مین یہ رقم ہے کہ زاب کے بعد تین برس تک کرشاسف بادشاہ رہا ہے مگر جمشید ادیونکی حکومت کا کرشاسف تک انتہا ہے پھر کیانیونکا سلسلہ چلا ہے بیان کیقباد والا نژاد کا افراسیاب سے لڑائی رستم کی زور آزمائی اور فتح کیانیون سے پہلے جو بادشاہ ہوا بالاتفاق وہ کیقباد نیک نہاد تھا کہ جسکے معنی پہلوی زبان مین جبار ہین سے

جہاندار والا گہر کیقباد ‖ شہے بود با فر و آئین و داد

منوچہر کی نسل سے تھا کرشاسف کے بعد زال نے بڑی جستجو سے پایا تاج شاہی اپنے ہاتھ سے اوٹھا کے سر پر رکھا سریر سلطنت پر بیٹھا یا قباد نے لشکر کی سپہ سالاری سپاہ کی سرداری رستم نستا کو دی اور در انعام خاص و عام پر کھولکے جنگ افراسیاب پر کمر باندھی

سپاہی بحر موج سیل رفتار ‖ سپاہی ابر سیر کوہ دیدار
سپاہی از شمار اختر افزون ‖ سپاہی از حساب عقد بیرون

جمع کر کے رستم زابلی محراب کابلی قارن پہلوی کشواد صف شکن کے ہمراہ کی اور آپ تمام پہلوانان ایران بصد شوکت و شان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکے اونکے بعد چلا اور رسالا ترکان یہ خبر سنکے لشکر مصرعہ

زیادہ مور و افزون از ملخ

لایا اور تاریخ معجم مین لکھا ہے کہ جب صفین آراستہ ہو چکین تو رستم پہلوی گرز کوہ شکن جانستان ہاتھ مین لیکے سر میدان نکلا اور جوہر جلادت اور فن سپہ گری اس حسن و خوبی سے جلوہ گری مین دکھایا کہ افراسیاب کا حوصلہ بلند پست ہوا صلح کا بندوبست ہوا اور قباد بھی بر سر رحم آیا فرمایا کہ ملتمس دشمن مقہور راہ غرور سے اگر نہ سنئے تو وہ دن دیکھے کہ تلافی جسکی ممکن نہو القصہ بعد فتح افراسیاب ملک بحساب قبضے مین آیا اور رستم پہلوان نامی نیکخواہ کو خلعت ہائے گرانمایہ عطا فرمائے

درم داد و دینار و تیغ و سپر ‖ کرا بود در خور کلاہ و کمر
یکے جامۂ شہریاران بزر ‖ زیاقوت پر کردہ و در و گہر
اگر باشدم زندگانی دراز ‖ ترا دارم اندر جہان بے نیاز

بیاراست پیلان گردون شکوہ ‖ نگار چو اختر و اندر چو کوہ
فرستاد نزدیک دستان سام ‖ که بخشش ازین فزون بود کام

رستم نے دست ادب باندھکے زبان دعا و ثنا مین کھولی نظم

لیم برای مین بس گشاه ست	اگر مرز تفاخر آسمان وارم	و گرچه پایه گردون فرخ زود منیت	چو نبگان بخدمت آستان دارم

تو ہانسنے فارس مین آکے ایک سو تیس برس سلطنت کی جیسا کہ شیوہ مقبلان و صفت صاحب فرولتان روشندل ہے اوسطرح سے عدل کی داد دی نیکنامی سے زندگی بسر کی بجز ناموری حاصل کرنیکے جب زمانہ کوچ کا اس مقام سے قریب آیا تو درگاہ یزدان مین پناہ لی بلد داوس سے چاہی اور کہا نظم

از و خود نکو دم ہیچ سود	انچہ کردم انچہ گفتم ہیچ بود	چون توانستم ندانستم چہ سود	چون بدانستم توانستم نبود

پھر کیکاوس کو بلاکے نصیحت کی جیسا فردوسی اونکا ہے

بدانست کامد نزدیک مرگ	بہ پژمرد خواہد ہمی سبز برگ	سرگاہ کاوس کے را بخواند	ز داد و دہش چند بر دے براند
بدو گفت مابر نہادیم رخت	تو ایسیا تابوت بردار تخت	اگر داد گر باشی و پاک رائے	بیابی نکوئی بہر دو سرائے
و گر آز گیر دست را بدام	برآری یکے تیغ تیز از نیام	یہ کہہ کے سرائے فنا سے روانہ ہوا اور کا فسانہ ہوا	

لقب اوسکا عادل ہے الیاس و الیسع و اشموئیل و حزقیل علی نبینا و علیہم السلام اوسکے عہد دولت مین مبعوث ہوے اونسنے اونکی ملت قبول کی تاریخ گزیدہ مین ہے کہ کوس اور فرسخ کا تعین کیقباد سے ہے اور بیت السلطنت اصفہان تھا اور قاضی بیضاوی نے نظام التواریخ مین لکھا ہے کہ ہمیشہ کنار جیحون و ہ شبکا فریدون ہیتا تھا دن رات اوسکو افراسیاب و رتر کون کا خیال تھا بر سر جنگ و جدال تھا ہوا کا گذر اوس گھاٹ پر محال تھا کاؤس کا مازندران جانا کیسے بہجانا رستم کا ہفتخوان کی راہ سے آکے چھڑانا سفید دیو کا قتل مازندران کا عمل بھیر ہا مازندران کا عزم چو کاؤس بگرفت گاہ پدر ٭ مر او را جہان بندہ شد سر بسر ٭ ایسا شاہ نیک نہاد با عدل و داد تھا کہ فوج خوش رعایا کا دل شاد تھا باپ دادے کے طریق پر قدم با قدم تھا انکو کوئی اندیشہ نہ غم تھا مملکت زر ریز آباد کوئی خستہ نہ فساد ایک نہ گویا خوش الحان مازندران کے دار و ہوا گانے بجانے کے بعد اوسنے مازندران کی تعریف بہت کی کہ ہوا و ہان کی فرح افزا ہے بہار دشت و صحرا لیے شہر بھی نفیس ہے ایران سے بیس ہے گردحسن حسین لقرو نکین بندی مرد طرحدار حسین ماہ پیکر زہرہ جبین اس چرب زبانی اور لسانی سے تقریر کی کہ کاؤس کی طبیعت پھسل گئی زیر و امیر جوان و پیر جو جو مصاحب اور مشیر تھے اونسے فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا نامی و نوش کا شغل رہا چنبلے معرکہ رزم دیکھے صدا ہے سفر قریب ہے مازندران کو

مغرور ہوا کہ کاؤس سرزمین کو تحت حکومت لاؤں گا تب اوس نے دست بستہ عرض کی خیر ہے وہ شہر کی شہریار
کون کہتا ہے کہ قابل سیر ہے دیو اور ساحروں کا وطن بلا کا مسکن ہے سابق کے شاہان نامدار کو اس عزم سے انکار
تھا کاؤس نے مطلق کسیکا کہنا نمانا عزم بالجزم ٹھانا طوس و گستہم و گیو وغیرہ جو جو مقربان بارگاہ اور عمدہ اوسکے
حال سے آگاہ تھے روک نسکے مگر یہ صلاح ٹھہری کہ زال کو بلائیے شاید اوسکے کہنے سے بادشاہ سفر
پرخطر موقوف رکھے سبنے متفق یہ حال زال کو لکھا وہ سنتے ہی روانہ ہوا کیکاؤس کو زال کی آمد معلوم
ہوئی سردار استقبال کو گئے وہ آیا شرط زمین بوسی بجا لایا مورد مراحم شاہانہ ہوا کاؤس نے
حال پوچھا قیل و قال کے بعد سفر کا مذکور آیا زال نمک حلال نے منع کیا بہت سمجھایا بادشاہ نے یہ جواب دیا

جہان آفرینندہ یار منست ۔ سر نرہ دیوان شکار منست
تو با رستم اکنون بمانید ایدر بپاش ۔ نگہبان ایران و بیدار باش
سبک شاہ از زال چہرہ دژم کرد ۔ دل از رفتنش پر زغم زرد کرد
بمیلاد بسپرد ایران زمین ۔ کلید در گنج و تخت و نگین

کاؤس نے میلاد کو جانشین کر کے مازندران کا رستہ لیا اور گیو کو بہت سے سپاہ فراوان سے مازندران روانہ کیا
کہدیا کہ جب سرحد میں اوسکی پہونچے زراعت ہو یا باغ سبکو بے چراغ کرنا اور جو شخص نظر پڑے قتل یا گرفتار
تا کہ وہ سرزمین یکسر خراب و خوار ہو القصہ حسب فرمان گیو نے تا دربار مازندران آدمی قتل کیے ملک ویران کیا
کیکاؤس بھی متصل جا پہونچا حاکم وہاں کا تاب جنگ کاؤس کی نلایا ناچار قلعہ بند ہوا اور دیو سفید سے مدد چاہی نامہ لکھا تھا

کنون گر نیایی تو فریاد رس ۔ نہ بینی ز مازندران ہیچ کس

دیو سفید کو یہ ماجرا سنکے بہت ملال ہوا غصہ سے
وہ پر ملال ہوا مع فوج فوراً آیا ایک ایک دیو فیل سیاہ مستعد جنگ بدخواہ ایران کے جوان اونکی ہیبت سے
ہیبت کھا کے متردد اور حیران تھے القصہ ایک ہفتے میں لشکر کی صفائی ہوگئی کچھ تو لقمہ نہنگ اجل بذریعہ خنجر
و شمشیر ہوے باقی کاؤس کے ساتھ اسیر ہوے ارزنگ دیو کو سپرد کیا کہ کیکاؤس کو فوج سے جدا قید بزنجیر
کرنا اور ایرانیوں کے جدا بند کرنیکی تدبیر کرنا بارہ ہزار دیو خونخوار چوکیدار مقرر ہو کاؤس نے گرفتاری
سے پہلے سامان بد دیکھکے زال کو نامہ لکھا تھا کہ از راستی کہ برراست تیر سے گشتہ برعمان نکیا
آہ صد آہ روز سیاہ پیش آیا جسوقت زال کو یہ خبر پہونچی گریبان پارہ کرکے سر پر خاک ڈالے بار اقہر درویش

چو بشنید بر تن بدرید پوست ۔ ز دشمن نہان داشت این غم ز دوست

مگر پوشیدہ رستم کو بلا کے کہا حیف ہے ایسا

فریاد ہوا اور مین اژدہا مین، تمام بلا مین گرفتار ہو کس طرح جی کو آرام و قرار ہو مین ضعیف و نزار جنگ کے بیکار ہون
تو فضل الٰہی سے نوجوان اژدر و پہلوان ہی فرد

ہمانا کہ از بہر این کارزار | ترا پرورانید پروردگار

رستم بصد الم و سید رم عازم ہوا زال سے کہا خوف یہ ہے کہ راہ دور دراز ہولناک ہی کاؤس غم و غصے سے
ہلاک نہو جائے بادشاہ غیور راہ دور زال نے کہا دو راہ ہے ایک رستہ تو سفر بعید ہے تو آگاہ ہے دوسری جانب
سہات ذنگی راہ ہے مگر خطر عظیم ہے ہر منزل مین مقام خوف و بیم ہے خبردار ہشیار جانا رستم نے کہا فردوسی

تن و جان فدای سپہبد کنم | طلسم ہمہ جادوان بشکنم

زال نے بصد گریہ و زاری دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات کے
اوٹھا کے مدد چاہی اور رستم کو رخصت کیا پہلی منزل رستم فضل یزدان پر نظر کرکے سیستان سے روان ہوا
اوسی راہ پر خطر کی طرف تمام دن سروان روان چلا گیا قریب شام وہ پہلوان ایک نیستان مین پہونچا چشمہ خوشگوار
نظر آیا گور کا شکار کیا وہین کباب لگائے رخش کی لگام اوتار کے چرنے کو چھوڑا آپ کباب کھاکے لیٹ گیا چشمہ سو رہا قضا را
وہ مقام شیر ببر کا مسکن تھا شام کو وہ جو آیا اپنی جگہ پر ایک جوان کو سوتے پایا اور گھوڑا بھی نظر پڑا پہلے اوسی پر حملہ کیا

سوی رخش رخشان بیامد دمان | چو آتش بجوشید رخش آنزمان | دو دست اندر آورد و زد بر سرش | ہمان تیز دندان بہ پشت اندرش

غرضکہ رخش نے شیر کو زیست سے سیر کیا مارے ٹاپون کے زمین پر ڈھیر کیا رستم جو اوٹھا یہ ماجرا دیکھ کے رخش
پر خفا ہوا کہا تو اگر یون و زار ہوتا تو مین یہ گرز و کمند لیکے کیسے سوار ہوتا دوسری منزل دوسرے روز
دم سحر وہ پہلوان اژدر در سوار ہوا شام تک پانی کہین نظر نہ آیا پیاس کی شدت سے بہت گھبرا کر زار زار روتا اور مناجات
بدرگاہ عالی بر آرندہ حاجات کی دعا کے تشنہ دہن سے ہرن رہبری کو آیا اور آہستہ آہستہ ایک سمت کو چلا
رستم یہ رمز سمجھا اوسکے ساتھ ہوا ایک ساعت مین ہرن نے پیش قدمی کرکے خضروار بر سر چشمہ و مرغزار
پہونچا دیا رستم نے پانی پیا داور کا شکر کیا اوس روز بھی گور کے شکار سے تمام دن کی بھوک کا افطار کیا
گھوڑے کو چھوڑ کے سو رہا نصف شب جب گذری اژدر دریدہ دہان شعلہ فشان پیدا ہوا فردوسی

چنین گفت کان اژدہای دژم | کہ بفتاد گز بود از دم بدم

رخش نے اوسکو دیکھ کے ایسی آواز دی کہ رستم کی
آنکھ کھل گئی اژدر تو اوس زمین مین غائب ہوگیا رستم نے ہر طرف نگاہ کی کچھ نظر نہ آیا گھوڑے پر غصہ آیا کہ مجھے
کیون جگایا پھر سو رہا ایکدم کے بعد وہ اژدر نمودار ہوا پھر نکلا گھوڑے نے غل مچایا رستم اوٹھ بیٹھا ہر چند چاروں طرف اس

بہوش و حواس کیا کچھ نہ پایا گھوڑے سے کہا اگلی بار جو غفلت کیگا تو اندھیر ہو گا تو تہ شمشیر ہو گا یہ کہکے لیٹ رہا
وہ سانپ پھر خود ہوا رخش چمکا دیکھنے لگا جب وہ تم پر آتا گھوڑا سامنے ہو جاتا آہٹ سے رستم کی آنکھ کھل گئی دیکھا
کہ اژدر کوہ پیکر ہے جھپٹکر تلوار لگائی خطا نہ پڑا کمال میں بھی نہ درائی اژدہے نے یہ قصد کیا کہ دم سے کھینچکے
نگل جائے رستم نے لنگر حملہ کے جایا کہ زنگار کے رخش طرف

بلند اژدہا را بدندان گرفت — بنالید گوش در آمد شگفت
بدرید جوشن بروی چو شیر — بر او چیرہ شد پہلوانِ دلیر
بزد تیغ و انداخت آتش سرش — فرو ریخت چون رود خون از برش

رستم اوسکا قد دیکھکے حیران ہوا بعد عجز ثنا خوان یزدان ہوا جیسے الکوچ نیر الصبح تیسری منزل سخت کڑی
سامنے پڑی دو گھڑی دن رہے مقام دلچسپ نظر آیا چشمہائے آب رواں دیکھکے صحرا نمونہ گلستان پایا یہاں مقام
کیا دن کو تمام کیا گھوڑا سبزے میں چھوڑا آپ لیٹ رہا شام کو عورت پری پیکر ماہ جبین ساغر دار دہانی ایک
ہاتھ میں شراب کا پیالہ دوسرے میں طنبورہ بہت اعلی رستم نے پاس بٹھایا اختلاط کیا وہ قدح شراب
ناب پیا یہ نہ سمجھا کہ ساحرہ ہے اوسکا حال پوچھا کہنے لگی شباب کے سن سے کہ لہو لعب کے دن ہوتے ہیں
صحبت بشر کو اوس نے نزاشرے کنارہ کیا عبادت معبود کو دامن صحرا اختیار کیا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے
رستم پہلے حمد خدا بر زبان لایا اور کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ اوسنے بل کھایا تیوری چڑھائی روکھی صورت
بنائی اوسوقت رستم سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہے فورًا مضبوط باندھا کہا سچ بتا تو کون ہے لاچار بتایا کہ میں ساحرہ ہوں
مجھے قتل نکر جو تو کہے گا وہ بجا لاؤنگی بہت کام آؤنگی رستم نے کچھ نہ سنا دو ٹکڑے کیا پھر سو رہا
چوتھی منزل جبکہ مسافر مغرب مطلع مشرق سے نمودار ہوا رستم سوار ہوا ایک دشت تیرہ و تار میں گذار ہوا
ہول سے آفتاب اودہر کم جاتا تھا ہر طرف اندھیر نظر آتا تھا رستم راہ بھولے ایک میں سبزہ زار میں
جا نکلا چشمہ آب بھی آب و تاب کا دیکھا راہ کی کسل سے اوتر پڑا خوید میں رخش کو مطلق العنان کیا اپنے
سونے کا سامان کیا وہاں کا نگہبان جو آیا رستم کو خواب غفلت میں پایا بے تکلف چوب دست پاؤں پر
لگائی اور کہا تو نہیں جانتا کہ یہ دشت اوس پہلوان زبردست کا ہے جسکی دہاد ہے نفر یادیو نام اوسکا
اولاد ہے اوسکے خوف سے اولاد آدم کا تو ذکر کیا پرندوں کے پر جلتے ہیں قوی ہیکل دیو پناہ
نہیں چلتے ہیں رستم نے اوس مکان سے اوٹھکے دونوں کان اوسکے پکڑکے تکان جو دی

جگر سے چھوٹ گئے اور ایسا طمانچہ جو لگایا کئی دانت ٹوٹ گئے بھاگ کر اولاد پاس پہونچا وہ مع فوج
شکار کھیلتا تھا دشت بان کو لہولہان دیکھکے حیران ہوا جب حال سنا غصے میں بھرا رستم کے قریب آ کے کہا
کہ جلد اپنا نام بتا کہ میرے ہاتھ سے گمنام تمام ہو ف

چنین گفت رستم کہ نام من ابر	بہ تیر و چو پیل و بہ قوت ہژبر

پھر پوچھا تو کس راہ سے یہاں آیا رستم نے جواب دیا کہ اے نادان ہفتخوان سے میں بعنایت یزدان سے
بے گزند ہوں میں آج تیری باری ہے یہ کلمہ سنکے اولاد گھبرایا خوف کھایا فوج سے کہا اسکو قتل کرو زندہ
جانے نہ دو چار طرف وہ گھر آئے تلوار چلی بروے زمین ہزاروں سر آئے لشکر پراگندہ ہو کے فرار ہوا اولاد
بھاگا رستم نے تعاقب کیا جان بچانا دشوار ہوا پانچویں منزل آخر کار پانچویں منزل میں رستم نے زیر کمند کیا
ایک جھٹکے میں ڈھیلا بند بند کیا دونوں ہاتھ باندھکے ساتھ لیا راہ اوس گمراہ سے پوچھی ڈرکے مارے بر سر
چشمہ سرد و شیریں لایا رستم اوترا رخش کو کھولا اولاد کو درخت سے باندھا نیل گاو ہرن اوس پلتن
نے شکار کر کے کھائے اور بکھیرے سامنے نظر آئے یہ منزل بھی اولاد کی تھی پھر رستم نے کیکاؤس کا حال
پوچھا اولاد نے سب قصہ مفصل سنایا رستم نے خنجر کھینچکے چاہا کہ اوسکا تن و سر جدا کروں وہ شفاعت خواہ
ہوا رستم نے کہا اگر تجھے قتل نکروں مجھے کیا فائدہ ہوگا اولاد نے بقسم کہا جانفشانی کو ہمراہ ہونگا
یہاں کی راہ دیووں کی رسم و راہ سے آگاہ کرونگا رستم یہ سنکے خوش ہوا اولاد کو کھولدیا کہا جلد
لے چل انعام دونگا تیرے حوصلے سے زیادہ کام دونگا اولاد نے کہا جس پہاڑ میں کاؤس قید ہے وہ
نزدیک ہے مگر دور دور تک دیو زبردست پاسبان ہیں ہر دم سر راہ نگران ہیں اور بارہ سے فیل مست جنگی روبرو
فیل فلک پست نظر آتا ہے دو رویہ کٹہرے میں بان اور بیٹے سونڈیں جڑی ہیں حال یہ ہوا کا چلنا محال ہے ف

بخندید رستم بگفتا او	بیدو گفت گر با منی راہ جو	بہ بینی تو کز یک تن پیلتن	چہ آید بران نامدار انجمن

غرضکہ اولاد کی رہبری سے ایکدن رات راہ طے کی آدھی رات کو پہاڑ پر روشنی نظر آئی رستم نے کہا
یہ کیا جلتا ہے اولاد نے کہا مازندران کے شہر کا دروازہ ہے سفید دیو یہ آتش افروزی دلسوزی سے
کر رہا ہے رستم نے رخش سے اوترکے سونے کا قصد کیا ہر چند اولاد سے عہد و پیمان تھا دغا کا نہ گمان
تھا الا احتیاطاً دشمن سمجھکے درخت سے باندھ دیا چھٹی منزل صبحکو کمر باندھی اولاد کے ہاتھ کھولے

چلا تھوڑی راہ طے کی تھی اولاد مست گھبرا کر بولا خبردار ہشیار ہو جاؤ ارژنگ دیو کا خیمہ قریب ہے یہ سنکے رستم نے ف

یکے نعرہ زد در میان گروہ	کہ گفتی بلرزید دریا و کوہ
برون جست از خیمہ ارژنگ دیو	چو آمد بگوشش از آنسان غریو

ارژنگ نے آکے رستم کے کمربند مین ہاتھ ڈالا تہمتن نے ایک ہاتھ سے شانے کا نشانہ بنا کر دوسرے
گردن پکڑ کر دھڑ سے کھینچکر دیوون کے غول مین دھڑ سے پھینک یا دیو دیکھکے بھاگے کسی نے مقابلہ
نکیا میدان مصاف یکسر صاف ہوگیا رستم پہاڑ پر چڑھا جہان کاوس قید تھا اوس طرف بڑھا جو دیو چوکیدار
تھے رات بھر بیدار رہتے دم سحر ٹھنڈی ہوا پاکر سو گئے تھے رستم نے دیکھا کہ کاوس نامدار لوہے کی زنجیر مین گرفتار ہے
اور کیکاوس نے جو دیکھا ہنسکے اوٹھا رو کر لپٹ گیا رستم نے سبکا حال پوچھا اوسنے بیان کیا جہان پہلوان
زنجیر کاٹنے کے خیال مین تھا کہ دیو چیخنے خبردار ہوے بیدار زنگ اوس گروہ کا سردار تھا مقابلے کو آیا پیلتن
نے ارژنگ کا سر تن سے جدا کرنا ہفتخوان سے گذرنا کہکے کہا اب سفید دیو کی اجل میرے ہاتھ ہے
اوسکا مار ڈالنا کیا بات ہے تو اپنی جان مفت کیون کھوتا ہے ملک الموت کے روبرو ہوتا ہے یہ باتین سنکے
بیدار زنگ کے دل مین رستم کی ہیبت چھا گئی بدحواسی آگئی ہنوز رستم کی تلوار کھنچی بھی نہ تھی کہ اوسنے گردن
خم کی ہتیار کھولکے سامنے رکھدیے اطاعت قبول کی ملازمت حصول کی رستم نے دلاسا دیا اوسکا
اطمینان کیا دیو سفید کے قتل کا سامان کیا ایک دیو دہانے سے راہ بتانیکو ہمراہ لیا رات کو چلا ایک جگہ مجمع
اور انبوہ نظر آیا رستم اولاد سے مخاطب ہوا وہ بولا دیو سفید کا لشکر ہے تمام رات یہ جاگتے ہین صبحکو سوتے
ہین دن بھر بیدار نہین ہوتے ہین رستم سنکے وہان تامل کیا ساتوین منزل جسدم سورج روشن ہوا پیلتن
گرز لیکے جھپٹا اور راستے چپ چپا چپ گرز لگانے لگا بہت تو سوتے کے سوتے رہے کچھ جو جاگے
رستم کی ضرب اوٹھا سکے وہ مرگئے نوکدم بھاگے کشتون کے پشتے ہوے انبار ہوے باقی ماندہ فرار ہوے
رستم سفید دیو کے سرہان اجل آیا وہ بھی غار سے نکل آیا رستم نے ایک ہاتھ مین اوسکا پاؤن کاٹا وہ گھبرا کر لپٹ گیا
کشتی ہونے لگی تھی اوسکے سر پڑنے لگی یہانتک کہ دونون تھکنے تھکنے لہو کے تھکے جمگئے

بزد دست و برداشت تیز شمشیر	بگردون شد آورد و آہنگ تیز
زدش بر زمین ہمچو شیر ژیان	چنان کز تن او برآمد جان

اولاد یا دل شاد گرد سہرا پھر کہا فتح مازندران اور مخلصی کیکاوس شہنشاہ ایران مبارک رستم نے جواب دیا

بفضل یزدان حاکم مازندران سے تجھے کرونگا اولاد بند تفکر سے آزاد ہوا الغرض فتح وظفر رستم و دیو کش اژدر در کاوس
کی خدمت مین حاضر ہوا لڑائی کا حال سفید دیو کا مآل اولاد نے مشرح عرض کیا فردوسی

پر از آفرین کرد کاوس شاہ | کہ بے تو مبادا کلاہ و سپاہ
بیدار رنگ بستہ حاضر ہوا بند گران کاوس کا ادی

آن کا تماشہ پہلوانون کی رہائی ہوئی ایک تخت مرصع اور مطلا رستم کے روبرو لایا رستم نے کیکاوس کو
تخت پر بٹھایا طوس فرامرز گودرز گیو رہام گرگین گرد صف بستہ کہڑے ہوئے دست راست تہمتن کرسی
زرین پر جا گزین ہوا بیدار رنگ دیو نکا پرا باندہکے روبرو آیا جائزہ دکھایا پہر جشن کی تیاری ہوئی اکہفتہ
شراب کباب ناچ گانا جاری بے تکلفانہ رہا اسکے بعد کاوس نے فرہاد کو برسم رسالت شاہ مازندران کے
پاس بہیجا اس مضمون کا نامہ لکہا کہ بعد شکر پروردگار و حمد خالق لیل و نہار واضح ہو کہ وہ شیر جو جہانکو
زیردست زیر کیے رستم نام نبیرہ سام یہان ہفتخوان کی راہ سے آیا ساتون منزلون مین مقام کیا کھٹملا
تنکے کی طرح ارژنگ دیو کی گردن توڑی سفید دیو کی فوج زندہ نچھوڑی اور سفید دیو کو اوٹھا کر سر
بلند کرکے زمین پر پٹک دیا تن سے سر جدا کیا اگر آبادی مملکت اور اپنی زیست اور سلطنت درکار ہو دست
بستہ حاضر ہو ملازمون مین تمہین عز و وقار ہو نہین تو شہر لٹے گا تخت چھٹے گا تن و سر جدا ہوگا بہت برا
ہوگا نہ چتر نظر آئے گا نہ تاج رہے گا ملک تاراج ہو جائیگا تو گور و کفن کو محتاج رہیگا جسدم نامہ
شاہ مازندران کے پاس آیا مضمون سنکے بہت پیچ و تاب کہایا جواب دیا سابق مین بخبر تہا مالک بر و بحر
تہا ایسا مثل سفید دیو اور رستم بہت سے خادم رکہتا ہون ابکی بار وہ قید شدید ہوگی جس سے
بیجان ہوئے رہائی نظر نہ آئیگی فرہاد بے نیل مرام جان شیرین تلخکامی سے بچا کر حاضر ہوا اور اوسکا جواب تمام
پہلوانونکا عالم اسطرح سے بیان کیا کہ کاوس حیران ہوا ایرانکا سامان ہوا رستم نے زنگ کو سمجھکے کہا کہ ابکی بار نامہ لیکے
ہم جائینگے ایلچی ہونے کی شرط بجا لائینگے القصہ نامہ لیکے چلا شاہ مازندران کو خبر ہوئی فردوسی

شہزادہ چون مژدہ زد رستم	گمند عنبر آگین جست خم	بیمیر اندرون باز گہ کافران	یکی زندہ پیل ست کوہی بہ تن

شاہ مازندران نے پہلوانان نامی گردان گرامی استقبال کو بہیجے رستم سے اونکو ملاقات کرکے ایک درخت
اوکہاڑ لیا نیزے کی طرح ہلاتا چلا وہ پہلوان جب قریب آئے درخت ہاتہ سے پہینک کر ہاتہ پکڑ لیے ادہر

اوسکے تلے دب گئے یہ سنکے کلاہور نام بڑا زبردست پہلوان تھا شاہ مازندران نے اوسکو بھیجا
کلاہور سے پنجہ ہوا کلالی کلاہور کی توڑ ڈالی اوسنے دست شکستہ جاکے سردست بادشاہ کو دکھایا کہا
ہیہات میرے ہاتھ سے یہ صدمہ مجکو پہونچا اسی گفتگو میں رستم نامہ لیکے دوبدو ہوا اور سخنان درشت
برزبان لایا شاہ مازندران سے اور تو کچہہ نہوسکا غصہ کہا کے خلوت میں اوٹھگیا رستم کاوس کے
پاس آیا دوسرے روز سامان جنگ درست کرکے کاوس سوار ہوا شاہ مازندران دیو دنکی فوج لیکے نکلا
ایک ہفتہ دونون لشکر خوب لڑے طرفین سے لاتعداد لگڑے کشتون کے اٹھے لاشون کے ڈہیر تھے
باقی ماندہ مشتاق اجل نسبت کے سینہ تنے آٹھوین روز رستم بگڑکے میدان میں آیا شاہ مازندران پر تیغ
لایا جو فیل مست وبرد ہوا گرز کوہ شکن سے پست ہوا فوج کو درہم وبرہم کرکے شاہ مازندران تک رستم پہونچا
ناگہان گرز گران ہاتھ سے گر پڑا مگر رستم کا منہ پہر گیا اوسنے برچھی نیزہ اژدہا پیکر جہپٹکر دست تہمتن میں دیا ف

ازان پس تہمتن بآن نیزہ باجست
سوئے شاہ مازندران تفت راست
بر آمیخت با شاہ مازندران
ہمہ لشکرش خیرہ گشت آنزمان
بہان نیزہ زد بر کمر بند او
جدا ساختش آن بند و پیوند او

غرضکہ شاہ مازندران کو نیزے پر اوٹھا کے تمام لشکر کو
دکھا کر پھینکا ہنوز برسر زمین نہ آیا تھا بیچ مین ایک ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا لشکر بھاگ نکلا پہر تو لیکا اوس
نقارہ دکوس مازندران میں داخل ہوا مطلب حاصل ہوا باقی ماندون نے ہاتھ باندھے ہتیار رکھدیے
پہلوانون سے نے امان دی کچہہ متوسلے بصلاح رستم مازندران کی حکومت اولاد نے پائی تمنا دلی
بر آئی کچہہ دن کاوس نے وہان مقام کیا پہر مال اسباب زر جواہر لیکے کوچ کا سرانجام کیا فردوسی

بعالم خبر شد کہ کاوس شاہ
ز مازندران بستد آن تاج و گاہ
بماندند یکسر ہمہ زین شگفت
کہ کاوس شاہ این جہانگیری گرفت

سرتابی شاہ ہاماوران اور جانا کیکاوس کا باشوکت وشان صلح سوداہ کے
عقد پر فریب سے گرفتاری رستم کا آنا بعد فتح مازندران گردنکشان دہرنے
سر جہکایا اطاعت شاہ ایران قبول کی ملازمت حصول کی لیکن شاہ ہاماوران کو ادبار نے گہیرا فرمانبرداری
کاوس کی نکی منہ پہیرا شاہ ایران بشوکت وشان جا پہونچا شہر کا محاصرہ کیا کسینے گوش گذار شاہ
ذی اقتدار کیا کہ بیٹی اوسکی سوداوہ نام غیرت ماہ تمام ہے بہت سے اوسکی طلبگاری کے سودے

میں شہری سے بیاہ اوس متاع خوبی کا وصال نہ میسر ہوا برباد گھر ہوا یہ خبر سنکے نادیدہ کیکاوس فریفتہ ہوا
خواستگاری کی اور صلح بھی اس صلاحت پر ٹھہری اوسنے اپنی بیٹی سے مصلحت پوچھی وہ کاوس سے راضی ہوئے
القصہ وکیل و میانجی گئے نکاح کرکے لے آئے کاوس کو اوسکے وصال سے مسرت کمال ہوئی اوسکے
باپ کو ممتاز کیا زر و مال سے بے نیاز کیا اوسنے قلعے میں کاوس کو مہمان کیا دعوت کے بدلے
عداوت کا سامان کیا سودابہ اس بھید سے آگاہ تھی کاوس کو منع کرتی رہی کہ میرے باپ کے دلمیں
خواہش ہے تیری گرفتاری کی تلاش ہے قلعے میں اگر جاؤگے پھر کر نہ آؤگے کاوس نے نہ مانا بامعدود چند داخل ہوا
اوسنے ایکدن اور رات کا ناچ سنایا دکھایا کھانے سب تحفہ عمدہ کھلائے رام کیا آخر گرفتار دام کیا ف

گرفتند ناگاہ کاوس را — ہمان گیو و گودرز و ہم طوس را
چو شد بستہ آن شاہ دیہیم جوی — سپاہش بایران نہادند روی

اور جاسوسوں نے یہ خبر شتاب افراسیاب کو دی وہ بالشکر جرار دفعۃً ایران میں آیا ملک اپنے قبضے میں لایا

سپاہ اندر ایران پراگندہ شد — زن و مرد و کودک ہمہ بندہ شد

نامداران ایران سیستان میں گئے زال سے یہ حال
کہا رستم نے نامہ لکھا کہ اگر اسکو چھوڑ کے کاوس کو رہا کیا تو خیر نہیں تو بڑا شر ہوگا تمنے اپنے حق میں برا کیسا
دیکھنا کیا کیا ہوگا تمنے سنا نہیں میں نے شاہ مازندران کو سر میدان کسطرح مار لیا دیو سفید کا سر غرور
کیسا اوتار لیا شاہ چین کو ایک کمند کے جھٹکے میں خانۂ زین سے بروے زمین لایا کلاہور کو روز سیاہ
دکھایا اوسنے نامہ پڑھ کے جواب دیا کہ اگر تو ادہر آئے گا جدا بند بند کر دونگا کاوس پر در ناکامی کھلیگا اوسکے
پاس تجھے بند کرونگا یہ کلمہ سنکے تہمتن شعلۂ غضب سے افروختہ ہوکے لال ہو گیا خون اوسکا
جو افراوسے کا حلال ہو گیا لشکر کو جمع کرکے باخاطر پریشان ہاماوران کو چلا اوسنے بادشاہ مصر اور والی
بربر کو بھی بمدد طلب کیا جنگ کا سامان درست سب کیا القصہ رستم اوس روز داخل ہوا کہ دونوں بادشاہ
بر سر کین و جاہ آچکے تھے

ہمہ دل پر از بیم پرخاستند — سپاہ سہ کشور بیاراستند

رستم نے صف سے
نکلکے سر میدان رخش کو جولان کرکے مبارز طلب کیا وہ کون تھا کہ جسکو خوف رستم نتھا دلاوروں کے
دم میں دم نتھا جب کوئی روبرو نہ آیا شاہ ہاماوران نے فوج کے نامداروں کو سپاہ کے سرداروں کو
نفرین کی اوسوقت کئی مرگ رسیدہ پہلوان میدان میں آئے رستم نے حملہ جو کیا میدان میں تیا نہ لگا

نگونسار گرا امیر وزیر سنے زرخیز پینے کے دیووں نے وعدے کیے وہ حیلہ آسمان زمین ہوشکے تھکے آخر کار
چین سے جنگل میں پایا پھر لاکے تخت پر بٹھایا چنانچہ رستم و گودرز نے کاؤس سے یہ کہا فردوسی

شب تیرہ چون تیغ درخشی فتاد | سر از زایش گشت استاد
تو کار زمین را نکو ساختی | اگر بر آسمان نیز دا فراختی

کاؤس اپنی حرکت بیجا سے پشیمان سر بگریبان ہوا پھر بعد چند روز زندگی کی شہرت پائی نیکنامی ہاتھ آئی
اور بعضی تواریخ میں یہ دیکھا کہ شاہ مازندران نے فسق و فجور اختیار کیا اور راہ و رسم دینداری سے
انکار کیا تھا ہر چند بادشاہ دین پناہ نے پہلے قاصد کو بھیجکے باب نصیحت و پند اوسپر کھولا مگر اوسنے خیال فاسد
جو باندھا تھا کلمہ حق بندو الا اسواسطے سلطان خدا شناس اسلام کے پاس سے گوشمالی کو چلا وہ طاقت مقابلہ
لیاقت مقابلہ نرکھتا تھا پندرہ سنا قلعہ بند ہوا چندے محاصرہ رہا پھر صلاح یہ ٹھہری ہوکا پیچھا اپنا کام
پیچھے کئی منزل وہاں سے ہٹکے مقام کیا کچھ لوگ پوشیدہ سوداگر بنکے با مال و متاع گئے
غلے سے اسباب بدلنے لگے ایک روز انبار میں اناج کے آگ لگا کے غلے کی راکھ بنا دی اس
دانائی سے وہ جب قلعے میں نرہا کاؤس نے بھر کے گھیر لیا دن کے کچھ کے پیاموں سے
برچھی کے پھل کیا کہ آب دم شمشیر پیاز یست سے سیر ہوئے کشتوں کے ڈھیر ہوئے دار البقا کا رستہ لیا
پھر کیکاؤس بہ فتح و ظفر ہندوستان میں آیا ہند کو سر کیا زبردستوں کو زیر و زبر کیا کوئی پیش نگیا بعد اسکے
مکران کی راہ سے سیستان میں رونق افروز ہوا کچھ دنوں ولایت نیمروز میں بعیش و عشرت شب برات
دن نوروز ہوا وہانسے بیت السلطنت میں وارد ہوا چندے توقف کر کے ذوی الاقتدار کی گیر و دار کو
یمن چلا ارکان دولت ہوا خواہ سد راہ ہوئے نمانا چند دم طے مراحل قطع منازل کر کے سر زمین یمن میں
مع جوانان سلیح صف شکن داخل ہوا ذوی الاقتدار بیراوبار لشکر خونخوار لیکے نکلا جنگ عظیم فوج عظیم سے
ہوئی آخر کار حریف دغا شعار فرار ہوا اسی ہنگامے میں یہ خبر پہونچی کہ حاکم یمن کے حجلہ عصمت میں وہ شمع
انجمن افروز ہے کہ قمر درخشان اوس چپارہ سے ہردم ضیا طلب ہے اختر برج شہریاری عالی نسب والا حسب
ہے کاؤس سنکے مشتاق ہوا بیقرار رہا اسی مقدمے پر صلح کا دارو مدار ہوا اوسکی طلب کا پیام بھیجا
حاکم یمن طوعاً و کرہاً اس صلت پر راضی ہوا طلب قاضی ہوا وہ متاع گرانبہا جہز عظیم سے جسکو سو دا یہ

کہتے ہین کاؤس کو تسلیم کی شاہ ایران نے بادل شادمان اوس دیار مین غلغلۂ عیش و عشرت بگوش مہر و ماہ شام و پگاہ پہونچا یا حاکم یمن نے بخوف خونریزی اسکے سمجھانے سے یہ حرکت کی تھی مگر وقت کا منتظر تھا دفعۃً موقع پاکے طوس و گستہم بیجن اور پہلوان لشکر شکن مع کیکاؤس قلعے مین محبوس کیے رستم دستان یہ خبر موحش جانستان سنکے ہزار ہزبر ہمراہ لیکے یمن مین آیا ذوی الاقتدار کو تاب جنگ کہان تھی بعجز و منت پیش آیا صلح کی کیکاؤس کو رہائی ملی اور سودابہ کو با تجمل فراوان ہزار لونڈیان پریچہر برشک ماہ و مہر دیکے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا اونہین روزون افراسیاب میدان خالی پاکے غصے مین بھرا ایران مین آیا قتل و غارت کا کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا ظلم و ستم بر پا رکھا جب کاؤس کی رہائی ہوئی جی تو چھوڑا تھا غرضکہ جو کچھ لوٹا تھا اوسکو لیکر الٹے پاؤن گیا ترکستان گیا اور کیکاؤس نے مستقر دولت مین آکے اس مضمون کا فرمان لکھا کہ ہمنے رستم دستان کو فرمانبرداری سے فرمانروا کیا سیستان اور کابلستان کا حکمران اب ہوا اور جہان پہلوان و تہمتن اوس لشکر شکن کا لقب ہوا اور کلاہ زربفت مرصع کو جسکو بادشاہ کے سوا کوئی سردار سر پر نہین رکھ سکتا تھا اوسکے زیب فرق کیا اتنا ہے مین فرق کیا اور اجازت دی کہ تخت سیمین و زرین پر جلوس کرے رستم نہایت شوکت و عظمت سے بار نیمروز مین جلوہ افروز ہوا ملک سیستان اور کابل کو اوسکی معدلت اور رعیت سے رونق حاصل ہوئی عنایت خدا شامل ہوئی ایکی بار کیکاؤس جو ایران مین تخت نشین بفر و تمکین ہوا جتنے سلاطین روزگار اور گردنکش جرار تھے سب نے خدمتگزاری مین کمر باندھی زبان کو صفت و ثنا مین کھولا بجز اطاعت اور کوئی کلمہ نبولا رعایا برایا عہد امن و امان مین خوش و خرم گذران کرنے لگے شور و شر فتنہ و فساد مملکت سے یکسر جاتے رہے اور توران سالار ترکان یعنے افراسیاب نے نہایت آب و تاب سے آباد کیا اسکو شاد کیا لشکری با رعیت مرفہ حال دکاندار مالا مال ہر دم صدائے نائے و نوش عیش و طرب سے دوش بدوش رہنے لگے جنگ و جدال کے خدشے موقوف تھے

بیان سہراب کے پیدا ہونے کا تہمتن سے دھوکے مین لڑنا بعد قتل حال رستم کے رونے کا لاش کا سیستان جانا زال کا بلبلانا فردوسی

دگرہا شنیدستی این ہم شنو		کنون رزم سہراب و رستم شنو

ایکدن شکار میں رستم نامدار نے گینڈے کے تعاقب میں گھوڑا گرم کیا اوسنے بھی جان کے ڈر سے
اپنی رفتار کو تیز کیا تمام روز ہاتھ نہ آیا سرحد توران پر آیا شام کو رستم نے شمشیر خون آشام سے
گورخر کو اونکی منزل گور میں پہنچایا کباب بنا کے لگانے شروع کھائے اور رخش کی لگام اوتار کے چھوڑ دیا آپ سو رہا گھوڑا
گھاس کھاتا ہوا رستم سے دور ہو گیا چند ترک عیار پہلوان جرار قریب آئے رخش کی گردن کمند میں انکی
گھوڑے نے کئی جوان تاب ستیز نہ لائے دو ایک جان سے گئے اور کمند میں پڑ گئیں رخش ٹاپتا رہا
لیکن کچھ نہ ہو سکا پاس شہر سمنگان نزدیک تھا گھوڑے کو لیجا کے ایک گھوڑی کہ نایاب زمانہ حقیقت میں
اوسکا جوڑا تھا اوس پر چھوڑا پھر رخش کو باندھ رکھا وہ بھی حامل باشتہ تھی فوراً بقدرت پروردگار بارور ہوئی
رستم جو جاگا رخش کو نہ پایا حیران ہوا سمجھا کہ کوئی لے گیا نشان قدم سے پتا لگاتا شہر میں داخل ہوا
وہ توران کی سرحد تھی نگر والے شاہ افراسیاب کے تھے اور خراج گذار تھے رستم کی آمد سنکے استقبال کو
وہ خود تخت سے آیا تعظیم کو بیٹھے اعزاز و اکرام سے اپنے مکان پر لایا آنے کا سبب پوچھا جہان پہلوان
نے باواز سخت تند و کرخت جواب دیا کہ میرا گھوڑا تیرے ملازم جو غرار ہیں گرفتار کر لائے ہیں جلد
منگا دے ورنہ اچھا نہ ہوگا شاہ سمنگان نے کہا بہت تندی و تیزی کا کام نہیں آتی خونریزی ہو جاتی ہے
جنکی جرات سنتے ہیں وہ بردبار ہوتے ہیں آپ کے تشریف لانے سے میں ممتاز ہوا ہوں تمکین سرفراز ہوا
شرط مہمانداری بجا لاؤنگا سرکار کا رہوار تلاش کر کے منگواؤنگا

تہمتن ز گفتار او شاد شد	دل او ز اندیشہ آزاد شد

اوسنے مطربان خوش آواز با سرود و ساز بلائے اور شراب ناب کے سامان حاضر کیے آرام کرنے کو
مسہری مشرق جھولی پلنگ کو دور اندیشی سے نیند کی سیج میں لیٹا تھا منہ لپیٹا تھا ایک آدھی رات گئے ایک پری وش ناز نین
از پس پردہ نکلکے رستم کے آگے آ بیٹھی فردوسی

دو ابرو کمان و دو گیسو کمند	ببالا بکردار سرو بلند
چنین داد پاسخ کہ تہمینہ ام	تو گوئی کہ از غم بدو نیم ام
ز پردہ برآمد یکے ماہروی	چو خورشید تابان پر از رنگ و بوی
بپرسید رستم کہ نام تو چیست	چہ جوئی شب تیرہ کام تو چیست
یکی دخت شاہ سمنگان منم	ز پشت ہژبر و پلنگان منم

تیرا اوصاف سنکے مدت سے مشتاق تھی جو الٰہی بہت مشتاق تھی نادیدہ دام محبت میں گرفتار تھی زیست
سے بیزار تھی خدا سے عہد تھا کہ اپنا جوہر کرونگی مگر سوا تیرے اور نہ شوہر کرونگی باپ میرا جو پیا کا یا دشاہ

ہے میرے اس عہد و پیمان سے آگاہ ہے رخش کو بین نے چرانے کو منگوایا جبکہ چلے ستم تو یہان آیا سپاس الحمد
دعا مستجاب ہوئی مین کامیاب ہوئی صبح کو یہ کام کرنا میری طلب کا پیام کرنا رستم یہ مژدہ سنکے فرحناک ہوا
جسدم گریبان سحر چاک ہوا بذریعہ مقربان بارگاہ اوسکے باپکو اس عقد سے آگاہ کیا بشوق تمام اوسنے قبول کیا
تہمینہ نے اپنا مطلب حصول کیا دو چار روز بعیش و طرب رستم نے مقام کیا پھر رخش کو منگوایا کوچ کا سرانجام
کیا دم رخصت مہرہ سام اوس گلفام کو دیا اور کہا جو بیٹا پیدا ہو تو اوسکی بازو مین باندھنا اگر بیٹی ہو گیسو مین باندھنا پر دانی اوسکو
جرأت سام و نریمان عطا کریگا ناموری پیدا کریگا غرض کہ رستم رخصت ہوا بعد نو ماہ تہمینہ کی آنکھون مین جہان سیاہ ہوا فردوسی

چو نہ ماہ بگذشت بر دخت شاہ | یکے کودک آورد مانند ماہ
تو گفتی گو پیلتن رستم ست | دیا سام شیر ست یا نیرم ست
چو یکماہہ شد ہمچو یکسال بود | برش چون بر رستم زال بود
چو سہ سالہ شد زان ... | کہ یارست با او نبرد آزمود

شاہ سمنگان نے نام اوس مہر جہانتاب کا سہراب کہا جب دس برس کا سن ہوا ماں سے پوچھا کہ میرے باپ کا کیا
نام ہے کام کیا کرتا ہے کہان مقام ہے تہمینہ بولی زبان زد عالم ہے نام اوسکا رستم ہے فردوسی

جہان آفرین تا جہان آفرید | چو رستم سواری نیامد پدید

اس عرصے مین دو لعل تین یاقوت رستم نے بھیجے
خبر منگوائی تہمینہ نے لکھا لڑکی ہوئی رستم ملول ہوکے چپ ہو رہا یہ مقدمہ کسی سے نکہا اور سہراب کی مان نے منع کیا
کہ تو اپنے باپ کا نام کسیکے روبرو نہ لینا وگرنہ افراسیاب تجھے چھین لیجائیگا میرے سامنے روز سیاہ
آئیگا سہراب نے کہا مجھسے یہ نہوگا کہ اپنے باپ کا نام پوشیدہ کرون کسیکے روبرو نلون ف

کنون من ز ترکان نام آوران | فراز آورم لشکری بیکران
برانگیزم از گاہ کاوس را | ز ایران ببرم پی طوس را
بگیرم سر تخت افراسیاب | سر نیزہ بگذارم از آفتاب
چو رستم پدر باشد و من پسر | بگیتی نماند کسے تاجور

سہراب کی مان یہ سنکے بہت روئی ہر چند اوسکو سمجھایا وہ کچھ خاطر مین نہ لایا مان سے گھوڑا سواری کیلئے طلب
کیا بہت سے گھوڑے اوسنے منگوائے اوسکو پسند نہ آئے آخر کار گلہ بان رخش کی بچے کو لایا سہراب نے
اوسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا دیکھکے خوش ہوا ف

تو از دیدہ بالید زین بر نہاد | بر و بر نشست آن یل تیز راد

جب وہ گھوڑا اسکے ہاتھ آیا اور سلاح حرب بدن پر سجکے باہر نکل آیا ایک عالم نگران ہوا اوسکے ہاتھ پاؤن
دیکھکے حیران ہوا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ایک یل نامدار پیلتن لشکر شکن یادگار روزگار پیدا ہوا ہے

نرہ شیر جنگل سے بستی مین کوئی گھیر لایا ہے وہ بادیدہ شیدا ہوا بست سا نقد وجنس ساز وسامان کے طور پر اوسکے پاس مین بھیجا نامہ لکھا کہ کاوس میرا دشمن ہے اور تجھے بھی اوسکا خیال ہے جیسا بادشاہ تجھسا پہلوان شیر بچہ فتح مین کیا دیر ہے مین تیرا شریک ہون فتح کے بعد تجکو اختیار ہے ملک تو لینا یا کسی کو بخش دینا اور دو پہلوان جہان دیدہ نامی ہومان اور بارمان سالار لشکر بنا کر بھیجے اونکو سمجھا دیا کہ بار اطاعت سہراب وٹھانا اوسکو اپنے طور پر لانا خلاصہ یہ کہ وہ ڈھنگ ہو کہ اس سے اور رستم سے جنگ ہو تہمتن اسکے ہاتھ سے جانبر نہوگا اسکے فتراک مین اوسکا سر ہوگا اور جب رستم کو اسنے مارا تو اسکا مار ڈالنا کتنا کام ہے یہ شکار تو تہ دام ہے وہ ترقی خواہ افراسیاب فوج لیکے شتاب سہراب کے پاس آئے اسکو سپہ سالار بنا کے لیچلے اثنائے راہ مین کیکاوس کا قلعہ تھا سپید نام وزیر با استحکام اور ہجیر وہان کا قلعہ دار تھا سہراب جب وہان آیا ہجیر تاب نلایا دوچار ہوا آمادہ کارزار ہوا سہراب ہنستا ہوا مقابلے مین آیا ہجیر نے نیزہ کمر مین لگا کے سہراب کو اوٹھایا اونسے گھوڑے سے جنبش بھی نکی مگر کمند ہجیر کی گردن مین ڈالکے کھینچ لیا ایک جھٹکے مین گھوڑے سے اوتار لیا شکار زبون کیطرح مار لیا گرفتار کیا اسکے بعد گرد آفرید نام پہلوان زادی میدان مین نکلی **فردوسی**

بپیچید ازو نام گرد آفرید
نهان کرد گیسو بزیر زره
بپیش سپاه اندر آمد چو گرد

که چون او کس اندر زمانه ندید
بر افگند بند زره را گره
چو رعد خروشان یکی ویله کرد

بپوشید درع سواران جنگ
فرود آمد از دژ بکردار شیر

نبود اندران کار جای درنگ
کمر بر میان بادپائی بزیر

سہراب نے نپہچانا کہ یہ لڑکی ہے یا مرد خرد سال ہے یا سال خوردہ مرد میدان نبرد ہے آتے ہی چند تیر بے خطا جیسے کمان ابرو سے سر ہوتا ہے لگائے سہراب کے جوشن مین سن سے در آئے مجبور سپر کو پناہ رو کرکے سہراب نے نیزے پر اوسکو اوٹھایا اوسنے کھینچتی شمشیر بر قدم سے نیزے کی ڈانڈ کے دو ٹکڑے کیے اور زمین پر گری گرتے ہی لیسان تند صبا معرکے سے ہوا ہوئی سہراب نے جھلا کے کمند ڈالی وہ پھنس گئی **فردوسی**

رہا شد ز بند زرہ موی او
درخشان چو خورشید شد روی او

سہراب اوسپر فریفتہ ہوگیا اوسنے عاشق اور بیدم سمجھکے دم دیا کہا میرا باپ ضعیف ہے قلعہ میرے اختیار مین ہے مجکو چھوڑ دے وہان جاکے تیرا کام کرونگی شادی کا پیغام کرونگی قلعے کا مالک تجھے کرونگی اطاعت مین رہونگی تو خود دام محبت کا

اسیر تھا دوسرے نوکر رفوزار ہاگیا تھا وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور سرگذشت لڑائی کی کیفیت اپنی گرفتاری
اور ہامان کی مفصل سنائی صلاح یہ ہوئی کہ آرام نہیں کی بڑی بے مہریت کاؤس کے پاس چلیئے اندھیری رات
میں وہ شمع محفل فروزاوہی روز نکلکے ایران میں داخل ہوئی سہراب کو یہ خبر سنکے بیقراری اور ندامت
حاصل ہوئی کاؤس سہراب کا حال لڑائی کا ڈہنگ دریافت کرکے دل تنگ ہوا گیو کو رستم کے پاس بھیجا
اور تاکید کی دیر نہ لگانا جلد لیکے آنا گیو سیستان میں پہونچا رستم سے بیان کیا کہ ایک جوان باتیں
کو وہ بھیں سام و نریمان کی شمائل وارد ہوا ہے ایران میں تہلکہ پڑا ہے رستم کو خیال ہوا کہ میرا بیٹا ہو
پھر سوچا کہ تہمینہ کیوں چھپاتی لڑکے کو لڑکی بتاتی غرضکہ جب حال سن چکا عیش و طرب میں مشغول ہوا
گیو نے جلدی کی رستم نے جواب دیا کہ دنیا میں فی الحال تو ایسا کوئی نہیں جو میرے روبرو آ کے درجان سلامت
لیجائے آخرکار جب گیو مضطر اور بیقرار ہوا تو رستم سوار ہوا

بفرمود تا رخش را زین کنند	دم اندر دمیدند رویین کنند

الغرض منزل بمنزل مقام کرتا بصد شوکت و شان جہان پہلوان داخل ہوا کیکاؤس انتظار میں بیقرار تھا دیر
کے باعث اندھیرا ہوا غصہ آیا فردوسی

برآشفت بر گیو و بر پیلتن	بدو خیره ماند همه انجمن

فرط غضب میں طوس سے کہا جلد یہ بکار گر رستم اور گیو کو زندہ بردار کر طوس نے ہاتھ بڑھایا تہمتن کہ جوش آیا تھا

تهمتن برآشفت بر شهریار	که چندین مدار آتش اندر کنار
دلیران لشکر مرا خواستند	همه گاه و افسر بیاراستند
اگر من نبودی فتی تاج و تخت	همه رزم گهتی سر آمن است
تو سهراب را زنده بر دار کن	برآشوب بدخواه را خوار کن
سوی تخت شاهی نکرد او نگاه	نگهداشتم رستم آیین راه

رستم بدمزہ ہو کے چلا عجب حال ہوا سبکو اندیشہ
اور ملال ہوا کچھ لوگ گیو و گودرز کے پاس گئے کہ عتاب شاہ کیا انجام کی خرابی سے آگاہ کیا اونسنے کاؤس کو
سمجھایا پند مشفقانہ کیا نصیحت کے کلمے برزبان لایا ہر چند غیظ سے بادشاہ کا حال تباہ تھا مگر وہ جولی
اور رستم کے آنیکے کہاں نباہ تھا مجبور گودرز کو رستم کے پاس بھیجا اوسنے جہان پہلوان کو گوسے
لگا کے نشیب و فراز سے آگاہ کیا عذر غلطی شاہ کیا پھر کہا اگر تمہیں کاؤس کے کلام سے ملال ہوگا نہیں پھرے گا تو
ایران کا کیا حال ہوگا مملکت تیغ افراسیاب جائیگی یہ بستی بسی بسائی ویران خراب ہو جائیگی اسکو سواے پشیمونگی رستم سا
پہلوان لڑکے کا مقابلہ نکر سکا حیلہ کرکے چلا گیا فردوسی

بر رستم چنین داستان ها بخواند	تهمتن چو بشنید حیران بماند

ہجیر ٹالگیا لکہا تو کچہہ اور تہا ہونا وہ طور تہا کیونکہ نہاتا اذا جاء القدر اعمی البصر کہا خاقان چین بسردار شرکت سلطان ایران زمین کو آیا ہی سہراب نے لیے کہاکہ جو جو نشان رستم کے میری مان نے بتائے ہیں وہ سب میں نے پائے ہیں الا جو رستم ہوتا تو ہجیر کہدیتا فردوسی

نشان ولی داد از پدر مادرش ۔ ہمی دید دیدہ بہ بند مادرش
نبشتہ بسر بر دگرگونہ بود ۔ ز فرمان نکاہد نہ ہرگز فزود

پہر رستم کا حال پوچہا ہجیر نے کہا ابہی زابل سے نہین آیا اور تہمتن کی مدح کرنے لگا ف

چو او خشم گیرد بروز نبرد ۔ بہ پیشش چہ پیل و چہ شیر و چہ مرد
تنش زور دارد بصد زور مند ۔ سرش برتر است از درخت بلند

غرضکہ سہراب نشان رستم سے ناامید ہوکے قلعے سے اوترا اور سلاح نبرد بدن پر سجکے فوج کو ہمراہ لیکر جنگاہ مین آیا علم کہلے کوس حربی نقارۂ جنگی کی صدا بلند ہوئی جس جسکی نگاہ اوس پہ زخواہ کم پڑی اور آنکہ سے آنکہ لڑی خود بخود ہا پنے لگا خوف سے کانپنے لگا بجز اسکے کہ آنکہ چرائے یہ جرأت نہوئی کہ اوسکے روبرو آئے پہر وہ پہلوان ارجمند باواز بلند پکارا کہ بینے سنکے قتل کاوس کی قسم کہائی ہے اگر اوسکو جرأت ہو میرے روبرو آئے لڑائی کی تدبیر کرے ف

یلے نزد رستم بر آگہی ۔ کہ زین ترک شد مغز گردان تہی
غمین گشت کاوس آواز داد ۔ کہ ای نامداران خسرو نژاد
تدارم سواری دلیر ابہم نبرد ۔ ز ایران ہنا پیرد کہ لے کارکرد

رستم نے کہا تہا آج اور کوئی پہلوان اوس نوجوان کے برابر آرہا ہو کل مین سمجہہ لونگا اس سبب سے تہمتن نہ آیا تہا جب پیام شاہ سے آگاہ ہوا مسلح ہوکے روبراہ ہوا جدم پر رخش بڑہایا سہراب بہی فوج سے نکل پار رستم سے کہا تو میرے ہاتہ سے زندہ نجائیگا ناحق جان دینے کا غم کہائیگا رستم نے جوابدیا کہ وہ میں ہون جسنے میرا سامنا کیا مارا گیا جانسے بیچارا گیا ف

ہمی رحمت آید تو بر دلم ۔ نخواہم کہ جانت زتن بگسلم

سہراب نے کہا کیا تو رستم ہے تہمتن نے جوابدیا رستم کہان مین کہان یہ تیرا وہم و گمان ہے فردوسی

زامید سہراب شد ناامید ۔ ابر دیرہ شد روز گردز سپید

لڑائی ہوئی پہلے تو نیزہ بازی ہوئی ڈانڈین ٹکڑے ہوگئین پہر تلوار چلی اسکے بعد دونون نے گرز اوٹہائے عجب رنگ کہا ہے صف جنگاہ مین بہونچال تہا زمین یکسر ہلتی تہی جوانونکی چہاتی دہلتی تہی کہڑا رہنا محال تہا فردوسی

فرو ماندہ ہر دو نگاہ در نہ کار ۔ یکے را نبد دست و بازو مکار

رستم نے کہا تیرگی آگئی سیاہی چہاگئی دیکہنے

والون کو نظر نہین آتا لڑائی کا لطف نہ تہا سہراب نے کہا جا تجکو فرصت لیتا ہون مگر لشکر کو دیکھ لیتا ہون غرضکہ سہراب نے ادہر گہوڑا اوٹھایا رستم تورانیون پر آیا ف

میان سپہ اندر آمد چو گرگ	پراگندہ گشتند خرد و بزرگ

عین جنگ مین رستم کو خیال آیا ایسا نہو یہ پہلوان نعرہ زنان شاد ایران سکے سر بر جائے اسکو بھی جوش شجاعت آئے تو عجب نہیں سراسیمہ دشت مین خاتمہ بالخیر ہوا یہ سوچکے پرے سے نکلا اپنی فوج مین آیا تو تماشا نظر پڑا جہانتک نگاہ گئی لاشے پر لاشہ نظر پڑا جدہر سہراب منہ اوٹھاتا ہے پہلوانونکے دل بیٹھے جاتے ہین پرا صاف ہوا جاتا ہے آواز دی کہ او نوجوان بس اور اگر ہوس ہے تو پھر سامنے آ سہراب بھی تہک چکا تہا اپنے لشکر مین پھر گیا شبکو کاؤس کے روبرو رستم نے حال نبرد سہراب با دل پر درد و جان بیتاب بیان کیا فردوسی

کہ کس در جہان کودکی نارسید	بدین شیر مردی و گردی ندید

مین نے کوئی فن اور کوئی حربہ اوٹھا نرکہا ایک کارگر نہوا کچھ پیش رفت نگیا مجکو دیکہیے پروردگار کیا کرتا ہے کون جیتا ہے کون ہارتا ہے دوسرے روز پھر سامنا ہوا سہراب کے دل مین رستم کی محبت آگئی یہ کہا فردوسی

زکف بفگن این تیر و شمشیر کین	بزن جنگ بیداد را بر زمین	نشینیم ہر دو برامش بہم	بمی تازہ داریم روی دژم
بنام تو کردم ہمہ جستجوی	نگفتند نامت تو با من بگوی	نشانی ہمی نیم و نام تو نے	زمن نام پیدا نکردی کہ کام

ہر چند سہراب نے چاہا کہ یہ رزم بزم سے بدل ہو جائے لیکن تحریر تقدیر کاتب کے لکھے کو کون مٹائے یہ سمجھا کہ جو نوشتہ پیشانی ہے وہی پیش آتی ہے رستم سوچا کہ یہ نوجوان خرد سال ہے اسکی صلح کا اعتبار عقل کے خلاف ہے خدا جانے اسکا کیا خیال ہے عجب نہیں کہ دہوکا دے اوسکا کہنا نمانا مجبور سہراب گہوڑے لیسے کودا فردوسی

چو شیران بکشتی در آویختند	ز تنہا چو جوی ہمی ریختند	بزد دست سہراب چون پیل مست	برآورد از جای و قد کرد پست
کمربند رستم گرفت و کشید	ز زور دو رگفتی زمین بردرید	چو زد رستم شیر را بر زمین	بیامد نشست از بر سینہ کین
نشست از بر سینہ پیلتن	پر از خاک چنگال و روی و دہن	یکے خنجر آبگون بر کشید	ہمی خواست از تن سرش را برید
رستم دیکہا کہ یہ ہلاک کرتا ہے بزیر خاک کرتا ہے فردوسی		بجنبید کشتیش زند بر زمین	نبرد سرش گرچہ باشد نگین

سہراب نے جو سنا خنجر کو غلاف کیا رستم کے کہنے سے نہ خلاف کیا ایک فتح نصیب دوسرا شکست خوردہ مرگ سے قریب اپنی اپنی جگہ پر آیا ہومان نے سہراب سے کہا بڑی غلطی تجسے ہوئی کہ تونے ایسے زبردست کو

سپاہ نامداران برزخواہ آگئے شب ہے سہراب کو تو خون مین غلطان دیکھا اور تہمتن کو بیرون خاک گریبان
چاک طپان دیکھا پہلوانون نے رستم کا سر زمین سے اوٹھا کر زانو پر رکھا حال پوچھا رستم آہ کھینچکر بولا

پسر را بکشتم به پیرانه سر		زتهمینه گشتم چنین کور و کر

زوارہ گیا مجمع سارا رونے لگا جان کھونے لگا
سہراب نے اوسی حالت مین سبکی تشفی کی سمجھایا کہ اس سے کیا فائدہ مین نہین بچتا فردوسی

چنینم نوشته بد آخر بسر		اگر من گشته گردد [illegible]

لیکن یہ آخری وصیت ہے کہ جو جو سردار پہلوانان نامدار
مع فوج میرے ہمراہ آئے ہین مجکو دلسے [illegible] اور خستہ تن سے چھوڑ کر لائے ہین انکو کسیطرح کا رنج و [illegible] لڑائی انسے بار دگر نہو
یہ کہکے سہراب نے جان بحق تسلیم کی رستم کی جگر پارہ الم سے دو نیم کی جہان پہلوان گریان منہ کھولے بر زبان لایا بیت

بریدی دل و تنم سزاوار هست	که جز خاک تیره مبادم نشست	دریغ آن همه مردی و رای تو	دریغ آن رخ و قد زیبای تو
دریغ این غم و حسرت جانگسل	ز مادر جدا و ز پدر داغ دل		

پھر زوارہ کو ساتھ کرکے ہومان کو سب جمیعت فوج
سمیت جیحون کے پار اوتار دیا سر نعش سہراب ہر ایک بیتاب تھا سراپا ماتم کا سامان تھا جو دیکھتا تھا انگشت
بدندان حیران تھا ایکطرف تو اوس نوجوان پسر کی لاش خنجر بیداد سے دل شگافتہ پاش پاش کہین گور و کفن کسی جا
غسال سر بگریبان گریان گورکن کہین کھڑے ہوئے [illegible] اور رہی تھی قتل پسر سے سراسر رستم کی
بے آبروئی تھی آخرکار غسل و کفن دیکے تابوت مین رکھا اور صندوق نعش اوٹھا کر سبز زربفت کی چادر اوپر
ڈالی سرہانیکی طرف سہراب کا تازیانہ اور کھینچا درفش کاویانی اوسپر کھڑا لانے [illegible] سیاہ بالباس سیاہ
تلوارین کھینچی حال زبون نشان سب سرنگون اور فوج کے سرداران خنجر گذار انکی پوشاک نیلگون آنکھین
جیسے جوئے خون جہان پہلوانکی یہ شان [illegible] مین لوگ ہاتھ [illegible] ماتم فرسا تھم [illegible] پیراہن
بصورت کفن گریبان تا دامان چاک کپڑون مین بیٹے کا لہو لگا تمام جگر کا [illegible] طرز تقریر [illegible]
ناوک بیداد کا تیر ایک ہاتھ درد کی شدت سے کلیجے پر دوسرے سے خاک بر سر پاؤن رکھتا کہین لڑکھڑانے
سے کہین جاتا نالہ تا عرش برین جاتا ہر بار یہ کلمہ زبان پر لاتا لوگون کا دل کٹ جاتا کہ ضعیفی مین کلنک ٹیکا
لگا مظلوم مین تیرہ روزگار ہوا میرے سوا کس باپ کا خنجر آبدار تشنہ خون بیٹے کے سینے
سے پار ہوا مجکو اپنا قتل گوارا ہے نوجوان بیٹا بیٹے مارا ہے فردوسی

سراپرده آتش اندر زدند	

همه لشکرش خاک بر سر زدند

اسی شوکت و شان غم کے سامان سے سیستان میں جنازہ پہونچا زال نے ماتم کی خبر
سنکے بیہوش ہو گیا نیلی پوشش ہوا دین و دنیا فراموش ہوا شہر کے دروازے پر وہ جگر خراش پوتے کی لاش
لینے چلا عزیزوں کا غول ہمراہ ہوا اور رستم کی ماں با اندوہ و فغان قبیلے کی رنڈیاں نعرہ زنان شہر پناہ
تک آئیں سر برہنہ حلقہ باندھا دیر تک ماتم کیا نوجوان کے مرنے کا سب نے غم کیا

گر پیر بود سالہ بمیرد عجب نیست	این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد

رنڈیوں کے بیان کا زبان قلم کو یارا نہیں بلبلے ہوئے عام تھا قیامت کا قیام تھا
آخر کار جوان مہ جبین کو پیوند زمین کیا اوسکا جینا گیا جسکا خنجر اندوہ و الم سے کلیجا پھٹتا ہوا ایسے
جوان بیٹے کی صورت بگاڑ کے بوڑھا باپ قبر کا مجاور بنا ہو جو سندہ پسر نے نادیدہ پدر کو پایا مگر جان کھو
عمر بھر کھنا اوسکے ماتم میں رویا اور اوسکی ماں کا یہ ماجرا سنکے عجب حال ہوا ایکدم جینا محال ہوا شہر میں آگ لگا
آگ دی اوس آتش سوزان میں سوختہ دل جلی کود پڑی لوگوں نے گو جلد ہی نکالا تھا مگر سر سے پاؤں تک بدن میں
ہزار آبلا پڑا تھا الا کمونیج سہتی تھی ہر بار کہتی تھی سے

چرا نامدم با تو اندر سفر	شدم از تو یکبارگی بیخبر	نشان دادہ بود از پدر مادرت	ز مہر چہ نامد ہمی یاورت
بپوشید پس جامہ نیلگون	ہمان نیلگون گشتہ با خون	دو زلفش کہ بد تاب دادہ کمند	بر انگشت پیچید از بن بکند
		ہمی زد بہ سر خاک کرد از گریست	پس از مرگ سہراب یکسال زیست

اب افسانہ سیاوش کہ مرگ سہراب سے حیرت افزا زیادہ ہے وہ شروع ہوتا ہے خامہ قصص نگار کبھی اشک سیاہ اور گاہ خون سرخ سے رو رہا ہے تہمت سودا وہ اوس پاکدامان پر آفت کا آنا ملک توران پر

ازین داستان سر بہ بر تافتم	بکار سیاوش بپرداختم	کہن گفتہ این داستانہا زمین	ہمی نو شود در دہر انجمن

فردوسی نے لکھا ہے کہ ایک روز گیو اور طوس دریائے جیحون کے کچھار میں شکار کھیلتے تھے کثرت شکار اور
وہاں کی کیفیت اور بہار سے اوسی دشت میں مقام تھا شب کو آرام تھا ذرا دو سیر اور شکار کے سوا دوسرا
نہ کام تھا اتفاقاً صبح دشت میں ایک ہو رمیدہ رو دام و صیاد ندیدہ نظر آیا لئے چہارہ قابل نظارہ دیکھیں یہ
گل اندام پری پیکر دل آرام بالباس شاہانہ اور زمانہ اوس سے حال جو پوچھا دم سرد بھر کر جواب دیا
کہ گرسیوز کا بادشاہ شاہ پور جو مشہور ہے میں گم کردہ خانمان اوسکی بیٹی ہوں بہت سے شاہ دیگر بار میرے

طلبگار تھے میرے باپکو انکار تھا جب ذنکی مرضی الی توران پشنگ سے ہوئی مین سخت دلتنگ ہوئی کہ وہ صورت اور سیرت کا ہے از حد تھا میری نا رضامندی پر تمام گھر درپے ضرر ہوا ناچار گھبرا کر نصف شب گذرے گھوڑے پر سوار ہوکے مین فرار ہوئی دریا مین ڈوبنے کو گھوڑا اڈالا پروردگار نے پار نکالا کوس کڑے جوڑے کیے نحوست بخت سے گھوڑا سقط ہوگیا پیادہ پا چلنا پڑا تین دن سے اس جنگل اور دو دام مین مین گرفتار آلام بسر کرتی ہون شب مصیبت تنہائی مین رو رو کے سحر کرتی ہون دیکھیے چرخ سفلہ پرور در بدر کو کہانتک کیا دکھاتا ہے اللہ ہی باتین تو کیتین اب کو نسا روز سیاہ پیش آتا ہے گیو اور طوس سنکے اوس پر نون ہوئے مشتاق کنار و بوس ہو دو نون آپس مین ایک ایسی حرام ہوتی ہے دونون کا کام ہے کیونکر کیا اون مطلب کے حصول ہوئے آپس مین قصہ میان آیا فساد داخل ہوئے فیصلا یہ ٹہرا کہ ابھی اسکو کوئی ہاتھ نہ لگائے جبتک کیکاؤس کے روبرو نجائے بعد ملاحظہ بادشاہ جسکو عنایت کرے وہ لے جسوقت وہ آفت روزگار کاؤس سے دوچار ہوئی نظر اول طبیعت بے اختیار ہوئی ارشاد کیا تم دونون اس سے ہاتھ اوٹھاؤ سر دست ہمارے محل مین پہنچاؤ عنایت پروردگار دیکھیے چند عرصے مین وہ باردار ہوئی خاتون باعز و وقار ہوئی اور فرزند نرینہ جیسے الماس کا نگینہ مہر طلعت ماہ جبین انتہا کا حسین پیدا ہوا جسنے دیکھا نثار ہوا کاؤس شیدا ہوا موبدان اختر شناس سعد و نحس سے ماہر اور نجومی خوش قیاس گردش مہر و ماہ جن پر ظاہر تھی حاضر ہوئے بادشاہ نے کیفیت طالع اوس نیر طالع کی پوچھی سب نے بعد تامل بسیار بہت غور کرکے اظہار کیا کہ جوانبخت ہوگا شبابین صاحب تاج و تخت ہوگا لیکن بعلت افتراہستان کے باعث پریشان خاطر رہے گا دل کا راز نکہیگا پھر کچھ ایسا مقدمہ درپیش ہوگا کہ مجبور غریب دیار ہوگا پریشانی پھر دور ہوگی جمعیت خاطر حاصل طبیعت مسرور ہوگی صاحب فوج ہوگا ملک اور مال کا مالک بڑا اوج ہوگا پھر دفعتہً یہ ڈہنگ ہو جائے کہ جنگ عجب ہے اور گرفتار ہو بے جرم و گناہ تہ تیغ آبدار ہو مگر نام اس خانہ بدوش کا سیاوش رکھا چاہیے **فردوسی**

چو شیدران کودک چون پری	بچہرہ نشان بت آذری	جہاندار نامش سیاوخش کرد	برو چرخ گردندہ را بخش کرد

بادشاہ کو خوشی تو ہوئی مگر مال کار کا جو مینو نکے اظہار سے ملال رہتا تھا اسی کا خیال رہتا تھا رستم اوس اختر تابندہ کو دیکھکے پرورش کا طلبگار ہوا کاؤس نے حوالہ کیا چند عرصے مین طریقہ فرمانروائی

آداب شاہی سیکھا اور فن سپہ گری میں بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رہا فردوسی | سیاوش چنان شد کہ اندر جہان
بمانند او کس نبود از جہان | اور سوائے شکار شیر اور کسی جانور پر غضب اوسکے تیر کو نہ تھی جب وہ نامور زمانہ ہوا تو
رستم مع تحف و ہدایا اوسکو لیکے کاؤس کی خدمت میں روانہ ہوا آمد کی خبر سنکے کاؤس نے ہر ایک امیر سپہ سالار
اور نامدار استقبال کو بھیجے بڑے تجمل اور شوکت و شان سے وہ نوجوان کاؤس کے روبرو آیا مہر پدری
خون جگری نے جوش کیا کاؤس نے کلیجے سے لگایا اور اوسکے علم و ہنر پر مطلع ہوکر رستم کی بہت تعریف
کی پھر سات برس اپنے ساتھ رکھکے جو فضل و کمال باقی رہا تھا اوسمیں بھی کامل کیا القصہ ہر علم و فن میں طاق ہوا
صورت اور سیرت میں خلف شہریار شہرہ آفاق ہوا قضائے کار اسکا جمال اور دھوم حسن و جمال کی سنکے
سوداوہ دوسری جورو کاؤس کی سیاوش پر فریفتہ ہوئی حیلہ ڈھونڈنے لگی ایکدن کاؤس سے کہا میں نے
شاہزادی عالی نسب لیکے پالی ہی چاہتی ہوں کہ اوسکا عقد سیاوش کے ساتھ ہو میرے پاس اوسکو
بھیجدو کاؤس نے سیاوش کو محل میں بھیجا جیسے سیاوش نے سلام کیا سوداوہ کو ننگ کا خیال آیا نہ
نثار کیا تنگ بغل میں لیا خوب پیار کیا یہ جوان عاقل عقل و ادا تھا طرز دلبری دیکھا پھر باور کو نہ آیا
بہت گھبرایا بظاہر شادی کا سوداوہ نے پیام دیا باطن میں اپنا کام کیا سیاوش بہانہ سازی و عیاری
سے رخصت ہو لیے مکانپر آیا دو چار دنکے بعد پھر اوسنے طلب کیا اور صحبت سے بے دھڑک غیر ہوئی
جیسے خلوت تو عجب سیر ہوئی دلولے میں غنیمت ہو سکا راز دل برزبان آیا وقت امتحان آیا کہا میں تجھ پر
عاشق زار ہوں مرغ بسمل سے زیادہ طپاں اور بیقرار ہوں میرا مطلب بر لا دام الم سے چھڑا کاؤس کا تخت
و تاج ہے وہ تیرے واسطے آج ہے سیاوش نے کہا معاذ اللہ یہ ولد الزنا کا کام ہے تو مجھپر بہر کیف حرام ہے میں
اپنی جان دونگا جان بچنے کے یہ حرکت ناشائستہ نکرونگا جب سوداوہ کو وصال سے یاس آئی تو بد حواس ہوئی
اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْم خدا نے تعلیم فرمایا ہے دفعتہ گریبان دامن تک پارہ پارہ کیا اور ناخن سے منہ تابان کو
خراش دی بالوں کو نوچا پریشان کیا ستم رسیدہ نکا سامان کیا شور و غوغا آسمان تک پہونچا آخر کو کاؤس
کے کانتک پہونچا محل میں آیا عجب تماشا نظر پڑا سوداوہ کو عریاں پایا کپڑے لتے پھٹے ہیں ناخن کے نشان
آئینے کیطرح حیران ہے حال پوچھا اوس مکارہ نے کہا تیرے پسر ناخلف نے میرا ڈھنگ بنایا ہے

بڑی کوہ کنی سے شیشۂ عصمت اوس سنگدل کے ہاتھ سے بچا پایا ہے آتے ہی مجکو دبوچا مین نے انکار کیا
تو نوچا کاؤس نے سیاوش کو طلب کیا کہا یہ کیا غضب کیا اوسنے راست راست بے کم وکاست
بیان کیا کاؤس بھی سن رسیدہ گرم وسرد روزگار دیدہ تھا قرائن سے دریافت کیا کہ سیاوش بے قصور ہے
بانی فتور وہی غیرت حور ہے اور اہل نجوم کی تقریر بھی اوس شاہ کشور گیر کو یاد تھی چاہا کہ اوس جھوٹی مکارہ کو
تیغ بیداد سے پارہ پارہ کرے چند امر مانع ہوے ایک تو سراپردۂ خاص مین اور خواص غمگسار پرستار
بیتابی دوسرے اوسکی اولاد کی خردسالی یاد آئی تیسرے ڈرا یہ بچا ہوا تھا کہ طبیعت کا لگاؤ تھا قتل سے
درگذرا دھمکا کے یہ کہا کہ سیاوش بے گناہ ہے تیرا سامان چھل اوسکا شاہد ہے کھا کو لے ہے اس ساز کو افشا نکرنا
اپنی عصمت خاک مین ملا کے مجکو رسوا نکرنا مگر وہ بھی کب باز آتی تھی روز نیا فعل لاتی تھی اتفاقاً ایک فاحشہ
حاملہ اوسکے ہاتھ آئی شیطانی نذر دلائی بہت سے روپے دیکے اس بات پر اوسکو آمادہ کیا یہ سبق دیا
کہ تو اپنا پیٹ گرا کے زنا کی تہمت مین سیاوش کو لپیٹ لالچ برا ہوتا ہے وہ راضی ہوئی ایک شب کاؤس
محل مین سوتا تھا یکایک غل ہوا کاؤس چونکا پوچھا کیا ہے لونڈیون نے عرض کی فلانی منظور سلطانی
حاملہ تھی اسوقت وضع حمل کچا ہوا مردہ بچا ہوا اوسکو روبرو بلا یا رات کا وقت بادشاہ نے صورت تو
نہ دیکھی ماجرا پوچھا اوسنے حرف بحرف سوداوہ کی تعلیم بیان کی کہ سیاوش نے بصیغہ جبر وتعدی مجھے زیر کر کے
زبردستی بدفعل کیا مین روتی پیٹی تڑپی کچھ پیش نگیا اوسی دن سے درد ہوتا تھا آج حمل گرا سوداوہ نے
کہا دیکھا تو اوسکو نیک مرد سمجھتا تھا میری بات نہ مانتا تھا اللہ نے نمکحرام کو دکھایا تیرے روبرو آیا
کاؤس نے صبح کو جلوس کرکے پہلے موبد اور نجومی بلالے وہ مردہ بچہ دکھا کر حال پوچھا ان لوگون نے
سوچنے کی مہلت طلب کی جب خوب حقیقت دیکھی حاضر ہوے عرض کی یہ نطفہ بازاری شوکت وثروت سے
عاری ہے اگر نطفۂ شاہ وشہریار ہوتا خفتہ بخت نہوتے طالع بیدار ہوتے فردوسی

نشان پدر دیش ناپاک تن		نگفتند با شاہ در انجمن	

سوداوہ نے فریاد وزاری سے ہنگامہ بپا کیا
کہا رستم نے نجومیون کو دھمکایا ہے اس سبب سے یاد نہون نے یہ فقرہ بنایا ہے تو اپنے بیٹے کی
حمایت کرکے مجکو ذلیل وخوار کرتا ہے امر حق کا انکار کرتا ہے مین اپنا جوہر کرونگی یا زہر کھا کے جان دونگی

ناچار اس بات پر قرار ہوا کہ لکڑی کا انبار ہوا اوسمین آگ لگا دی جب شعلہ کرہ نار تک جا لگے سیاوش ادسمین
در آئے جھوٹ سچ کی حقیقت اوس حالمین کھل جائے غرضکہ مثل آتش نمرود وہ آگ جلی بجھ گئی وہ شاہزادہ
جلیل مانند خلیل اوسمین آکے ٹہرا اسیوقت باہر آیا دامن عصمت مین دہبا نظر نہ آیا فردوسی

زآتش برون آمد آزاد مرد	لبان پر ز خندہ رخان ہمچو ورد		چو بخشایش پاک یزدان بود		دم آتش و آب یکسان بود

کاوس کو اپنے فرزند کی راستی کا یقین ہوا سوداوہ کا برا کام ذہن نشین ہوا جلاد طلب ہوئے قتل کا اشارہ ہوا
سیاوش اور رستم نے سفارش کی درگذر نیکے سوا کچہ نہ چارہ ہوا مگر وہ بدذات دن رات سیاوش کی
گھات مین رہتی تہی اسی اثنا مین خبر آئی کہ افراسیاب پہر با ساز و سامان عازم ایران ہے کاوس نے کہا
قوم ترک کے نزدیک ترک کرنا عہد و پیمان کا بہت آسان سہل بات ہے عجب قوم ہے بدذات ہے
پریشانی مین عجز و منت سے صلح کرتے ہین دلجمعی ہوتی ہے تو توڑتے ہین ابکی بار انکی آبادی آتش تہ کرونگا ملک
کو ویران و خراب تا بلخ کرونگا جبتک افراسیاب خستہ و خراب توران سے فرار نہوگا مجکو صبر و قرار نہوگا
سیاوش سوچا اس لڑائی کا بار اپنے ذمے لو سوداوہ کی جنگ زرگری سے نکلو کاوس سے عرض کی
اس مہم کا اس بار فدوی امیدوار ہے تہمتن صف شکن اگر میرے ہمراہ ہوگا تو افراسیاب بمدد یزدان
جلد تباہ ہوگا کاوس نے رستم سے مصلحت پوچہی اوسنے بہی سیاوش کی خاطر خواہ صلاح دی کہا شہریار
راحت و آرام فرمائے بیجا از سیاوش کے ہمراہ شرط خدمتگذاری بجا لائے التمعہ ہزار جوق جوق اور خیل
خیل مثل سیل روانہ ہوئی اور زرہ قدر دان از شمار بیرون جنگی کوہ پیکر اسپان بسبک جست تیز رفتار جن صرصر ان
نامدار خنجرگذار جو میدان نبرد اور معرکہ رزم کو بزم طرب سے اچہا جانتے تہے اور دشمن کی گردن قمچان
باندہکر کہولتے تہے دامن گردانتے تہے ہر دم تلوار تولتے تہے سیاوش کے ساتھ چلے کاوس ایک
منزل ہمراہ آیا وہان سے رخصت کیا اوسطرف افراسیاب گرسیوز کا انتظار کرتا تہا مگر سیلاب آتا تہا
مگر سیاوش نے بجلدی تمام تر بلخ کا محاصرہ کیا فردوسی

چو ایران سپہ تیرہ شد بیدرنگ		بدروازہ بلخ بر ساخت جنگ

بارمان بلخ کا حاکم تہا کچہ دن نکلکے لڑا جب عاقبت تنگ اور زندگی تلخ ہوئی بہاگ کے قلعے مین چہپا
گرسیوز یلغار آیا پہر دونون لشکر لڑے لیکن تاب پیکر کوہ شکن اور شمشیر رحم تہمتن کی نلاکے پہر فرار ہوکے

قلعے مین آئے ہزارہا سر پا پال سم سمند ہوے دونون قلعہ بند ہوے یہ خبر وحشت اثر سنکے افراسیاب
بہت بیتاب ہوا شبکو عالم خواب مین نعرہ کرکے چونک اٹھا اخزرات حشمت متحیر حال پوچھنے لگین وقت

چنین داد پاسخ کہ پرسش مکن	مگو اندرین وقت در من سخن

آخرکار جب تکرار کی نوبت آئی تو کہا مین نے اسوقت
خواب مین دیکھا کہ ایک صحرا ہے پرخطر ہولناک ہے وہان ہزارہا لشکر مین کھڑا ہون جہانتک نگاہ جاتی ہے
سانپ نظر آتے ہین اور سر پر عقاب منہ کھولے پھرتے ہین ناگاہ ایران کیطرف سے تند ہوا چلی اور
پہلوان آئے علم میرا انکو نسار کیا خیمے کی طنابین کاٹ کے مسمار کیا تمام فوج بھی تہ تیغ قتل ہوئی جو
خون بھی بچے مجکو گرفتار کرکے کاؤس کے روبرو لیگئے دونون جوان بلند قامت خرد سال تخت کے
روبرو بیٹھے تھے وہ اوٹھے مجپر تلوار لگائی غصے سے نگاہ کی اوسکی ضرب سے بیٹے آہ کی ابتک صدمہ
دل پر ہے تعبیر دان حاضر تھے برعکس اوس خواب کی تعبیر کی افراسیاب کی تسکین نہوئی اونسے کہا اس
واقعے کی حقیقت بے کم و کاست بیان کرو سچ کہدو اوسکے خوف و ہراس سے سبکے ہوش و حواس کھوے گئے
تھے ایک نے جانکی امان مانگ کے عرض کی کہ بالفعل سیاوش سے لڑنا مناسب نہین صلح کرنی ضرور
ہے ورنہ اس جنگ مین ضرر ہے قصور ہے یہ بات افراسیاب کو پسند آئی اوسکو خلعت و انعام دیا اور گرسیوز
بھی اوسی روز بلخ سے بھاگ آیا افراسیاب نے ہدیہ ہائے نادر گران بہا تحفے نہایت تحفہ اور صلح کا نامہ
لکھکے گرسیوز کو سیاوش کے پاس بھیجا سیاوش نے بہت تعظیم و تکریم سے بائین طرف تخت پہ بچھوا کے
بٹھایا الطاف سے پیش آیا دست راست تہمتن بحضور سمت چپ گرسیوز روبرو مجلس طرب بننے سے سب پہلے
اوسنے نامہ دیا خصوصیت کے وقت پیام زبانی عرض کیا تخلیے مین سیاوش نے جہان پہلوان مرد کاردان سے
نامے کا مضمون بیان کرکے مصلحت وقت پوچھی تہمتن نے کہا افراسیاب آپ سے لڑنیکی تاب نلایا بر سر صلح آیا
لیکن وہ جھوٹا مکار ہے اوسکے قول و فعل کا کیا اعتبار ہے دو شرطین جو قبول کرے تو مضائقہ نہین
ایک تو یہ کہ سو آدمی بطریق گرو بھیجے اوسمین نصف عزیز و اقربا غمگسار آپکے پہلوان نامدار دوسرے
ایران سے جو کچھ لوٹ کے لے گیا ہے جس بستی کو اوجاڑ گیا ہو بسائے لوٹ ہمارے پاس پہونچائے
صلح ہو جائے دوسرے روز گرسیوز نامے کا جواب لینے آیا سیاوش نے شرطونکو سنایا گرسیوز نے

یہ سب ماجرا افراسیاب کو لکھا اوسنے قبول کیا پہلوان نامی عزیز گرامی حسب طلب روانہ کیے اور سمرقند و
بخارا اوسکے قبضے مین تھے خالی کر دیے آپ بادل تنگ توران سے لب گنگ تمام کیا سیاوش نے
وہ اسباب بطریق پیشکش رستم کے ہمراہ کیا فتح کی صورت سے کاوس کو آگاہ کیا یہان تہمتن کے آنے
سے پیشتر افراسیاب کے خواب کی خبر کیکاوس کو پہونچی تھی نجومیون سے آل کار کا حال موبدون نے
تعبیر سب کچھ پوچھ لیا تھا وہ بالاتفاق یہ کہتے تھے کہ بفر و اقبال شاہ اسی سال افراسیاب کا استیصال
ہو جائیگا مقید آئیگا جسدم جہان پہلوان ہدیہ افراسیاب اور صلحنامہ کاوس کے روبرو لایا بہت
افروختہ ہو کے منہ پھیر لیا کہا صلح سے مین بیزار پیکار کا طلبگار ہون اگر تجکو اس لڑائی سے انکار ہے چندے
آرام کرو دوسرا شخص اس کام پر تیار ہے تہمتن کو یہ کلمہ سخت گران گذرا عرض کیا میرا ہوا مجکو ہمراہ رکاب ظفر
انتساب کیجیے کسی اور کو اس لڑائی پر نامزد کیجیے کاوس نے اوسیدم طوس کو سالار لشکر کیا سیاوش
کو یہ پیام دیا کہ وہ جو سو آدمی افراسیاب نے بھیجے ہین اونکو میرے پاس روانہ کر دو ہدیہ اوسکا
مسترد کرو اور فوج و لشکر طوس کو حوالے کرکے یہان چلے آو سیاوش یہ ماجرا سنکے افسردہ
خاطر ہوا دلمین سوچا کہ باپکی اطاعت و فرمانبرداری مین عہد شکنی ہوتی ہے تمام زمانہ نا تجربہ کار کہیگا
اور عدول حکمی مین کہان جا کے رہیگا اسیطرح دو چار گھڑی عقل سے اور دل سے گفتگو رہی
پھر افراسیاب کے لوگونکو اوسیکے پاس رخصت کیا نامہ لکھا کہ کاوس صلح پر راضی نہوا بلکہ اعتراض
مین آیا طوس کو سپہسالار بنایا وہ مستعد جنگ آمادہ کارزار آتا ہے خبردار ہو مین اپنے عہد و پیمان پر ثابت رہا
سلطنت کو چھوڑا یار و دیار سے منہ موڑا سلسلہ الفت و محبت توڑا اب عزم بالجزم ہے جہان جا سکے
کہ کیکاوس کے ہاتھ نہ آئیے وہ خون آشام ہے درپے انتقام ہے والسلام افراسیاب نامے کو پڑھ کے شکستگی ہوا
لڑائی کا یقین ہوا پہلے تو کاوس کو نفرین لکھی سیاوش کو تسکین لکھی پھر تحریر کیا کہ کیکاوس سے مجکو
کسیطرح آشتی منظور نہین اور طوس بیچارہ ہے اوسکو لڑائی کا شعور نہین جسدم فوج مقابلے آئیگی
گو شمالی ہو جائیگی اور آپنے تشریف فرمائی جو لکھا تھا اگر اسطرف چلے آوینگے تو سر آنکھون پر آئیے
کاوس کے بعد المشرقین ہو جائیگی جو بنا ملک فرنگ ہے خواہ دور استراحت منظور ہوگا بجان و دل حاضر ہے

تو فرزند باشی و من چون پدر | بود هم بپیش فرزند بسته کمر | حسب دم جواب با صواب افراسیاب کے پاس سے آیا
سیاوش بشاش ہوا بہرام کو بلایا مملکت بلخ اور خزانہ تمام سپاہ اوسکے سپرد کی طوس کی راہ دیکھی تین سے
سوار ہمراہ لیکے توران کی راہ لی جیحون سے پار ہوا افراسیاب سے دوچار ہوا ایک نامہ کاوس کو بعد بیچ
والم رقم کیا کہ ایک زن مکارہ عیارہ کی تہمت بیجا سے ہیں قتل گوارا تھا مجبور نے بلا ترغیب بیگناہی کی
گواہی دیکا سیر آتش غضب نہیں جلتی ہوئی آگ میں سوداوہ کی لاگ سے ڈالا دانائے نہان و آشکارا نے
سلامت اوس سے نکالا جب یہاں سے افراسیاب کو تنگ کیا جنگ سے صلح کی نوبت یاں شان و شوکت
پہنچائی مفسد نکے شہر کانے سے آپکو نہ پسند آئی اوسلئے مورد عتاب تقصیروار ہوا طوس فوج کا سپہ سالار ہوا
آئندہ کس جانفشانی پر امیدوار عنایت و مہربانی ہوتا تاکے بیہودہ اوقات کھوتا ایسی باتوں سے مجبور
اپنے پاؤں سے وہیں اژدرمین مین نفتہ جگر در آیا سگ ہوکے ننگ گوارا کیا اگر دشمن خواری سے ہلاک
کرے بہتر ہے کہ باپ بیزاری سے آنکھ اوٹھا کے نہ دیکھے فردوسی | ز شادی بکردم دل خود رہا
شدم من نعم در دم اژدہا | الققصہ افراسیاب سیاوش کی آمد سنکے استقبال کو آیا دو بدو ہوکے
تو گوئی برپیزدان فردوسی | سیاوش جیحون اور اپیادہ بدید | فرود آمد از اسپ پیش دوید | گرفتند مریکدگر را ببر
لب بر نہادند بر چشم و سر | پھر سیاوش کو سوار کیا در شہر پناہ سے ایوان خاص تک سیم و زر نثار کیا
اور جشن شاہانہ ترتیب ہوا ایکطرف مطربان خوش عدا تخریار بدا و زکیسار با ٹچنگ سرود وبین لیکر
حاضر تھے اپنے قرینے سے بیٹھے ایک سمت پریزخان نہرہ جبین رشک لعبتان چین کا مجمع ہوا الغلغلہ
عیش و نشاط تا چرخ برین پہونچا نائے و نوش کا شغل ہا افراسیاب سر محفل سیاوش کی مدح کرنے لگا
کہا پروردگار نے تین شرف تجکو عطا کیے ہیں ایک تو یہ کہ نسل کیقباد سے ہے دوسرے اس سن و
سال میں راسخ الاقرار ہونا محال ہے تیسرے صاحب حسن و جمال ہے ایک عالم مفتون و شیدا ہے یہ
ہماری خوش نصیبی تھی کہ تمنے اس سرزمین کو فردوس آئین کیا اگر گوشہ کلاہ میرا آسمان فرسا ہو تو بجا ہے
تجسا جلیل القدر شاہزادہ عالی گہر میرے شہر میں رونق افزا ہوا سیاوش اس الطاف عنایت سے
بہت نادم و مسرور ہوا رنج و ملال طبیعت سے دور ہوا کلمات شکریہ زبان لایا کہا جو کچھ ارشاد ہوا فقط

مراحم شاہانہ ہے وگرنہ بندہ غریب یار بیکس مددگار گم کردہ آشیانہ ہے اب ہر روز محبت و الفت کے ترقی ہوتی تھی دلکی کلفت کھوتی تھی چند عرصے مین پیشیر خاص باختصاص ہوا رطب و یابس بے مشورہ سیاوش نہوتا تھا پہلے یہ جب آرام کرلیتا تو افراسیاب سوتا تھا پیران دیسہ کہ اکابر سلطنت اور عقل کل افراسیاب کا تھا اونسے یہ حال اوس صاحب اقبال کا جو دیکھا سیاوش کو تنہا لیگیا اور یہ کہا فردوسی

بدین مہربانی کہ با تست شاہ	بنام تو خسپد آرامگاہ	چنان دان کہ خرم بہارش توئی	نگارش توئی غمگسارش توئی

ایسے شفیق کے پاس سے دور رہنا عقل کے نزدیک ناروا ہے برا ہے مصلحت یہ ہے کہ اپنی شادی کرے کہ مونس و غمگسار ہو شب تنہائی مین جلیس وہ وفا شعار ہو سیاوش راضی ہوا پیران نے اپنی بیٹی کا کہ نام اوسکو جریرہ کہتا تھا اور نام اوس عنبر کا گلشہر تھا اسکے ساتھ عقد کر دیا نہایت حسین وہ مہجبین تھی شمع انجمن افروز شب تا بیادگار روزگار خجستہ اطوار تھی فردوسی

سیاوش چو روے جریرہ بدید	خوشش آمد و خندید شادی گزید

شب و روز خاطر عزیزہ اوس سے خرم و شاد کرتا تھا بھولکر بھی کبھی کاوس کو اور سلطنت ایران کو نہ یاد کرتا تھا اتفاقاً کسی ملازم نے سیاوش سے کہا آپنے شادی مین جلدی کی وگرنہ افراسیاب نے اپنی بیٹی فرنگیس غیرت بلقیس تجویز کی تھی سیاوش نے جواب دیا اب کیا بگڑا ایسے مقدمون مین اتنی بات سے کہین خلل ہوتے ہین بادشاہزادون کے سیکڑون محل ہوتے ہین یہ کہکے افراسیاب کے محرم خاص کو پاس بلایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ افراسیاب مجھسے محبت اپنے فرزندونسے زیادہ کرتا ہے اور مین بھی باپ سے زیادہ اوس شاہ عالیجاہ کو سمجھکے پناہ لایا ہون اگر مجھکو دامادی میں سرفراز کرے شفقت کے بعید نہو یہ خبر افراسیاب سنکر راضی ہوگیا سیاوش نے گلشہر سے اجازت چاہی وہ تو عاشق نار تھی فریفتہ شار تھی کہنے لگی میری عین خوشی ہے تجھسے زیادہ فرنگیس کی اطاعت کرونگی لونڈیونکی طرح خدمت مین رہونگی اور اوسی روز رسم کے موافق سامان ساچق درست کرکے خود گئی فردوسی

زمین تا بہ مو سید گلشہر گفت	کہ خورشید اگشت با ماہ جفت

اور ایسی خدمت کی کہ فرنگیس اسکی عاشق ہوگئی ایک ہفتہ جشن خسروانہ مجلس بے تکلفانہ رہی آٹھوین دن فرنگیس سیاوش کے عقد مین آئی نقد و جنس بے حد و ہاتھی گھوڑے بہت سے افراسیاب نے جہیز مین دیکے حکومت چین اوس شاہ غنج الختن مہ جبین

کو دی کہ حیدر وزیرنے وعدہ عیر شہان سیر کر سے سیاوش تو فرنگیس کو ساتھ لیکے چین مین آیا اور یہ حال مفصل کسی نے کاوس کو سنایا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی بہت غمگین ہوا رستم بھی بے اجازت سیستان مین جاکے خانہ نشین ہوا کاوس نے طوس کو نامہ لکھا جنگ توران سے منع کیا ذکر ہمارے منشا و باعث تحریک گرسیوز بدنہاد کہ وہ بھی افراسیاب کا داماد تھا اور سیاوش کا مہمان تھا عدو کے جا لی لکھا ہے کہ سیاوش جو چین مین گیا وہان آپ و ہوا سے چین ملا کچھ لوگ اطراف و جوانب مین رخصت کیے کہ کوئی سرزمین پر فضا ڈھونڈھ کے خبر کرو آخر کار کنار گنگ سبکو پسند آیا سیاوش سے آکے کہا

نگر اش گرم نہ سرماش سرد	ہمہ جا ہمہ شادی و آرام و خورد	نہ بینی دران شہر بیمار کس	یکی بوستان از بہشت است و بس

سیاوش نے جاکے دیکھا صحرا سے پر فضا دریاے گنگ کا کنارہ اوسپر عمارت عالی کی بنا ڈالی اور قلعہ مستحکم بنوایا اوسمین ایوان کلان عمارت کی جان تیار ہوا مصوران سحر دست باریک نظر نقاشان نادر بلا کے کاوس قباد و پشنگ و افراسیاب سام نریمان زال و رستم و ستانکی تصویرین کھچوا کے تختہ ارژنگ مرقع مانی ہمیشل لاثانی کر دیا افراسیاب یہ خبر سنکے خوش ہوا اوسیدم ہزار ہا روپے اور رکاب زیگر ایک سے ایک جلد دست بہتر تلاش کر کے بھیجے اور لکھا جو کچھ صرف ہو خیال نکرنا ہر دلی کا ملال نکرنا خاطر خواہ بنانا دم سفر چین سیاوش فرنگیس کو ہمراہ لایا تھا اور کا شہر ماہ جبین کچھ دیران ویسے کے پاس پہنچایا تھا اسواسطے کہ وہ حاملہ تھی راہ کی صعوبت نہ اوٹھا سکتی جب نو مہینے گذرے بیٹا پیدا ہوا گلعذار پری رخسار افراسیاب نے اوسکو گود مین لیکے فرود نام رکھا اور موافق رسم توران زعفران لڑکے کے ہاتھ مین لگاکر نشان پنجہ زعفرانی سیاوش کے پاس نشانی بھیجا اور بہت سے تحائف بھی گرسیوز کے ہمراہ روانہ کیے یہ بھی افراسیاب کا داماد تھا مگر کیا و بدنہاد تھا سیاوش کے کینے اوس کمینے کے سینے مین تھے ہر دم فکر رقت مین میں رہتا تھا انسان مین کمی نکرتا تھا الا افراسیاب کے ڈر سے کچھ کہی سکتا تھا جب پر فتور یہ گرسیوز سیاوش پاس پہنچا وہ سرور ہوا اوسکو بہت کچھ دیا مگر استقبال نکیا اسکی بد باطنی کا خیال کیا ہر سرد رفوج کا جائزہ دیوانات کا تماشا اوسکو دکھایا اس کوتہ بین کو رشک آتا کچھ دنونکے بعد یہ نطفہ ناخلف رخصت ہو افراسیاب کے پاس آیا عداوت قلبی سے سیدھی باتون کو اولٹے قالب مین ہی نایا سیاوش کا ڈھنگ طبیعت کا رنگ

منحرف بیان کیا اور لشکر جرار کا جمع کرنا بعزم رزم و پیکار اظہار کیا اور کہا اوسکے تیور سے ظاہر ہوتا ہے
کہ صبح و شام توران مین فساد عظیم برپا ہو دشمن بغل مین ہے دیکھیے انجام کیا ہو افراسیاب بزدلہ روبہ بازی
مین آگیا دھوکا کھا گیا اوس ہزبر بیشہ شجاعت کی تدبیر سوچنے لگا لیکن کسی پر ظاہر نکیا پھر یہ صلاح ٹھہری
کہ حیلے سے سیاوش کو یہان بلاکے گرفتار کیجیے قید و بند مین ذلیل و خوار کیجیے نامہ طلب پھر اوسی
بدباطن کے ہاتھ بھیجا سیاوش نے اوسکی خاطرداری اور سفر کی تیاری جلد کی یہ مفتری تعمیل حکم مین مقدمہ
برعکس سمجھا کہ اگر یہ فوراً پہونچ جائیگا میرا کلام باطل ہوگا افراسیاب اسکی توقیر بڑہائیگا تنہا سیاوش کو لیجا کر افسردہ
خاطر ہوکے کہنے لگا دوستانہ اتنا کہتا ہون جلد جانا مناسب نہین اگر دانا ہو سمجھ جاؤگے نہین تو
پچھتاؤگے سیاوش اسکا سبب پوچھنے لگا اوسنے تجاہل کرکے ٹالا یہانتک کہ قسم کا حرف زبان پر آیا
ایسا جال پھیلایا بعد از عہد و پیمان بیان کیا کہ افراسیاب کو تیرے جاہ و حشم کا رشک ہے غم ہے تجھسے
آشفتہ خاطر ہے طبیعت برہم ہے چاہتا ہے کہ تجھے بلاکے نیا ستم کرے گلا تیرا تہ تیغ دو دم کرے
سیاوش نے جواب دیا کہ وہ مجھسے محبت و الفت رکھتا ہے دنیا مین داماد کا جلاؤ نہین سنا یہ حرکت
اوس سے نہوگی گرسیوز کہنے لگا کہ داماد کی حقیقت بھائی سے زیادہ سننے مین نہین آئی جو حقیقی بھائی کو
حلال کرے اوس حرامزادے کی محبت کا کون خیال کرے اور جو جانا ہی منظور ہے تو ابکی بار یہ لکھو کہ فرنگیس کی
طبیعت علیل ہے میرے آنیکی کونسی سبیل ہے بعد صحت حاضر خدمت ہونگا سیاوش نے راست باز نشیب و
فراز کچھ نسوچا نامہ لکھکے حوالے کیا پھر تو اوسکی بن آئی افراسیاب کو خوب بگاڑا آگ لگائی اوسی دم لشکر جرار جمع
کرکے افراسیاب نے کوچ کیا رنج سفر اختیار کیا گرسیوز کو لشکر کا سالار کیا جس دم آنیکا حال سیاوش نے سنا
فرنگیس سے کہا گرسیوز سچا تھا

فردوسی

فرنگیس بگرفت گیسو بدست	گل ارغوان را بفندق بخست
زگفتار و کردار افراسیاب	همیکند موی و همیریخت آب

فرنگیس نے مشورہ دیا کہ تو ایران کو چلا جا مین مجبور
ہون اب یہ بار لیکر تیرے ہمراہ فرار نہوسکونگی بہر کیف شام و سحر اسی جا بسر کرونگی پانچ چھ مہینے کا حمل تھا
گھوڑے کی سواری اور بھاگنے مین سراسر خلل تھا سیاوش نے ہزار سوار ایرانی جانفشانی کرنیوالے
ساتھ لیے چلا دم رخصت فرنگیس سے کہا اگر پروردگار تجھے فرزند عطا کرے تو کیخسرو نام رکھنا ہماری یاد

اوسکا پیٹ گرجائے اسقاط حمل ہو گو زیست مین خلل ہو اور الفت سیاوش سے اسکی طبیعت پھر جائے
پیران ویسہ اس قصے سے ناگاہ آگاہ ہوا افراسیاب کے حضور مین آیا یہ کلمے زبان پر لایا فردوسی

همانا بجوید فرنگیس بخت ۔ نہ اورنگ شاہی نہ تاج و نہ تخت
اگر شاہ روشن کند جان من ۔ فرستد مرا او در اسوخان من

افراسیاب نے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ کبھی گھر سے بیرون در قدم رکھنے نپائے اور جسوقت لڑکا ہو تو میرے روبرو آئے پیران ویسہ نے سب کچھ قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا فرنگیس کو اپنے گھر مین لے آیا اور نے پیٹنے کو منع کیا تشفی کرکے نشیب و فراز سمجھایا القصہ جب مدت حمل پوری ہوئی دردزہ ہو کے لڑکا پیدا ہوا نام اوسکا حسب وصیت سیاوش کے کیخسرو رکھا اور دودہ پلانیکو دایہ مقرر کرکے گلہ بان جو معتمد علیہ تھا وہ لڑکا مع دایہ اوسکے حوالے کیا اور یہ تاکید کی کہ صحرا مین اوسکو دد و دام سے بچا کے آرام سے پرورش مین مصروف رہنا اور اس حال کی کسیکو خبر ہونے پائے یہ راز زبان پر ہرگز نہ آئے وہان اوسی شبکو خواب افراسیاب نے دیکھا کہ ایک شخص شمع روشن ہاتھ مین لئے اوسکے پیچھے سیاوش تلوار کھینچے آیا ہے چاہتا ہے کہ میرا چراغ ہستی گل کرکے مملکت مین اندھیرا کرے اور کہا فردوسی

ازین خواب نوشین سر آزاد کن ۔ ز فر جهان گیتی یکی یاد کن
که روزی نوآئین و جشنی نوست ۔ شب زادن شاه کیخسروست

افراسیاب بعد اضطراب چونک پڑا پیران کو بلا کے پوچھا فرنگیس کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا اوسنے کہا درست ہے کہا میرے روبرو لا مین دیکھونگا پیران ویسہ نے جواب دیا کہ فورًا اوس لڑکے کو مین نے جنگل مین پھنکوا دیا باوجود وعدہ سامنے نہ لایا اسمین یہ مصلحت تھی کہ تجھے آفت عظیم سے بچایا قتل یتیم سے بچایا ایک تو سیاوش کو بے ثبوت جرم و گناہ عداوت بدخواہ سے قتل کر چکا ہے دامن لہو سے بھر چکا ہے اب جو یتیم کا خون بر فرش خاک گرتا آسمان پر عرش پاک کرتا کونسی تدبیر کام آتی آفت و بلا سے ساکنان شہر کو بچاتی لکھا ہے کہ جس روز سے ہنگامہ قتل سیاوش ہوا تھا افراسیاب ہر شب خواب پریشان ہولناک دیکھتا تھا روتا تھا چین سے نسوتا تھا اور کرسیوز کا فتور کھل گیا تھا کوفت سے ہر دم کے افراسیاب کا بدن گھل گیا تھا یہ سنکے چپ ہو رہا کچھ نکہا جب کیخسرو اوس صحرا مین دس برس کا ہوا پیران نے معلم و ادیب یکتائے روزگار تیر انداز و شہسوار کشتی گیر جو جو علم و ہنر شاہ و شہریار و نکے ہوتے

ہین شاہزادے جس پرورش سے پرورش پاتے ہین جتنی چیزین اونکو سکہاتے ہین سب کچھ
اوسکو اوبہی دشت مین سکہایا جسدم اوسنے سب مدارج سے چہٹی پائی پیران ویسہ کو خسرو کی ہمت و
جرات جودت طبیعت کی خبر آئی تو ایک روز بر سبیل تذکرہ افراسیاب سے کہنے لگا کہ فرنگیس کا بیٹا جنگل
مین پیدا ہوا تہا اوسکو جنون ہوگیا دن رات دیوانون کیطرح واہی تباہی بکتا ہے کوئی کام اوس
ناکام سے ہو نہین سکتا ہے افراسیاب نے کہا میرے سامنے اوسکو لاؤ کسی سے بلواؤ پیران دلیر
خسرو کو سکہا کے لے گیا کہ اگر افراسیاب تجہسے گفتگو کرے یا کچہ حال پوچہے تو دیوانہ وار گفتگو کرنا مجنونانہ
ہاے ہو کرنا القصہ جب خسرو افراسیاب کے روبرو آیا ندامت سے اوسنے سر جہکایا دم تقریر خسرو نے
عجب باتین کہین اگر صبح کا حال پوچہا تو مذکور شام کیا ہر طرح سے اپنا کام کیا افراسیاب کی خاطر جمع ہوئی
انتقام خون پدر کا کہٹکا مٹا کہ یہ مجنون ہے حال اسکا زبون ہے یہ نسمجہا کہ خرابی انجام کا ہے دیوانہ بکار خود
ہشیار ہے حکم کیا کہ یہ لڑکا فرنگیس کے حوالے کرو کچہ کہانے کو مقرر کردو کہ دونون گذر کرین سر قبر
سیاوش زندگی بسر کرین غرضکہ وہ جو عمارت عالیشان تحت مکان سیاوش نے بنوائے تہے
اب ویران سب بے مکین تہے یہ وہان گوشہ نشین ہوئے دونون عزلت گزین ہوئے آگاہ ہونا پدر

کا قتل فرزند جوان پر نالہ پہونچانا زمین سے آسمان پر رستم کی طلب
سوداوہ کا مارنا افراسیاب سے لڑائی

جسدم یہ خبر وحشت اثر جانگزا قتل سیاوش کی
ایران مین کاوس کو پہونچی کہ بیٹا اس قلت خواری سے مارا گیا بیگناہ کا سر ناحق اوتارا گیا الفت پدری
نے سینے مین جوش کہایا لخت جگر خوننابہ دل کی راہ ہو کر چشم تر کی راہ سے نکل آیا لشکر نصرت اثر
کو جمع کر کے رستم نامور کو بلایا حال سنایا تہمتن نے شدت سے گریہ و زاری فریاد و بیقراری کی
پہر کہا یہ سب فساد سوداوہ بدبخت کی بدولت ہوا جو اوسپر تہمت بیجا رکہتی تو وہ کاہے کو افراسیاب
کے پاس جاتا یہ روز سیاہ پیش آتا کاوس نے کہا سچ ہے رستم نے کہا ایسی مکار خونخوار عورت
گرفتار رہنا عقل مصلحت اندیش کے نزدیک بہت برا ہے باعث فتنہ موجب فتور ہے فردوسی

کسے کہ بود جفت با انجمن
کفن بہتر او را ز فرمان زن
اگر زنگ بودی ان رای زن
ازو دان کہ افزون نام بودی ز زن

بیٹے گئے مجلس تُرے سلطانی مین جاکر سوداوہ کا سر تن سے جدا کیا اور بے تامل بالشکر گران متوجہ سرحد ایران ہوا قتل سوداوہ سے مرگ سیاوش مشتہر ہوئی گھر گھر خبر ہوئی یلان نامدار سپہ سالار تیغزن خنجر گذار سیاوش کے ماتم دار ہوئے سبنے لباس سیاہ کیا عزم انتقام خون بے گناہ کیا باول خار خار آمادہ جنگ مستعد پیکار ہوئے اثنائے راہ مین حاکم سنجاب نے مقابلہ کیا ایک ضرب مین دو ہوا یہ خبر افراسیاب کو پہونچی سرخہ نام ایک پہلوان زبردست فتنہ زورے بدست تھا تیس ہزار سوار آمادہ پیکار اوسکے ہمراہ کرکے رستم سے لڑنے کو بھیجا جسدم مقابلہ ہوا پہلے سرخہ میدان مین آیا روے سیاہ پرے سے نکلکے دکھایا اور مبارز طلب ہوا فرامرز رستم کا بیٹا تھا اوسنے آکے کمند مین لپیٹا سر میدان یہ ہنر دکھایا کہ اوس مرگ رسیدہ کو زندہ گرفتار کرکے رستم کے روبرو لایا پہلتن نے طوس سے کہا مثل سیاوش اسکو ذبح کرکے کاوس کے پاس بھیجدو کہ کچہ اوسکو تسکین ہو اسواسطے کہ افراسیاب سرخہ کو اپنے بیٹے سے کم نجانتا تھا غرضکہ طوس نے طشت منگا کر سرخہ کو ذبح کیا وہ طشت پر خون اور سر اوس بخت واژونکا کیکاوس کے حضور مین روانہ کیا اس حادثے سے افراسیاب کی کمر ٹوٹ گئی زمانہ نظر مین سیاہ ہوا ایسا حال تباہ ہوا ضبط کی عنان ہاتھ سے چھوٹ گئی کہا اب نوبت ہماری ہے مرنے کی تیاری ہے اور اطراف وجوانب سے فوج بیحساب جمع کرکے رستم کے مقابلے کو آیا جسدم سامنا ہوا اور طرفین سے صف کارزار تیار ہوئی جہانتک یک نظر جاتا تھا سوار دکھائی نظر آتا تھا

نہان گشت خورشید گیتی فروز | تو گفتی شب تیرہ آمد بروز
شد از سم اسپان زمین لالہ رنگ | زنیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ

پیلسم پیران ویسہ کا چھوٹا بھائی تھا بڑا زبردست جوان بہادر اوسنے کہا آج رستم سے مین مقابلہ کرونگا افراسیاب نے کہا جو تو اوسے مارے گا تو نصف توران اور اپنی بیٹی نوجوان تجھے دونگا حاکم کرونگا اور گھوڑا خاصہ مع سلاح جنگ اوس نہنگ بحر شجاعت کو دیکے رخصت کیا بعد کروفر کے پیلسم سر میدان آیا فردوسی

با ایرانیان گفت رستم کجاست | کہ گویند کو روز جنگ اژدہاست
چو بشنید گیو این سخن ایرو ہے | برون شد تیغ از میان برکشید

پیلسم نے بہت جستی تمام تلوار خالی دیکے نیزہ گیو کی کمر مین لگا کہ گیا نا گہانہ زین سے اوٹھالون فرامرز نے بجلدی تمام تلوار علم کرکے نیزہ قلم کیا پیلسم نے جھنجھلا کے

تلوار پر ہاتھ ڈالا اور اس حیلے سے لڑنے لگا کہ آنکھ خیرہ ہوئی جاتی گیو اور فرامرز دونوں کو عاجز
کیا رستم نے یہ حال دیکھ کے رخش کو جولان کیا عزم میدان کیا اور برابر کر کے گیو اور فرامرز کو جدا کیا
خود مقابلہ کیا پیلسم نے اوسی گرم جوشی میں تلوار رستم کے سر پر لگائی جھنکے کی آواز آئی تلوار ٹوٹ گئی ہاتھ سے
چھوٹ گئی مگر رستم سے پہلوان کا منہ پریشان ہو گیا ف

یکی نیزه زد در کمربند او	ز زین برگرفتش بکردار گرد
چنین گفت رستم بافراسیاب	که این پهلوانیست با جاه و آب
بامید دختر پلان را بجنگ	فرستاده خواهی تو نام و ننگ
بخشم اندر آمد شه نامدار	عنانش به پیچید در کارزار
همی کز نبا قلب توران سپاه	ببیند آتشش خوار در قلبگاه
کنون دختر و گنج و مال و سپاه	بدو داده که زیبد با تاج و گاه
بجای سیاوش چه کردی وفا	که دیگر کسان را نمائی صفا

ایسے کلمے سخت اوس صاحب افسر و تخت کو سنا کر پیلسم کو قلبگاہ میں پھینک کے اپنے لشکر کیطرف پھرا
کسیکو اتنی جرأت نہوئی کہ رستم سے آنکھ ملائے جسطرف بڑھتا تھا کوئی منہ پر نہ چڑھتا تھا پہلوانوں کا
دل ٹوٹ گیا سپاہ کے پاؤں جمنے سے جی چھوٹ گیا جس سے افراسیاب نے لڑنے کا اشارہ کیا
وہ بگڑنے لگا زمین پکڑنے لگا ایک نے سامنا نکیا مجبور افراسیاب نے پیچ و تاب کھوڑا بڑھایا رستم
ہنستا ہوا اپنے پرے سے نکل آیا آواز بلند سنایا کہ آج سر میدان سیاوش کے خون کا بدلا لیتا ہوں
فاش رنگ تجکو دیتا ہوں افراسیاب نیزہ پکڑ کے دو بدو ہوا چند طعنے کے بعد نیزہ تان کے تہمتن کے
سینے پر لگایا جوشن پر اثر نکیا رستم نے خشمناک ہو کے نیزے سے جواب دیا وہ تو بچ گیا گھوڑا زخمی ہوا ف

نگاور ز زور اندر آمد بسر	بیفتاد از و شاہ پرخاش گر

جہان پہلوان نے چاہا کہ سر میدان پر نوک
سنان بلے سے سر بلند کردن کہ ہومان پہلوان نے دوڑ کر گرز رخش کے سر پر مارا رستم تو نگرا مگر ضرب کے
صدمے سے گھوڑے نے سر جھاڑا اتنی فرصت افراسیاب نے جو پائی دوسرے گھوڑے پر بیٹھ کے باگ
موڑ کھائی تہمتن ہومان پر حملہ آور ہوا اوسکا بھی حال خوف سے بطرح دگر ہوا بھاگا رستم نے
تعاقب کیا سران خروج نے جو برگشتہ اقبال دیکھا کچھ سر شتہ میں آئی سب نے چشم پوشی کی پیٹھ دکھائی ف

فرسنگ چون آتش آمد جہان	مگر زنده ماند ز تورانیان

افراسیاب نے سواروں سے کہا جلد جا کے
کیخسرو اور فرنگیس کو میرے پاس لاؤ اگر رستم کے ہاتھ کیخسرو آئے گا قصہ بڑھ جائیگا

پیران نے کہا وہ دریاے چین کے پار ہے جہان شہر کاک گنگدز ہے سنکے چپ ہو رہا پھر کچھ کہا جہان پہلوان
شادان بافتح وظفر افراسیاب کے تخت پر بیٹھا توران تحت حکومت ہوا فردوسی

تہمتن نشست از بر تخت او	نجان اندر آمد سر بخت او	ز ایوان ہمہ گنج او بار بست	بگفتند با او یکایک درست

سات برس بڑے لطف کے ساتھ توران کی سلطنت کی افراسیاب کی تلاش مین فوج ہر جا بھیجی
وہان کی حکومت فرامرز کو سونپی آپ سب مال اور گنج بیرنج ہمراہ لیکے کیکاوس کی خدمت مین آیا یہ داستان
گذشتہ مفصل بزبان لایا گیو کو بطلب کیخسرو فرنگیس دریاے چین کیطرف بھیجا جب گیو رخصت ہوگیا تو
گودرز نے خواب مین خسرو کو دیکھا اوسنے جزیرے کا نام اپنے رہنیکا مقام سب بتا دیا گودرز نے
کچھ لوگ وہ نام اور مقام بتا کے گیو کے پیچھے دوڑائے کہا جہان وہ ملے رہیں کہنا رفاقت مین رہنا
ڈھونڈھنا گیو کا کیخسرو کو پھر پانا لب چشمہ اوس شکچہ کو لیکے چلنا پیران ویسہ
کی لڑائی اور گرفتاری القصہ گیو منزل ومقام باول پرآلام طے کرتا جاتا تھا جس کسیکو پاتا کیخسرو
کا پتا نہ بتاتا تھا پھرتے پھرتے گیو تنگ ہو جاتا کہ پھر چلون غیرت مانع ہوئی جرأت نے رخصت نہ دی دل
سے کہا اگر بے نیل مرام پھر جاؤ گے رستم کو منہ کیا دکھاؤ گے ایک روز رہبری طالع بیدار اور مدد بخت
کامگار سے کچھ آدمی اوس دشت مین دوچار ہوے گیو نے پوچھا کہ اس صحراے ہولناک جنگل پر خطر
مین تم کہان جاتے ہو کدہر سے آتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ ہم پیران ویسہ کے نوکر ہین کیخسرو کو
پاس بھیجا ہے سنتے ہی دل مین شاد ہوا بند فکر سے آزاد ہوا پتا سب پوچھ لیا اپنا حال ظاہر کیا انکو
اون لوگون نے گیو کو دیو سمجھ خوف کہا یا اور ایسا ہراس آیا کہ بھاگ گئے صبح کو گیو نے کسیکو نہ پایا
پوچھتے ہوے پتے پر قدم بڑھایا اوسکی نظر لطف رب تھی دوسرے کی پروا کب تھی چلا گئی دن کے
بعد ایک چشمہ سرد وشیرین روان نظر آیا اور ایک جوان بصد فر وشان کیان نہان پایا جام مے
لالہ فام در دست نشاہ شباب سے مست گیو نے دل مین کہا الحمدللہ کہ منزل مقصود کو پہنچا لب چشمہ
جو یہ سرو روان ہے بیشک کیخسرو ذیشان ہے قریب آیا دست ادب باندھکے شرط بندگی بجالایا
عرض کی کہ اے جوان دولت صاحب صولت وشوکت بادہ نوش خلف سیاوش تمہی ہو یہان

نگاہ اول کیخسرو نے پہچانا فوراً فرمایا تو گودرز کا بیٹا گیو ہے اسکو تعجب ہوا قدم
کر لیے سلطان ویسے زمین آپکو کیونکر یقین ہوا کہ میں گیو ہون خسرو نے کہا میری مان نے نگار خانہ سیاوش
مین سب پہلوانونکی تصویرین دکھا کے نام بتائے تھے میرے باپ نے بڑی مشقت سے سبکے
نقشے کھنچوائے تھے لیکن تو نے کیونکر دریافت کیا اوسنے عرض کی حضور کے چہرے سے دبدبہ
شوکت سلطانی نمودار ہے ذکر بیانی بیان ہے مگر امیدوار ہون کہ دست راست کا بازو دیکھون فردوسی

برہنہ تن خویش بنمود شاہ	نگہ کرد گیوان نشان سیاہ
کہ میراث بود از گہ کیقباد	درستی بدان بد کیان انزاد

گیو نے زمین پر سر جھکایا شکر کا سجدہ بجا لایا اپنے گھوڑے پر سوار کر کے فرنگیس کے پاس آیا
اوسنے کہا یہان وقفہ مناسب نہین اور جو سواری کی فکر ہے تو قریب مرغزار ہے تھوڑا سا پلہ ہے وہان
افراسیاب کا گلہ ہے اوسمین بہزاد ایک گھوڑے کا نام ہے اوسپر نہ زین ہے نہ لگام ہے تند رفتار تیز گام ہے
افراسیاب نے اپنی سواری کے واسطے پالا ہے تیز اوڑنے والا ہے اوسے لا گیو وہان گیا
بہزاد بلکہ اوسکے ساتھ اور ایک فرنگیس کی خاطر لایا یہ سب باہم بے اندیشہ و غم وہانسے
گرم مثل باد تند سے تیز ایران [سمت] با دل فرحان ہوے اور وہ لوگ جو کیخسرو کے واسطے کچھ لیکے
آئے تھے سر پیٹتے خالی پھرے پیران کو خبر ہو پہنچائی کہ غضب ہوا گیو فرنگیس اور کیخسرو کو لے گیا

چو بشنید پیران غمین گشت سخت	بلرزید بر سان برگ درخت

اوسیوقت کلباد کے ہمراہ تین سے سوار جرار
بزرم خواہ روانہ کیے کہ گیو زندہ جانے اور پہچانے نپائے یہ برق و باد سے تند و تیز تعاقب کرتے جا پہنچا
یہان کسل راہ سے کیخسرو والا جاہ اور گیو سو گئے تھے آہٹ سے گیو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ حریف
آپہنچے مسلح ہو کے بہزاد پر سوار ہوا فوج سے دو چار ہوا زرہ جب دیکھا خدا کو یاد کیا فردوسی

میان سواران بر آمد چو گرد	ز گرد سواران شد لاجورد
زمانے بہ تیغ و زمانے بہ گرز	ہمی ریخت آہن ز بالائے برز

مثل شیر گرسنہ جسطرف حملہ کرکے جاتا تھا پرے کا پرا اون بزدلون کا تتر بتر ہو جاتا تھا القصہ دو چار حملے کی
بھی تاب نلائے ایک جرار سے تین سے سوار بھاگ آئے اونکو بھگا کے کیخسرو کو جگایا کشتون کا انبار دکھایا
حقیقت حال گذشتہ زبان پر لایا یہ تو با دل شاد روانہ ہوے وہ ناکام فریاد کرتے پیران ویسہ کے پاس

بد جواس نے کہا وہ دیبا پر اوسنے نفرین کی کہا ایک سوار نے تم سبکو بھگایا تو سخت بیغیرت تھا کہ زندہ میرے پاس پھر آیا وہ گیو کی تعریف کرنے لگا کہ رستم و سام سے وہ کام نہو جو اوسنے کیا پیران نے کچھ نمانا خود عازم ہوا یہان فرنگیس سفر دراز کی متحمل نتھی منزل بمنزل راہ طے کرتی تھی پیران غیظ مین سو سو کوس بلغار کرتا آتا تھا ٹھہرنیکی تاب نہ لاتا تھا قضائے کار جس روز وہ آپہونچا خسرو بھی اور گیو سوتا تھا فرنگیس کی آنکھ جو کھلی فوج کی آمد معلوم ہوئی اور پرچم علم پیران کا دور سے نظر آیا اوسنے دونون کو نیند سے جگایا کہا دشمن قریب آیا کیخسرو نے کہا ابکی بار مین لڑونگا انکو پست پا کرونگا گیو نے عرض کیا کہ تو سلطان باعز و وقار ہے اقبال تیرا مدد کو کافی ہے لڑنیکو یہ جان نثار تیار رہے فردوسی

جہاندار بیروز یار من ست	سر اختر اندر کنار من ست

یہ کہکے مقابلہ کیا پیران نے کہا تو نے تنہا میری فوج کو بھگایا خبردار اب مین آیا دیکھ کیا بلا تیرے سر پر لاتا ہون جو دن تمام عمر نہ دیکھا ہوگا وہ دن دکھاتا ہون شعر

اگر کوہ آہن بود یک سوار	برآیند چون مور گردش ہزار
کنند آن تنہ در بر جا یک چاک	بخواری و زاری کشیدہ بخاک

گیو نے جواب دیا ہزار بکریون کو ایک شیر کفایت کرتا ہے بہادرونکی کون حمایت کرتا ہے اتنا کیون گھبراتا ہے جو اون لوگون نے دیکھا وہی تیرے سامنے آتا ہے فردوسی

اگر زندہ ماند کسی زین سپاہ	ز من نام مردی نبینی مخواہ

ایک حملہ مین یہ غول تو فرار ہوگا تو زندہ میرے ہاتھ گرفتار ہوگا اور ابھی تیرا افراسیاب سے خون سیاوش کا انتقام لینا ہی مملکت توران کو تاراج کردینا ہے فردوسی

کنم مملکت ابچو دریای آب	نہ توران بماند نہ افراسیاب

اور اس کہکے حملے سے پیران ویسہ کو للکارا کہ

چو پیران ز گیو این سخنہا شنید	دلش گشت پر بیم و دم در کشید
بلرزید بر سان چو لرزندہ بید	ہم از جان شیرین بشد نا امید

اور اسطرح کا خوف و ہراس دل مین آیا کہ گھبرا کے گیو سے کہا جا بخشے اور کیخسرو سے ہاتھ اوٹھا یا گیو نے جواب دیا کہ اب مین منہ نہ موڑونگا تجھے زندہ نہ چھوڑونگا پیران ناچار ہوا جان بچانے کو فرار ہوا فردوسی

گریزان چو شیر پہلوان بلند	ز فتراک بگشاد پیچان کمند

کمند کے حلقے گیو کے ہاتھ سے جو کھلے پیران ویسہ کی حلق اور گردن مین بند ہوے باعث صد گزند ہوئے فوج نے حملہ کیا چاہا کہ پیران ہو کمند گردن سے جدا ہو یکبار سب نے نیزے اور تیر لگائے گیو کے جوشن پر کارگر نہ آئے کشان

کشان اوس نجیان کو خسرو کے روبرو لایا مگر پیران جیجین بند تھا
حملہ کیا کوئی مقابلے کی تاب نلایا جیسے بھیڑین بھیڑ یئے سے بھاگتی ہین آ ل کیا پھر وہان سے
گیو نامور مع الخیر بافتح وظفر کیخسرو کے روبرو حاضر ہوا کہا ابتک اسکو زندہ کیون کہا فرنے تیس ہزار ترک
برزبان لائی پیران کی حمایت کی شفاعت کی خسرو کے پالنے نے جان بچالی گیونے کہا مین دیسے
کہائی ہے کہ اس مشرک کے خون سے مین لالہ گون کرونگا اس حرامزادیکو حلال کرکے تیغ خون کا
اسکے لہو سے لال کرکے کاؤس کو دکھاؤنگا زاغ وزغن کو بوٹیان اسکی کھلاؤنگا کیخسرو نے فرمایا اسکے
کان چھید کے خاک کو رنگ دے تیرا کام ہوجائیگا اسکی جان جیج جائیگی میرا نام ہوجائے گا القصہ
حسب ارشاد کیخسرو الانزاد گیو عمل مین لایا کان چھید کے چھوڑ دیا وہ دریدہ گوش باختہ ہوش افراسیاب
کے سامنے گیا حال مفصل عرض کیا اوسنے طیش کھاکے فرمان گرفتاری بابجا تحریر فرمائے اور جیحون
سے گذر بانونکو تاکید اکید تحریر کی کہ کشتی اونکے ہاتھ نہ آئے تا مانع عبور سد راہ دریا کی طغیانی ہو یا نہ ورق
حیات تلاطم امواج بیجد ارین طوفانی ہو پھر آپ یلغار فوج ساتھ لیکے روانہ ہوا یہان کیخسرو با اقبال روز
افزون کنارہ جیحون آپہونچا ملاحون نے خوف افراسیاب سے نا وندی بہت گفتگو رہی اوسوقت گیو نے
کہا کہ وہ فریدون کو دجلہ بغداد سے بے زورق و کشتی خرم و شاد لے گیا آپکو بھی اونکی پیروی درکار ہے
جو فضل خدا یار ہے تو یہ بیڑا ابھی پار ہے یہ کلمے سنکے خسرو نے دریا مین گھوڑا ڈالا فرنگیس اور گیو
دونون ہمراہ ہوئے بچشم زدن حافظ حقیقی نے صحیح وسالم اوس بحر زخار سے پار نکالا گذربان ششدر و
حیران تھے کہ یہ جن تھے یا انسان تھے لیسے بہ گرداب تلاطم آب سے کس طرح پار پہونچے قضا را
افراسیاب بھی اوسی وقت وارد ہوا کیخسرو کو دریا کے پار پایا خجالت سے ہمہ تن آب ہوا کلیجا جلکر
کباب ہوا نا دم خفیف توران کو پھرا گیو کیخسرو کو لیکے ایران مین داخل ہوا مطلب حاصل ہوا کاؤس کو
خبر ہوئی سران سپاہ امیر وزیر خیرخواہ استقبال کو آئے شہر آراستہ ہوا ہاتھون ہاتھ کاؤس کے روبرو
لائے جسدم کیخسرو نظر آیا کاؤس کا دل بھر آیا تخت سے اوٹھا گلے سے لگایا دیر تک پیار کیا
بذرہ جواہر نثار کیا دوسرا تخت برابر بچھوا کے خسرو کو بٹھایا دست دعا بدرگاہ جل و علا اوٹھایا

بدخواہان نے کہا وہ دیباہے بیتر اوس نے دولت ہواخواہان سلطنت تھے حلقہ اطاعت کیخسرو مین دست میرے پاس آیا وہ

کہ بستند گردان ایران کمر	جز از طوس نوذر کہ پیچید سر

دوسرے روز گودرز نے کچھ تماشا خود اپنے گھر مین آراستہ کرکے تمام نامدارونکو سپاہ سالارونکو طلب کیا نذر دلوائی مگر طوس آیا بھو سوکہ نوذر کا بیٹا تھا وہ اوسکا شریک ہوا اس صحبت سے منہ چھپایا گودرز اوسکے مکان پر گیا باہم ونگا گفتگو ہولی سے

بدو گفت طوس ای ابل شور بخت	چہ گوئی سخنہای بیمغز سخت
بدین اصفہان تجا ہنگری	نہ خسرو نژادی نہ والا سری

آجتک ایسا مقدمہ کہین ہوا ہے بیٹے کے جیتے پوتے تجویب الارث کو تخت کسی نے دیا ہے کاوس نے جواب دیا کہ میرے روبرو دونون یکسان ہین مین اسکا فیصلہ کردونگا تم باہم نزاع لفظی دور کرو غرض دونونکو اپنے سامنے بلا کے کہا کہ بہمن دژ دیو کا مکان ہے وہی جاے امتحان ہے جو اوسکو فتح کرے وہی سلطنت لے اس بات سے طوس اور فریبرز دونون راضی ہوئے پیش قدمی کی کاوس نے فوج ہمراہ کرکے رخصت کیا سردار لشکر طوس ہوا جسدم راہ طے کرکے قلعے کے قریب پہونچے دشت کرہ آہنگران نظر آیا جسطرف نگاہ گئی شعلہ آتشین وہان نظر آیا تمام فوج کا زہرہ آب ہوا اگر جانور نے پر مارا فورًا کباب ہوا جنگل مین بجای خار انگارونکا انبار معلوم ہوتا تھا زمین سے آگ اوبلتی تھی آسمان شرربار ہوتا تھا درخت لنڈ منڈ تھے برگ و بار کا ذکر کیا سوکھے ڈنڈ تھے بجز مرغ آتشخوار دوسرے جانور کا گذار تھا سمندر کے سوا کسی کو اوس صحرا مین قرار تھا چرند پرند یکسر جلتے تھے سرطان فلک کے پر جلتے تھے کبھی جو وہ دشت پرغبار ہوتا تو سارا زمانہ دھوان دھار ہوتا چشمے دریا نکے کھولتے تھے حباب کے بدلے چھالے تھے ہرن تو کیا جنگلے ہاتھی نکے کالے تھے ایسی گرمی یا بنگی نہ سنی تھی جو جھلی دیکھی سنی تھی القصہ ایک ہفتہ اوس صحرا مین باول کباب رہا ایک بچورد خواب تھا آٹھوین دن کوچ ہوا خائف و خاسر فریبرز اور طوس فتح سے مایوس کاوس کے روبرو آئے اوسنے کیخسرو کو مع گیو و گودرز با سپاہ جرار آزمودہ کار روانہ کیا جسدم شاہزادہ با اقبال بفر و شوکت کمال راہی ہوا نصرت و ظفر زیر علم فیروزی پیکر جوان ہر ایک اژدر در برابر القصہ وہ صحرای آتشناک نظر آیا اوسی جا مقام ہوا سفر تمام ہوا دم سحر شاہزادہ والا گہر اسمای الٰہی جو خواب مین کسی بزرگ نے بتائے تھے

تو نے کیخسرو کی نافرمانی کی کچھ نہ خیال کیا فرود کو بے سبب خنجر بیداد سے حلال کیا پھر وہان سے
کوچ کیا اور لڑائیان ہوئین دو چار قلعے کی صفائیان ہوئین اسی عرصے مین افراسیاب نے تیس ہزار ترک
سے نژادہ پہلوان کو بھیجا بیژن سے کہ ہاتھ سے وہ تو زخمی ہوکے بھاگا فوج کا پتا نکلا اور پیران ویسہ
بھی چالیس ہزار سوار شیر اوژن خنجر گذار لیکے آپہونچا بسکہ ضرب دست گیو کی ہیبت اوسکے دل مین تھی دنکو
لڑنیکی تاب نلایا شبخون آیا خون کا دریا بہا یا بہت ایرانی قتل ہوے طوس نہایت سے مایوس
فریبرز کے پاس پہونچا ادھر دربار کیخسرو کا فرمان آیا کہ طوس نے نافرمانی کی فرود کی خونفشانی کی اوسکو
پابزنجیر اسیر کرکے ہمارے پاس بھیجو تم لڑائی مین سرگرم رہو طوس کو فریبرز نے خسرو کے پاس روانہ کیا
آپ پیران سے لڑا جنگ عظیم ہوئی پرے کے پرے جوانون سے نامی پہلوانون سے خالی
ہوگئے دشت و ہامون یکسر کشتون سے بھر گئے ہر ایک حق نمک سے ادا ہوکے نام روشن
کرگیا گودرز کے ساتھ آٹھ نفر زندہ بچے ستر عزیز واقربا قتل ہوئے اور ترکون سے نعش ہاے دار خونخوار
پر خاک و خون مین غلطان ہوا سارا جنگل لہولہان ہوا فریبرز ناچار ہوا وہان سے فرار ہوا کیخسرو کے
روبرو آیا اوسکو بصد اندوہ وملال صف ماتم برپا یاتھا

ہمی بود گریان و خستہ جگر … ز خون او در زمین پدر

کچھ دنونکے بعد رستم نے طوس کی شجاعت کی قید سے چھڑایا گودرز کے ساتھ پھر لڑنے کو بھیجا وہان
پیران ویسہ کو ایک ساحر ملگیا اوس نے کیا کہ فوج پر برف برسائی سیہ گرم بازاری آتش کا زور اوس
نامور نے پہلوانون کو ٹھنڈا کیا فردوسی

بکشتند چندان ز ایران سپاہ … کہ دریای خون شد ہمہ رزمگاہ

آخرکار رہام گودرز نے اوس ساحر کو اسیر کرکے قتل شمشیر کیا مگر لشکر وہان رہنے کی تاب لایا ہشتم ہماون
کوہ پر آیا پیران ویسہ نے مع گروہ لشکر محاصرہ کیا تھا لشکر شکن مذکور برف و باران فوج کا حال پریشان
سنکے مدد کو آیا اور پیران ویسہ نے بھی افراسیاب سے کمک طلب کی تھی اوس نے کاموس اور اشکبوس
کہ دونون پہلوان خونخوار اژدر و خنجر گذار بڑے نامدار تھے اونسے کہا کہ تم چین کی راہ سے
خاقان کو ہمراہ لیکے جلد جاؤ لڑائی فتح کرو اتفاقات زمانہ جس دن رستم کا وہان داخلہ ہوا خاقان
چین بھی پہلوانون کے ساتھ آپہونچا پیران ویسہ رستم کی تعریف خاقان سے کرنے لگا فردوسی

بدو گفتند کاموس کای پرخرد | دولت یکسر اندیشہ بد برد
تن رستم از آہن و روی نیست | بہ پیش سنان آب جوی نیست
دل پہلوانان ازان سخن شاد شد | ز اندیشہ رستم آزاد شد

تو رستم چہ رانی تو یکسر سخن | یکے کش نبید او را سر تدین
من او را چہ یابم بہنگام رزم | ہمہ رزم اندر اشمارم چو بزم

القصہ جس وقت ترک خنجر گذار یکہ سوار بعزم رزم آراستہ و سیار سمند سبز فام پر نمودار ہوا دونوں صفیں آراستہ ہوئیں فوج توران سے اشکبوس پہلوان سر میدان نکلے مبارز طلب ہوا رہام گرد ایرانیوں سے نکلا اشکبوس نے گرز لگایا یہ سپر پناہ سر لایا مگر ڈھال کا عجب حال ہوا پرزے پرزے ہو کے اوڑ گئی پھول بھی نظر نہ آیا مغز جو پریشان ہوا رہام معرکے سے گریزان ہوا اشکبوس نے عزم بازگشت کیا تھا کہ جہان پہلوان للکارا قضا کی صدا آئی کہ وہ مارا فردوسی

تہمتن بکینش خود آورد چنگ | از زین بر کشید یکے تیر خدنگ
چو سوفار آمد بہنای گوش | ز خرم گوزنان بر آمد خروش
چو بوسید پیکان سر انگشت او | گذر کرد از مہرۂ پشت او
چو بستن بران سینہ پیکان براند | فلک آنجا گلہا ثریا فشاند

بمالید چاچی کمان را بدست | بچرم گوزن اندر آورد شست
بزد بر بر و سینہ اشکبوس | سپہر آن زمان دادو دادو بوس
قضا گفت گیر و قدر گفت دہ | فلک گفت احسن ملک گفت زہ
ہم اندر زمان پہلوان جان بداد | تو گفتی کہ ہرگز زمادر نزاد

لوگ اوسکی لاش بصد تلاش خاقان چین کے روبرو لائے دیکھا کہ تیر جوشن کو توڑ کے پار غرق بخون سینے کے پار تھے زخم کی جگہ غار تھے تمام فوج کے دلمیں اوس ضربت کے خوف سے ہراس چھایا کوئی مقابلے کو سپر نہ آیا لڑائی موقوف رہی صبح کی ٹھہری دوسرے دن خاقان نے کہا کوئی ایسا ہے کہ جرات کرے اشکبوس کا بدلہ رستم سے لے کاموس سوبرو ہوا تہمتن بچشم زدن مثل صید لاغر باندھے کے زیست کا اوسکا قصہ پاک کیا تہ شمشیر لا کے زیر خاک کیا

بیان رزم خاقان چین اور گرفتاری اوسکی بصد ذلت و خواری پھر پولادوند کا آنا اور معرکے سے بھاگ جانا

کنون رزم خاقان چین آورم | روان از ابر دانش یقین آورم

جب کاموس کشی مارا گیا پیران ویسہ نے خاقان سے کہا مصلحت یہ ہے کہ افراسیاب کے پاس میں جاؤں اوسکو یہاں لاؤں خاقان نے جواب دیا ف

من او را اگر کاموس شد ہلاک | ہم کمند اندر آرم بخاک

اور چنگش ایک پہلوان خاقان کا تھا بارہا سر میدان اوسکا امتحان ہو چکا تھا وہ نکلا یہ دو مقابلہ عجیب معاملہ ہوا کہ جہان پہلوان کے نعرے سے ایسا

قوت آیا کہ جیسے لڑے بھڑے بھاگا ٹھہرنے کی تاب نہ لایا پیلتن نے بسرعت تمام تر اوسکے
گھوڑے کی دم پکڑکے جھٹکا دیا وہ پشت زین سے پرچھے زمین پر آیا اوسی دم حلال کیا جسم اوسکا گھوڑے
کے سم سے پامال کیا پھر تو یہ حال ہوا سب فوج درہم و برہم رعب سے ہوگئی بہت بیحال ہوا ہر چند
مبارز طلب کیا کسی کا حوصلہ نہ پڑا اگر ہومان بیدکی صورت لرزان سامنے آیا کہا افسوس سہراب نے
وصیت آپنے بھلائی تورانیوں کی جان پر ناحق بلا آئی رستم نے جواب دیا کہ سہراب سے زیادہ میرے
نزدیک سیاوش شاہزادہ تھا جو تم لوگ اوسکو بیگناہ قتل نکرتے تو میرے ہاتھ تمہارے لہو میں نہ بھرتے
ہومان بولا وہ ترکیب بتائیے کہ جس سے ہماری تقصیر معاف ہو آپکی طبیعت افراسیاب سے صاف ہو
تہمتن نے کہا پیران ویسہ کو میرے روبرو بلا لاوہ جو میرا کہنا عمل میں لائے تو تم لوگوں کی جان بچ جائے
اوسنے پیران ویسہ سے یہ حال بیان کیا مجبور با دل پر اندیشہ و بیم بحال سقیم پیران ویسہ رستم کے
سامنے آیا دور سے پکارا کہ میں نے فرنگیس اور کیخسرو کی دلسے خدمتگزاری کی ہے اور آپکو معلوم
ہوگا کہ جب میں نے اونکی جان افراسیاب کے ہاتھ سے بچائی تو کیکاوس کو دیکھنا نصیب ہوا ایران جانیکی
نوبت آئی رستم نے کہا درست ہے مگر بانی ہنگامہ فساد خانہ برباد تو ہی ہے بیگناہ تیری کمندائی ہے کہ ہزارہا
بندۂ خدا کی زورق حیات طوفانی ہوئی قتل عام کی نوبت آئی ہے پیران ویسہ نے کہا گزشتہ را صلوات
اب تیری اطاعت سے قدم باہر نرکھونگا جو کہے گا وہی کرونگا بشرطیکہ صلح کر قتل و خونریزی سے
درگذر رستم نے کہا اگر افراسیاب گرد کو اور گرسیوز بانی فتور کو میرے حوالے کرے اور پیشکش مناسب
حال بہت ساز و مال بھیجے تا اوسکو کیخسرو کے روبرو لیجاؤں تشفیب فراز سمجھا اون صلح پر راضی ہو
فراموش حال ماضی ہو اور تو جانتا ہے کہ مجھکو صلح کی پروا نہیں لڑنے سے ابھی جی بھرا نہیں اس نظر سے
کہتا ہوں کہ تونے کیخسرو کی یاری خدمتگزاری کی ہے چاہتا ہوں کہ تیرے تن سے سر اوتارا نجائے
میرے ہاتھ سے تو مارا نجائے پیران نے یہ ماجرا خاقان چین سے کہا وہ بہت برہم ہوا پھر اپنے پہلوانوں کو
و سپہ نامدار جو انونکو طلب کیا جس سے رستم کے مقابلے کا مذکور آیا اوسکے جسم میں رعشہ پڑا
سر جھکایا لیکن شنگل نے کہا میں جاتا ہوں پیلتن کا سر لاتا ہوں خاقان تو شاد ہوا ایرانی نشیب سے

نامراد ہوا القصہ شنگل سرو جنگل نکلا مقابلہ کیا رستم نے عجیب معاملہ کیا نیزے کی نوک پر اوٹھا کر تمام فوجکو دکھا کر زمین پر ٹپک دیا اور چاہا کہ اوس خیرہ سر کے تن و سر مین تفرقہ ڈالے روح اوسکے جسم سے نکالے چار طرف سے فوج گھر آئی اوسنے بھاگنے کی فرصت پائی رستم تو اونسے لڑنے لگا شنگل بدحواس خاقان کے پاس پہونچا فردوسی

چنین گفت شنگل کہ این مرد کیست
کہ گیتی کس از اہرمن اور دو نیست
اگر زان خسار بر زمین
بلرزند چو پیل است بر پشت کوہ
سر رفت تا پیش خاقان چین
مگر رزم سازند جملہ گروہ

الغرض تمام فوج نے یکبار رستم پر حملہ کیا تہمتن کا یہ رنگ تھا کہ مثل شیر گرسنہ جس غول پر جاتا تھا لاشون کا ڈھیر نظر آتا تھا زخمی فرار ہوتے تھے جو اٹکتے تھے فی النار ہوتے تھے اور تہمتن زبردست مثل شیر غران کف در دہان مستانہ وار قتل عام کرتا خاقان چین کے برابر پہونچا اوسوقت اوسنے صلح کا سوال کیا رستم نے جواب دیا کہ سر پر جو تیرے تاج اقتدار اور یہ تخت ہے مجکو دے تو اپنی راہ لے اس کلمے سے خاقان کو طیش آیا مسلح ہو کے سفید ہاتھی سواری کو منگایا جنگ کا سامان فراہم کیا پھر فوجکو حکم دیا کہ رستم پر باران تیر ہو کئی ہزار تیر ایکبار جو چھوڑا ملبتر کا جسم تنچ گیا مگر رستم کا وہ نامدار تیرونکی کثرت سے پردار ہو گیا اور چلا ہاتھی کے قریب آ کے کمند مین خاقان کی گردن بند کر کے جھٹکا جو دیا پشت فیل سے بر سر زمین خاقان چین آیا فردوسی

چو بر دست رستم رہا شد کمند
پیادہ چو شیر اندر آن کوہ شد
یکے را ز بر پیل قارون کنی
سر شہریار اندر آمد بہ بند
نہ پیل و نہ تاج و طوق و نہ جہد
دگر را بناخن جگر خون کنی
ببستند بازوی خاقان چین
بگرد از رہ شاہی فرو
نہ آن چہرہ شنا یفت کین
ز پیل اندر آمد دو زو بر زمین
دگر را بدریا بماہی دہے
کہ ایران تولی ز جہان آفرین

چین کی فوج جا بجا چین بچین بھاگی جو کچھ مال اسباب لوٹ مین ہاتھ آیا فریبرز کے ہمراہ کیخسرو کی خدمت میں روانہ کیا خود با فتح و ظفر فوج اور لشکر کو لیکر افراسیاب کی فکر مین چلا ایران رسیدہ جو بھاگا رستم سے پہلے پہونچا شکست کا حال خاقان کا آل پہلوان کا قتل ہونا دلاورونکا جان کھونا تفصیل وار بیان کیا افراسیاب یہ قصہ سنکے بیتاب ہوا اوسکے تدبیر سوچی کہ پولادوند ایک بادشاہ پر شوکت جا بجا اوس سے مدد چاہی فوج اوسکی بعزم جنگ رستم کیطرف روانہ ہوئی ملک الموت کو آگاہی ہوئی القصہ

مقابلہ ہوا اور پولاد میدان میں نکلا پکارا کہ جو زیست سے بیزار ہو موت کا طلبگار ہو میرے روبرو آئے
بہادروں کی ضرب کا ذائقہ چکھ جائے یہ صدا سنکے گیو جنگجو و بیدہ ہوا پولاد نے حلقہ کمند میں فوراً بند کیا
رہام اور بیژن تاب نلاکے مدد کو آئے دونوں نے کمندوں میں پولاد کو پھینسایا اور چاہا کہ خانہ زین سے بر زمین
نگونسار کریں تلوار کا وار کریں ادھر سے انہوں نے کمند کھینچی ادھر پولاد نے زور کیا کمند کو ٹکڑے
فی الفور کیا ہمدم کمند ٹوٹی گردن اوسکی چھوٹی تھے سنبھلنے نپائے تھے کہ اوسنے بجالا کی ایک وار میں دونوں کو
زخمی کیا تمام جسم لہو سے گلنار ہوا گودرز یہ حال دیکھکے مضطرب و بیقرار رستم سے بدلے کا امیدوار ہوا
جہان پہلوان نے رخش کو ٹھکرایا بہر خشمناک کیطرح پولاد کے سر پر آیا اور کمند رہا کی پولاد نے
گردن چرائی پھر گرز گروہ شگاف تہمتن کے سر پر مارا کہ بیچا ہلگیا دلاوروں کا دل وہلگیا زخم جو کاری ہوا
دریائے خون سر سے جاری ہوا فردوسی

تہمتن چنان شد کہ مغز سرش	ز دو گوش آمد برون جو ابر سرش

رستم نے حملے کا جواب ندیا پولاد نے بجستی تمام تیغ آبدار شیر پر مار لگائی جوشن کے باعث کارگر نہوئی
تہمتن کے جسم کو خبر نہوئی اوسوقت پولادوند کو حیرت ہوئی دل سے کہا کہ میرے گرز کی ضرب
پہاڑ کو سرمہ سا کرتی ہے اور تلوار سر و تن جدا کرتی ہے سخت عجب ہے کہ یہ جوان خانہ زین سے بزمین
نہ آیا میری ضرب خاطر میں نہ لایا اب کشتی کے سوا چارا نہیں ہے اسکے گذارا نہیں رستم سے کشتی کا
سوال کیا اوسنے قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا پولاد سے کہا افراسیاب کو بلا و مجھسے وعدہ کرے
دوسرا تیری مدد کو نہ پہونچے پولاد نے اوسکو بلایا اتنے عرصے میں رستم کے ہوش و حواس
درست ہوئے سینے میں دم سمایا افراسیاب سے عہد مستحکم ہوا کہ ہم دونوں کو اختیار ہے تیسرا کیا
دخل بیکار ہے الغرض وہ نرہ شیر تا دیر سرگرم گیر و دار رہے پسینے کے نالے بہے آخرکار رستم
نامدار نے کمر بند میں ہاتھ ڈالکے سر سے بلند کیا سنگو کھا کے زمین پر ٹپکدیا پولاد نے ڈر کے
مارے دم چرایا سانس سینے سے باہر نلایا تہمتن سمجھا یہ مر گیا دار فنا سے گذر گیا یہ تو رخش کیطرف
چلا پولاد میدان خالی دیکھکے بھاگا افتان و خیزان افراسیاب کے پاس گیا بدن چور چہرہ رنگ غیرت سے
دل خانہ زنبور کہنے لگا فقط توالی تھی مگر حکمت عملی سے جان بچائی اور بے رخصت و اجازت

ہزار روسپاہی اپنے ملک راہی ہوا افراسیاب بھی نہ ٹھہر سکا با دل غمگین عازم چین ہوا خالی میدان
مین لاشون کا انبار تھا خون کی کثرت سے جو چشمہ بہتا اوس صحرا مین گلنار رہتا جہان پہلوان نے
بفتح و فیروزی افراسیاب کا ملک و زر مال پہلوانون پر تقسیم کیا اور تحائف گرانبہا اپنے ہمراہ لیکے
کیخسرو کی خدمت مین چلا گیو رہام بیژن تہمتن زخمی تھے یہ توران مین ہے رستم بصد جاہ و حشم ایران
مین داخل ہوا خسرو نے وہ سب مال و زر اسباب جو لوٹ مین ہاتہ آیا تھا تہمتن کو عنایت کیا اور اپنے
پاس سے خلعت گران بہا زر و جواہر بہت سا دیا لڑائی اکوان دیو کی رستم کا اوسکا اوٹھا لیجانا
دریا مین پھینک دینا ایک روز بہجت افروز کیخسرو نے جشن پادشاہانہ جلسہ ملوکانہ کیا اور بزم طرب
آراستہ کرکے عیش و نشاط مین مشغول ہوا سب سران سپاہ یلان خیر خواہ خنجر گذاران دشت نبرد فرد فرد اپنے اپنے
قرینے سے حاضر تھے مطربان خوش صدا مہوشان جادو ادا رقص و سرود مین سرگرم تھے نائے و نوش کا
ہنگامہ تا فلک جاتا تھا ہر طرف پرستان کا عالم نظر آتا تھا یکایک گلہ خاص کا نگہبان بحال پریشان فریاد کنان
حاضر ہوا عرض کی کہ ایک گورخر پیدا ہوا ہے بہت سے گھوڑے اوسنے درگور کیے ہلاک کیے
زیر خاک کیے شاہ والا جاہ نے فرمایا گور کی طاقت گھوڑے سے زیادہ نہین ہوتی یہ امر عقل
کے خلاف ہے اسمین پیچ صاف ہے اوس صحبت مین چند سن رسیدہ بزرگ زمانہ دیدہ موجود تھے
عرض پیرا ہوے کہ مدت سے سنتے آئے ہین اوس دشت مین ایک چشمہ خوشگوار ہے گرد مرغزار ہے
وہان دیو خونخوار سرگرم آزار رہتا ہے جسکا اودھر گذار ہوتا ہے کچھ نکچھ صدمہ سہتا ہے اکوان دیو اوسکا نام ہے
قتل و آزار اوسکا کام ہے وہی گورخر کی صورت بنکر آتا ہوگا گھوڑونکو کھاتا ہوگا سلطان نامدار گردون وقار
نے جہان پہلوان سے مخاطب ہوکے فرمایا گو دیو کو مارنا مشکل ہے لیکن تمکو یہ مقدمہ حاصل ہے تکلیف
فرماؤ ہے غفلت مین فتور ہے تہمتن آداب بجا لایا اوس دشت مین بے خوف و خطر آیا دفعتہً وہی گور نظر پڑا
جہان پہلوان سے نکندر ہا کی وہ غائب ہوگیا کمند خالی گئی ایک دم کے بعد پھر پیدا ہوا رستم تلوار کھینچکر
دوڑا قریب جو آیا میدان خالی پایا تین روز اوسی طور سے دانہ و آب تہمتن و اد و دشت مین خراب
رہا کسیجا اوسنے سامنا نکیا چوتھے دن نیند کا غلبہ ہوا رخش کو چراگاہ مین چھوڑا رستم کمر

کہا کے سنو رہا دیو نے غافل جیا یا وہ زمین کا قطعہ اوٹھا کے آسمان پر سہو نچا ف زمین گرد بہر یو بردا شتش

ز ہاموں بگردون بر افراشتش — سوی ژرف بحر کجا به خویشتن — چنین گفت اکنون کہ ای پیلتن — بکیے آرزو کن کہ تا از سور

کجات افگنم تا گردی ہا — شو آب یا اندر از منت یا بکوه — کجا خواہی افتاد دور از گروه — رستم نے دلمین خیال کیا

کہ اس فرشتے کا کام برعکس ہوتا ہے اگر دریا کا نام لونگا پہاڑ پر گرا ئیگا جو کوہ کا ذکر ون دریا مین ڈبائی گا تردد

کا مقام ہے اگر پتھر پر اسنے پٹکا تو استخوان پارہ پارہ کا پتا نملیگا جو دریا مین پھینکدیا تو پہلے کنارہ ہاتہ آئیگا

یہ سوچکے کہا پہاڑ کی تمنا ہے اوسنے فورا بحر زخار دریاے ناپیدا کنار مین فی الدریا بی دالنست مین آفت کو

ٹال دیا پہلے تو گرتے ہی غوطہ کھایا پھر پانی اوبھار کے اوپر لایا رستم فن شنا سے آشنا تہا تیر نے

لگا جانوران آبی اپنی خوراک سمجہ کے دوڑے تہمتن نے حافظ حقیقی کو یاد کیا اونکے لہو سے سر خود

خنجر فولاد کیا اتنے نہنگ اور گھڑیال مارے کہ دریا خونچکان ہوا ہر ایک بچہ و قطرہ لہولہان تہا بعد گرد

کنارہ نظر آیا زندہ و سالم باہر نکلا سجدہ یزدان ادا کیا لباس سکہایا اور اوسیطرف ہوا کئی دن کے بعد وہ

دشت دیکہا رخش کو وہین پایا زین باندہ کے سوار ہوا سامنے سے گھوڑون کا غول نمودار ہوا گھوڑے

جو نایاب دیکہے دل مین آیا لیجانے کے پیچہے شہ افراسیاب کے تہے نگہبان چراگاہ تہے سد راہ

ہوئے اونکو سمجہایا کہ ملازم افراسیاب ہین گھوڑون کے واسطے بے تاب ہین فردوسی

بغرید چون شیر و برگفت نام	کہ من رستم پور دستان سام	یہ کہکے تلوار جو کہینچی بجلی سی چمک گئی سب کی آنکھ جہپک

گئی دو چار جانسے گئے باقی چل نکلے وہانکے حاکم سے یہ حال کہا کہ رستم یکہ و تنہا گھوڑون کا

غول لے چلا وہ چار فیل اپنے کیفیل بنا کے آیا جس دم سامنا ہوا چالیس نامدار تہمتن شمشیر آبدار ہوئے پہدار

پیٹہ دکہا کے فرار ہوئے وہ چارون ہاتہی اور گہوڑے راہ چلتے ملگئے سبکو لیکے کیخسرو کی حضور مین

حاضر ہوا ماجراے گذشتہ حرف بحرف سنایا گہوڑے ہاتہیونکی نذر دی آپ پہر اوسی چشمے کیطرف راہ لی

جب وہان پہونچا دیو کو حضرت سلیمان کی قسم دی کہ جرأت ہے تو زود بد و ہمہم تم ادہر لوگ تماشا

دیکہین سو کیا نامردون کی طرح چہپکے دغا کر نا اکوان کو طیش آیا سامنے ہوا تہمتن نے چالاکی

سے کمند مین پہنسا کے جہٹکا دیا دیو نے منہ کی کہائی چہٹی کا دودہ کی لذت یاد آئی سنبہلنے نپایا تہا

کہ گرز کوہ شکن لگایا تڑاقے کی آواز آئی کھوپری ثابت کسی نے نپائی بھیجا کو سون جانورونکو کھانیکو بھیجا
ایک ضرب مین وہ بیدین اسفل السافلین کو پہونچا پھر خنجر آبدار سے خنجر اوس بدشعار کا کاٹا اور فتراک سے
باندہ کے کیخسرو کی نذر کو لایا شہریار والا تبار قدردان بہت خوش ہوا گلے سے لگایا خلعت فاخرہ
سے ممتاز کر کے زر و جواہر نثار کیا اور زیادہ اقتدار کیا چند سے بموجب فرمان شاہ
ایران مین جشن برپا رہا صدائے عیش و طرب تا گوش زہرہ و مشتری بلند رہی محبت دلپسند رہی جب رخصت
ملی جہان پہلوان نے وطن کی رخصت حاصل کی مع الخیر سیستان مین پہونچا بیان گرفتاری
بیژن منیژہ کا عاشق ہوکے اوٹھالانا پھر اوسکی گرفتاری پھر تہمتن کی آمد
اور رہائی اوسکی اور اسباب ذلت و خواری افراسیاب کے فردوسی

کنون بشنو از بیژن جنگجوی | که از گرگ آن مرز با نام و آبروی
ازو در کتابی نوشتند ابتدا | که با او چه کرد اسپ بدسگال و گردیسیت

ایک روز کیخسرو نامدار سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھا ارکان دولت وزیر امیر پہلوان سپہ سالار نامی جوان
سب حاضر تھے کچھ لوگ بادل ناشاد فریاد کرتے حاضر ہوئے سر حلقہ انکا بعد آستان بوسی دست بستہ
عرض پیرا ہوا کہ ہم لوگ ملک سے ستائے ہوئے دور سے آئے ہین تھوڑے دنونسے بہت سے گراز
ہماری سرزمین مین جاگزین ہوئے ہین باغ سب ویران کیے زراعت کھاگئے کھیت میدان کیے
بادشاہ نے نامداران جرار آزمودہ کار کیطرف دیکھا کہ بیژن ہاتھ باندہ کے اوٹھا عرض کی خانہ زاد کو
ارشاد ہو گیو نے کہا اسکا یہ خیال ہے یہ خردسال ہے وہان مرد جہاندیدہ مشقت کشیدہ چاہیے بیژن نے یہ
کلمہ زبان پر لایا فردوسی | جوانم ولیکن بہ اندیشہ پیر | تو ای شاہ این کار بامن گذیر
کیخسرو راضی ہوا اور ایک پہلوان کہ نام اوسکا گرگین تھا مرد سال خوردہ دور بین تھا اوسکو بھی بیژن کے ساتھ کیا نشیب و فراز سمجھایا
جب بیژن اوس دشت مین پہونچا جسطرف منہ اوٹھایا ہر گراز مین کئی کئی گرازونکو خاک مین ملایا بہت
قتل کیے جو بچے وہ بھاگ گئے نام و نشان نرہا دشت صاف ہو گیا بیژن اس کام سے فرصت
کرکے سیر و شکار مین مشغول ہوا دنکو صید و شکار رات کو شراب گلنار خوش گذرتی تھی ایکدن
گرگین نے کہا مین نے سنا ہے کہ یہانسے قریب ایک دشت ہے کہ ہر طرف اوسکے سبزہ زار ہے باغ

سے زیادہ بہار ہے چشمہاے سرد وشیرین ابلتے ہین جانوران آبی قاز قرقری بلا مرغابی پران ہین
کہین خیل کا سے پاڑہے ہرن پھرتے ہین پھولونکی مہک سے مست ہو ہو کے گرتے ہین کہین کبک و
دراج ہر پل ہین چکور رہین کسیطرف جو درخت لہلہے ہین وہان بلبلونکے چہچہے ہین کسی جا پیپہا ہی عز زمین
سبز مخمل کا فرش فراش صبا نے کوسونتک بچھایا ہے جوش بہار نے عجیب عجیب غنچہ وگل کھلایا ہے اور
شب ماہ تو خدا کی پناہ اوس صحرا کا یہ حال ہوتا ہے بشر تو کیا فرشتہ پر مار نہین سکتا ہوا کا گذر محال ہوتا ہے
وہ راتین عجب بسن دکھاتے ہین جہان کی کیفیتین نظر آتی ہین منیرہ دختر افراسیاب بغیرت آفتاب جاندنی کی
سیر کو اوسجا آتی ہے زمین آسمان کچھ اور نظر آتا ہے دونی فضا ہو جاتی ہے ایک تو خود بے مثل و نگار ہے مشہور
ہر شہر و دیار ہے جہان نادیدہ مذکور سنکے اوسکا طلبگار ہے دوسرے ہزار پری پیکر گل اندام فتنہ خرام غنچہ
دہن غرق دریاے جواہر ہمہ تن ہمراہ ہر ایک دلبری مین چالاک ہت چھٹ بیباک شتاہ انسان تو کیا فرشتہ
منہ کی کہاتا ہے زلف مسلسل سے دام بردوش ہین الجھا اور پھنس جاتا ہے گانے والیان شہرہ آفاق
گانے کی مشتاق وہ بھی کم سن آمد شباب کے دن خوش آواز نغمہ پرداز ہوتی ہین جن و انس کے ہوش کھو
دیتی ہین ایک تو روشنی مشعل ماہ دوسرے جھاڑ فانوس لال ٹین ایک سے ایک سبحان اللہ رات کو کیفیت
رہ جاتی ہے یہ صحبت آٹھ پہر رہتی ہے بہزاد تو یہ فسانہ سنکے دیوانہ ہوا گرگین کو رہبر بناکے اوسطرف روانہ
ہوا جب اوس دشت بیخار سراپا گلزار مین آیا تختہ فردوس سا کئی کوس مصفا ہموار پربہار پایا جو کچھ سنا تھا
وہ آنکھون سے نظر آیا اور اکیطرف درخت کچھ گنجان تھے کئی چشمے متصل رواں تھے وہان مغول
کے غول سیمبر دن کے دوان دیکھے دل سے کہا الحمد للہ جسکی تمنا تھی وہ ہی سیر کی انجام
بخیر ہے پریچہرونکو دوش بدوش پایا شاہد مدعا ہم آغوش نظر آیا اوس سمت کو باقدم تیز گرم خیز ہوا جب
نزدیک پہونچا صبر و قرار فرار ہوا ضبط و تحمل سینے سے دور ہوا شاہ محبت مین چور ہوا صورت تصویر
وہ دام الفت کا اسیر سکتے کے عالم مین حیران رہگیا اودہر تاثیر الفت نے بے مشاطہ دلالہ منیرہ
کو خبر دی تاب و توان کیا نیم جان اوس جوانکو نذر دی سر اوٹھا کے مشتاق سے آنکھ ملائی یہان بیتی
چشم تیرگی چھائی منظر اول تیر نگہ کا جو وار ہوا فتنہ دو سار ہوا لیعنے بہزاد تو لڑکھڑایا منیرہ بھی دل دھکڑ کر

تھے وبال لایا پایا لگا ہین جو دونونکی چار ہوئین طبیعتین بیقرار ہوئین عشق بے پیر جہان اپنی تاثیر دکھاتا ہے
عاشق تو کیا معشوق بھی بے چین ہوجاتا ہے محبت نے عجب رنگ دکھایا عرصہ نکھچا دونونکو عاشق و معشوق
بنایا اسکا سینہ جو چاک ہاتھ سے ہوا تو اوسکا دل زخمدار ہوا اسے جو آسیائے الفت نے پیسا تو اوسکو بھی فشار ہوا
ایکدم کے بعد منیژہ نے سنبھلکے دل سے کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آتا ہے خودبخود دل مضطر بیقرار
ہوا جاتا ہے اس دشت پر فضا مین خوف افراسیاب سے مرغ برروی ہوا اور ماہی کا دل تہ دریا کباب
ہوتا ہے یہ جوان اجل گرفتہ بے نظیر دوسرا یہ گرگ باران دیدہ مرد پیر یہان کیونکر آیا اتنی دیر مین دل سینے مین
متصل پھڑکنے لگا کلیجا دھڑکنے لگا بار بار اس ہوائے سرد مین پسینا آنے لگا ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے
پھر کیفیت کچھ ضبط کر کے ایک محرم راز غمزہ پرداز کو بیژن کے پاس بھیجا کہ حال مفصل معلوم ہوجائے
کیفیت اس جوان و پیر کی یہانتک رسائی انکی تقدیر کی دریافت کر کے برزبان لائے القصہ وہ
بصد کرشمہ و ادا ادہر اودہر دیکھتے بھالتے مستانہ وار قدم ڈالتے بیژن کے پاس آئی یہ حرف برزبان
لائی کہ اے جوان ناتجربہ کار جنون مین گرفتار و اے گرگ باران دیدہ سن رسیدہ تم دونون کون ہو
کہانسے آئے ہو معلوم ہوا کچھ نشاہ کھائے ہو جانتے نہین کہ یہ دشت سیرگاہ دختر سلطان جہان
سرفرو کنندہ گردنکشان بادشاہ عالی جناب افراسیاب ہے پرندہ یہان پر مار نہین سکتا بشر کا تو ذکر کیا
ہے مگر تمہارا پیمانہ عمر بادہ زیست سے لبریز ہو کر چھلکا ہے بھلا تیری جوانی تو حماقت کی نشانی ہے اس مرد
پیر دام اجل کے اسیر پر کیا آفت آئی ہے اسنے بھی تجکو منع نکیا نہ سمجھایا ہمراہ ہو کے یہان سے آیا
معلوم نہین اتنی زندگانی کس ہوس مین کی ہے یہ ریش دراز سفید جاڑے کی دہوپ مین کی ہے بیژن
باتین سنکے پہلے خوب ہنسا پھر جواب دیا کہ یہ جسکا رعب و جلال ہمکو سناتی ہے جسکی ہیبت سے ہمین ڈراتی
ہے وہ ہمیشہ ہمارے سامنے سے فرار ہوا ہے لشکر اوسکا تیغ آبدار ہوا ہے توران مین بیٹھا ہمارے
ڈر سے راتونکو چونک پڑتا ہے نیند نہین آتی ہے نام سے ہمارے اوسکی جان جاتی ہے اگر تو جانتی ہے
تو خیر نہین خبردار ہو جا خواب غفلت سے ہشیار ہو جا جہان پہلوان رستم دستان کا نام سنا ہے
جسکے ہاتھ سے افراسیاب نے منہ پیٹا ہے سو بار سر دھنا ہے مین اوسکا لخت جگر راحت جان ہون خود

بھی پہلوان ہون منیژہ کا اشتیاق مجکو بیا نتک لایا ہے کشش دل نے اس جگہ پہونچایا ہے پھر ایک انگوٹھی مثل برق تابان اختر سے زیادہ درخشان اوسکو دی وہ پھری منیژہ کو دکھائی کہا یہ تو نشانی ہے اور اونکی یہ کہانی ہے یہ شخص رستم کا بھانجا ہے بیژن نام ہے نورچشم زال و سام ہے فردوسی

چو پیغام بیژن بہا گفت — بپژگلکبر دی بمن شگفت
بدیدار او چشم روشن کنم — بدین دشت نخچیرگاہ گلشن کنم
بگفتا بیارش بنزدیک من — کہ روشن کند جان تاریک من

وہ آفت روزگار پھر آئی بیژن کو لے گئی گرگین تو باران دیدہ تھا سمجھا کہ بیژن دام محبت مین گرفتار ہوگا آخر اسکے پاداش مین یا جان جائیگی یا ذلیل و خوار ہوگا تو وہانسے روانہ ہوا اور منیژہ بیژن کا ہاتھ پکڑ کے خیمے مین لے گئی جہا نکا سا نہ وسامان موجود تھا دور شراب ناب شروع ہوا تین دن رات متواتر ہنگامہ مے و نوش گرم رہا جب بیژن بیہوش ہوا منیژہ نے عماری مین بٹھا کر شہر کا رستہ لیا شبکو پوشیدہ محل مین لے گئی بے دغدغہ بیژن گی فلک کج خرام صبح وشام بسر کرنے لگی مثل مشہور ہے کہ عشق چھپانے سے نہین چھپتا اسمین آدمی مجبور ہے بعد کچھ دنکے دربان اس راز سے آگاہ ہوا خوف عتاب شاہ ہوا بدحواس پیش افراسیاب آیا ماجرا من وعن سنایا فردوسی

بیامد بر شاہ توران بگفت — کہ دختت ایران گزیدست جفت

یہ مقدمہ سنکے افراسیاب غیظ سے تھرانے لگا منہ سے کف جانے لگا مشیرون سے مصلحت پوچھی قتل پر سبکی راے گئی گرسیوز کو مجبور بھیجا وہ روزن سے جا کے جھانکا عجب جلسہ نظر پڑا کہ منیژہ اور بیژن نشاد کے غلبے سے ہم آغوش ہین مگر بیہوش ہین فرصت غنیمت جانی دروازے سے آ کے للکارا بیژن خبردار ہوا آمادہ کارزار ہوا یہ بدنہاد گرسیوز سوچا کہ مجسے غلطی ہوئی شیر گرسنہ کو چونکایا بڑا دھوکا کھایا بیژن کا قتل آسان نہین یہ آفت ڈھائیگا جنگ رستم کا غم زبان پر آجائیگا حیلہ کیا چاہیے کہ اپنی جان بچے اور کام نکلے بیژن سے کہا سورما چیا بھاڑ نہین چھوڑتا ہے تو تن تنہا یہان فوج بے شمار کس کس کو قتل کرے گا کہانتک لہو مین ہاتھ بھریگا مصلحت وقت یہ ہے کہ خنجر ہاتھ سے رکھدے میرے ہمراہ پیش شاہ چل مین پیران ویسہ کو متفق کر کے تیری حمایت کرونگا جرم گذشتہ کی شفاعت کرونگا طبیعت کا لگاو برا ہوتا ہے محبت مین پہلے عقل جاتی ہے سیدھی بات اولٹی نظر آتی ہے منیژہ نے بھی کہا سچ کہتا ہے گرسیوز نے قسم کھائی عہد کیا بیژن نے

خنجر رکھدیا پھر تو چار طرف سے ہجوم ہوا لوگ گھر آئے کشان کشان افراسیاب کے روبرو لائے
اوسنے پوچھا اے مرگ رسیدہ ہیبت سلطانی تیرے دل میں نہ آئی میرے ناموس میں تو نے کیونکر پا
پائی بیژن سمجھا اب مقدمہ بگڑ گیا اب دنیا کیا ضرور ہے فلک کو میرا قتل منظور ہے جواب دیا کہ مجکو خبر نہیں
کہ کون لایا اسطرح آیا جنگل میں سوتا تھا آنکھ جو کھلی محل نظر آیا افراسیاب نے کہا تو دیوانے پن کی گفتگو
سے مجھے بہلاتا ہے اپنی جان بچاتا ہے یہ کہکے حکم دیا کہ اسکو ذلیل و خوار کرو زنج بردار کرو لوگ لیچلے شہر میں
ہنگامہ برپا ہوا کہ ایسا جوان سرعنا گرفتار بلا ہوا قضائے کار پیران ویسہ سوار چلا آتا تھا بیژن اوسکو نظر آیا
پاس بلایا مدد لدری ابتدا سے تا انتہا حال سنا تاسف کیا سر دہنا لوگون سے کہا تا حکم ثانی کوئی
قتل کا بانی ہنو آپ افراسیاب کی خدمت میں گیا سلام کو سر جھکایا بادشاہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ
بیٹھا البکہ مدار سلطنت اسپر تھا بے مشورے اسکے افراسیاب کوئی کام صبح و شام نکرتا تھا گھبرا کر کہا جو مطلب ہے
بیان کرو اوسمین کدر نکرونگا تیرا کہنا رد نکرونگا جب قرار کامل ہو چکا پیران نے عرض کیا فردوسی

تو این بیژن نامور را مکش ہمانا ہمی بود آسمان گار آوری	بیندیش تا بان زین رای وش درخت بلا را ببار آوری	کہ کین سیاوش تازہ کنے چو کینہ شود گرد ندارم پائے	در ایران یکین جنگ انگنی اباشاہ ایران جہان بکنعدا ہے

افراسیاب نے کہا اگر اسکو قتل نکرونگا رسوا و بدنام ہونگا پیران نے عرض کی یہ تدبیر کرو کہ پا بزنجیر کرو
اور محبس میں مقید و اسیر کرو اوسوقت مجبور کرسیوز سے افراسیاب نے فرمایا وہ جو اندھا کنوان ترے
قبا مسکن گرزم دفاران خونخوار ہے اوسمین بیژن اور منیزہ دونونکو سرنگون ڈالدو کہ عذاب عظیم میں
بحال ستیم ہیجان رہین اور وہ پتھر جو اکوان بشیہ چین سے اوٹھالایا تھا اوس سے کنوئے کا منہ بند ہو
پھر اسطرح انکو گزند ہو منیزہ کو آزاد بشکل ماں نے بچالیا الا گھر سے نکالدیا بیژن کو کنوئیں ڈالدیا حسین

کنوان وہ جو اندھا تھا رشین ہوا	جوان اوسمین وہ سانپکا من ہوا	القصہ بیژن چاہ میں رہا اور منیزہ

جگت پر مصروف نالہ و آہ میں رہی جو کچھ آب و دانہ منیزہ کو میسر آیا تو اوسنے نکھا یا کسی سوراخ سے کنوئیں
میں پہنچایا یہ تو رات دن اسطرح بسر کرنے لگے گرگین کا حال سنیئے وہ گھوڑا لیکے ایران میں پہونچا
گیو اور گودرز کو خبر ہوئی پاس بلا کے حال پوچھا گرگین نے کہا بیژن گرازون سے فرصت پاکے اونکا

قصہ مختصر گیو شکار میں مصروف رہا ایک روز گورخر کے پیچھے گھوڑا ڈالا جب کچھ پتا نہ لگا تو بیژن کے بعد
گھوڑا خالی بعد خستہ حالی میں نے پایا اسکو لیکے یہاں چلا آیا گیو نے قصد کیا کہ گرگین کو مار ڈالوں رنج
و ملال گودرز مانع ہوا کیخسرو کو خبر ہوئی بہت قلق کیا غم ہوا سب ہونکا حال سمجھے درہم و برہم ہوا منجموں کو
طلب کرکے بیژن کا حال پوچھا اونھوں نے بہت دیر تک حساب لگاکے یہ بیان کیا کہ اتنا معلوم ہوتا ہے
کہ زندہ ہے مگر بلائے عظیم میں گرفتار ہے نہ کوئی پاس ہے نہ مددگار ہے خسرو نے گیو اور گودرز کی تسکین کی
پھر جام جہان نما طلب کرکے حال دیکھا فردوسی

به هر هفت کشور همی بنگرید ۔ بجائی ز بیژن نشانی ندید
سوی کشور گرگساران رسید ۔ بفرمان یزدان مر او را بدید
که در چاه بسته به بند گران ۔ ز سختی همی جست سنگ اندران

یہ ماجرا دیکھکے گیو سے کہا بیژن زندہ ہے مگر چاہ پر آزار میں بند ہے باب ناکامی کھلا ہے گرفتار ہے گیو نے
عرض کی غلام جاتا ہے جان لڑاتا ہے کیخسرو نے فرمایا یہ مطلب بے جہان پہلوان حاصل نہوگا تو جاکے رستم کو
بلا لا حسب فرمان گیو سیستان سے تہمتن کو لایا میلیں شرف آستان بوس حاصل کرکے دعا و ثنائے شاہ
ہمہ زبان سے ادا کرنے لگا سلطان والا شان قدر دان بھی اسکی صفت بیان کرنے لگا فردوسی

بدو گفت خسرو که درست آمدی ۔ که از جهان همه بر دست بدی
که زین کیانی و پشت سپاه ۔ نگهدار ایران و لشکر پناه
مرا شاد کردی بدیدار خویش ۔ از این هنر پهلوان هشیار خویش

پھر فرمایا ایک تخت طلائی خاص کا مع برگ و بار بمیدان تیار ہو
جب وہ روبرو آیا تخت مرصع کار اوسکے نیچے بچھوایا فردوسی

بفرمود تا رستم آمد به تخت ۔ نشستند بر تخت پیروز بخت

پھر بیژن کا قید ہونا گیو اور گودرز کا رنج و غم کہنا منیژہ کی بیکسی بیژن کی بے بسی افراسیاب کی فرحت اور خوشی
بیان کرکے فرمایا شعر

بدو گفت کار اکنون بر چندی بگر ۔ نه بینم بجز تو کسے چاره گر
گر اندیشه کام اندر سنان ۔ ته تا که زفرمان خسرو عنان

رستم نے سر جھکا کے عرض کیا
کیخسرو نے فرمایا فوج و لشکر مال و زر و جواہر جو احتیاج ہو
تیار ہے تہمتن نے جواب دیا فوج تو منظر اسمیں درکار ہے اگر اوسکو لیکر جاؤں اور افراسیاب بیرحم آمد سنکے
بیژن کو تہ شمشیر کرے تو غلام کیا تدبیر کرے اوسکے بدلے اگر افراسیاب کو بھی مارا جائیگا مگر بیژن کہاں
ہاتھ آئیگا ایک حیلہ سوچا ہوں کہ سوداگر بنکر وہاں جاؤں اوس گم گشتہ متاع دل و جان کو ڈھونڈ دلاؤں
بادشاہ ذی جاہ کو یہ اسے بہت پسند آئی تحسین و آفرین فرمائی رستم نے ہزار ہا اشتر اسباب و زر و جواہر سے

پھر گرگین زار پہلوان جان فشان ساربان بنائے اور گرگین زندان نشین کو ساتھ لیا اس ہیات سے توران کا سفر کیا کو ہون دہوم مچی کہ ایک ملک التجار ہزار اونٹ پر بار اسباب نادر کے اور تحفہ جواہر کے لیے آتا ہے
الغرض وہ میر قافلہ جرار آخر کار افراسیاب کے شہر مین وارد ہو کے کاروان سرا مین اوترا
اور وہ مبتلا شی مسافران ایران گم کردہ خان و مان یعنی منیژہ اس ماجرے سے آگاہ ہوئی فورًا دوبارہ ہوئی
کاروان سرا مین رستم کے قریب جا کے کہا اے سیاح ہر شہر و دیار ملک التجار تو جو یہ متاع گرانبہا
لایا ہے مین نے سنا ہے کہ خطہ ایران سے آیا ہے تہمتن نے جواب دیا کہ ہان مگر تو اپنا مطلب بیان کر
اوس حواس باختہ محنت کی دشمن نے کہا اے جوان تو سلطان ایران اور جہان پہلوان رستم دستان سے
آگاہ ہے اور بیژن آوارہ وطن کی گرفتاری اوسکی ذلت و خواری رستم عالی مقام نے سنی یا نہین
رستم نے آشفتہ ہو کے کہا کہ مین خبر دہ تجار ہون یا شہریار و نکا خبر دار ہون مجکو ان قصون سے کیا سروکار
اس جھڑکنے سے زخم جگر کو ٹھیس جو لگی بے اختیار آہ سرد کھینچکے منیژہ رونے لگی جسکا دل دکھا ہوتا ہے
اوسکی آہ و زاری تاثیر دار ہوتی ہے یہی سنان چرخ کے سینے کے پار ہوتی ہے علے الخصوص جب اوسکو
یاس ہو معین و مددگار نہ پاس ہو

کبھی حوالہ حرمان کسی کی آس نہو | عدو کا کبھی جو عدو ہوا سیر یاس نہو

اوسکی
بیقراری سے رستم کا دل بھر آیا دلاسا دیا حال پوچھا اوسنے کہا کچھ نہ پوچھ اے عزیز مین ننگ خاندان
آوارہ خان و مان ذلیل و خوار ہون وطن مین ہون اور بلائے غربت مین گرفتار ہون زمین پاؤنکے
تلے سے نکلی جاتی ہے آسمان مجھ بے سر و سامان پر ٹوٹا ہے جب بلا ہے وہ شام و سحر مجھے پر آتی ہے کشور
دل یاس و ناکامی نے لوٹا ہے یوسف میرا زندان چاہ مین گرفتار ہے زمانہ میری نظر مین تیرہ و تار ہے شعر

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد | وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

نہ تو چپ رہا جاتا ہے نہ حال اپنا کسی سے
کہا جاتا ہے میری تڑپ اور بیقراری سے سیماب کی چھاتی پارہ پارہ ہے آتش دوزخ سینہ سوزان کا ادنیٰ شرارہ ہے
جو مجھپر گذرتی ہے جسطرح میرے دن کٹتے ہین اوس ماجرے کے سننے سے پتھر و نکے دل پھٹتے ہین

منیژہ منم دخت افراسیاب | برہنہ ندیدہ تنم آفتاب
ہمان رخ چو خورشید شد زعفران | ہمان قد چون تیر گشتہ کمان
برای یکے بیژن شور بخت | فتادم ز تاج و فتادم ز تخت
کنون دیدہ پر خون و دل پر ز درد | ازین بیدلان دیدہ ولان می زند

رات دن خرابی ہے تباہی نہ وہ تخت سلطنت ہے نہ تاج شاہی ہے ونکو در در کی خاک چھانکتی ہون شبکو
چاہ کی بدولت اپنے یوسف کو کنوئیں میں جھانکتی ہون لوگ مجکو دیوانہ نہین شمار کرتے ہین بھیک کا ٹکڑا
دینے مین ننگ و عار کرتے ہین اگر بیژن پر فریفتہ و مبتلا نہوتی تو سلطنت کیون کھوتی باپ عدو
جان ہوگیا مانکا دل نامہربان ہوگیا ایک شخص کیواسطے کنبا چھوڑا گدائی اچھی سمجھی بادشاہی سے منہ موڑا
رستم یہ سنکے خوب رویا پھر بیژن کی قید کا حال پوچھا منیژہ نے کہا ویرانے مین ایک کنوان ہے تیرہ
و تاریک جیسے کافر کا دل پانی کے بدلے اندھیرے کے خوف سے مارو کژدم کا زہرہ آب ہوتا ہے گرمی
ایسی ہے کہ ہوا کا دل کباب ہوتا ہے اوسکے اندر وہ باطوق و سلاسل ہے منہ پر اوسکے کئی ہزار من کی سل
ہے لیکن میری آہ کے اثر سے اوس پتھر کی چھاتی مین سوراخ ہوگیا ہے اتنا مطلب نکل آتا ہے کہ کچھ کھانے
پینے کی قسم سے اوس تک پہونچ جاتا ہے تہمتن نے بادل بریان ایک مرغ کباب کرکے منیژہ کو دیا اور اپنی
انگوٹھی اوسمین رکھدی جسدم منیژہ بحال تباہ سر چاہ پہونچی وہ کباب لٹکایا بیژن کو تعجب آیا کہا آج یہ نعمت
غیر مترقب کہانسے ہاتھ آئی کیونکر پائی اوسنے کہا سوداگر ایران سے آیا ہے اوسنے میرے حال پر
رحم کہا یا ہے بیژن نے اوسکو جو کھایا انگوٹھی کو پایا پہچانا کہ جہان پہلوان میرے سلیمانکی انگوٹھی ہے
پھر اسکو آیا آواز بلند قہقہہ لگایا منیژہ نے کہا اتنا عرصہ ہوا کہ تو گرفتار بلا ہے کبھی تو مسکرایا نہیں ہنستا تو
کیا ہے اسکا سبب مجکو بتا بیژن نے جواب دیا دلکو شاد کر خدا کو یاد کر یزدان مددگار ہوا طالع برگشتہ
یار ہوا وہ سوداگر نہیں رستم نامدار ہے اس پردے مین یہانتک آیا ہے پروردگار نے یہ دن دکھایا ہے اب تو
اوسکے پاس جا جو فرمائے بجا لا یہ راز ہے اسکو چھپا نا خبردار زبان پر نہ لانا منیژہ یہ سنکے شاد ہوئی بند غم
سے آزاد ہوئی اسی دم رستم کے پاس آئی نصف شب جب گذری جہان پہلوان نے اسباب
حرب جسم پر آراستہ کیا غرق دریائے آہن ہمہ تن ہوا اور سات پہلوان جو بہت زبردست جوان تھے اونکو
مسلح مکمل کرکے ساتھ لیا منیژہ آگے آگے اوس کنوے پر آئی رستم نے سنگ گران کنوے پر دیکھکے
ہمراہیون سے کہا اسکو سرکاؤ ہر چند سبنے زور کیا پتھر جگہ سے نہ سرکا چالیس پہلوان
بدقت تمام اوسکو اوٹھاتے تھے اسپر تھک جاتے تھے غرضکہ تہمتن کو غصہ آیا فرفرہ سبی

بزیر دوان شور الفزین نغز خواست | بزد دران سنگ کز فرشت دار راست
جب کنوئیں کا منہ کھلا کمند لٹکا کے اوس اسیر کو با طوق زنجیر نکالا

ببینید آذر بیشه شهر چین | بلرزید زان سنگ روی زمین
خروشید چون رستم او را بدید | همه تن در آهن شده نا پدید

پھر اوسکو گلے سے لگایا زنجیر کو کاٹا طوق توڑا کہا تو نے قید کی ایذا بہت اوٹھائی ہے مصلحت یہ ہے کہ منیژہ کو ساتھ لے ایران کو جا میں افراسیاب کے پاس جاتا ہوں خواب غفلت سے جگاتا ہوں تا یہ دیکھیں سمجھیں کہ رستم آیا پھر اکے دونوں کو لے گیا بیژن نے نانا ساتھ ہوا پہلے افراسیاب کے دروازے پر پہونچے جو نگہبان جاگا خواب مرگ اوسکو نصیب ہوا ہزاروں تہ شمشیر ہوئے کشتوں کے در دولت پر پشتے بنے ڈھیر ہو گئے پھر رستم نے آواز دی کہ اے بانی بیداد بیژن تیرا داماد حاضر ہے بہت رنج قید میں پایا ہے طلق کو اوسکے لیے آیا بیٹا اور داماد کے جلاد خبردار ہوشیار ہو جا کہ رستم مانند قضا مبرم تیرے سر پر آ پہونچا افراسیاب تو آواز سنکے بھاگ گیا تہمتن نے گرز جو لگایا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایک نازنین مہ جبین کا ہاتھ پکڑ کے باہر آیا ہر پہلوان ایک ایک غنچہ دہان کو لیکے نکلا پھر سرا میں آ کے آرام کیا رات کو تمام کیا صبحدم بصد رنج و الم افراسیاب لشکر کو جمع کر کے مقابلے کو آیا پیمان و جہن و گرسیوز [illegible] نامی پہلوان تھے سب نے لباس جنگ بدن پر تنگ چست کیا صف کے باہر آیا تہمتن صاحب نے مبارز طلب کیا ترکوں نے منہ چھپایا کوئی سر میدان نہ آیا رستم نے افراسیاب سے کہا بارہا تو نے اور تیرے لشکر نے مجھکو آزمایا ہے زندہ میرے ہاتھ سے کون جانے پایا ہے مگر تو سخت بے شرم ہے جو مجھ سے برسر رزم ہے افراسیاب نادم ہوا فوج سے کہا غیرت کیا ہوئی یہ تم اے یا معرکہ رزم ہے

یکے حمله کردند جمله سران | بمانند دیوان مازندران
چنان تیره گون شد رخ آفتاب | تو گوئی که ماندست غرقه در آب

جب چار طرف سے ہجوم ہوا رستم حملہ کرنے لگا دشت نبرد گلزار ہو گیا جدہر رخ کیا لاشوں کا انبار ہو گیا فردوسی

بریدو درید و شکست و ببست | یلانرا سر و سینه و پا و دست
سپهدار چون بخت برگشته دید | سواران ترکان همه گشته دید
برفت از پس پشت رستم گرد و گیر | بباریدبر لشکرش گرز و تیر

بروز نبرد آن یل ارجمند | به تیغ و به خنجر به گرز و کمند
شدان نیزه و کمند سر بسر جوی خون | درفش سواران ترکان نگون
خود و سرکشان سوی ترکان شتافت | کز ایرانیان کام دل یافت
دو فرسنگ جیحون اندر بادی ذرم | فرو برد آن چرم دمان ایدم

الغرض فتح و فیروزی اسکو ملی مال اسباب بہت سا ہاتھ آیا پھر جہان پہلوان سوئے ایران روان ہوا جب

جب قریب پہونچا لشکر کو خبر ہوئی سلطان قدردان سے حیات پر پیشوائی کو آیا گلے سے لگایا دو نامزد برابر

بپایان رسانیدم این داستان	به آن سان که بشنیدم از راستان	چو از کار بیژن بپرداختم	به برزو و سهراب به ساختم

یہاں سے بیان برزو بن سہراب جوان ستوده شمائل قوی ہیکل اور رستم کی لڑائی اور گرفتاری لشکر ایک فرامرز بن ملیتین ہیراوسکا نکلجانا رستم کا

سانہا لکہا ہے کہ جب فراسیاب بادل اندوہگین سمت چین بہاگا راہ مین ایکنے جوان باشوکت وشان نظر آیا دیو شمائل بہت قوی ہیکل اوسکو قد و قامت کا انسان وسعدم تک شاہ توران کی نظر سے نگذرا تہا از سر تا پا دیر تک اوسکو دیکہا پہر پاس بلا کے حسب اور نسب اور نام رہنے کا مقام پوچھا اوسنے جواب دیا کہ اس نواح مین مشہور کوہ ہے کہ نام میرا برزو ہے پہر زمین کی کیفیت خوب بتائی دقت نامیہ سکی اپنی صورت شکل دکہا کے سنائی لیکن تخم ریزہ کے بیان سے گریز کر کے کہا ہاں میری رہیں قوم دہقان باپ کا حال خوب معلوم نہیں کہ کہان ہی اتنا سنا تہا کہ ایک جوان عنان زدہ شیر نیستان شجاعت پیلتن اژدہا در شیر شوکت صید فگن دام زرہ در بر خود مرصع بسر چار آئینہ مہر سے زیادہ درخشان اسپ پری پیکر تند تیز از صحرا زیر ران شکار کہیلتا ادہر آنکلا تہا میری مان کی اوسپر نظر جو پڑی شرم سے سر گریبان ہوئی قدرت حق دیکہکے عقل حیران ہوئی وہ جوان بہی بچشم محبت نگران ہاتا دیر بیسامان رہا آخر کار مشاطہ حسن عشق نے باہم فیصلہ کر کے دونون کو بہم کیا دم سحر وہ توروبمنزل ہوا نتیجہ اوسکا مین حاصل ہوا افراسیاب نے کہا ایک میرا دشمن عظیم ہی زبردست غنیم ہے اوسکے ہاتہ سے دربدر پریشان ہون بےخانمان ہون مجکو یقین ہے کہ اگر تیرا اوس سے مقابلہ ہوگا تو جلد انفصال جنگ جدال کا معاملہ ہوگا برزو نے نام اوسکا پوچہا افراسیاب نے کہا زمان دعالم سے ہے کہ وہ نرہ شیر رستم ہے برزو نے کہا تجہا بادشاہ ایک شخص کے ہاتہ سے باختہ ہوش خانہ بدوش ہے اگر وہ رستم ہون تو دم مین تہ خاک کرونگا قصہ پاک کرونگا افراسیاب نے فرمایا اگر تو اوسکو قتل کریگا تو چین ماچین کی حکومت اور مہ جبین اپنی بیٹی پریہا کی صورت تجکو دونگا برزو نے

جو ابیات بگفتی کہ فردوسی	ز خون رد ایران جہ دریا کنم	نشست ترا برتر آیا کنم	افراسیاب نے اوسید م

خلعت فاخرہ ہاتہی گہوڑے خیمہ ڈیرہ اسباب وزارت کا اوسکو مہیا کر دیا برزو کی مان نے یہ حال جب

سنا بہت سا سر دہنا بیٹے کو سمجھایا کہ یہ خلعت پُر زر کفن ہے افراسیاب تیرا دشمن ہے رستم کا مقابلہ
دیودن سے نہو سکا تو کیا کریگا اس حرکت بیجا سے باز آ بچہ اور اپنی جوانی پر رحم کر برزو نے کہا اب تو
وعدہ کر چکا ہمت مقتضی انکار کی نہین جو مرضی پروردگار اوسنے کہا تو طفل جنگ نادیدہ وہ پہلوان
سن رسیدہ ہی یہ سنکے اوسیدم افراسیاب نے ہر فن کے استاد طلب کیے وہ برزو کو لڑائی کی
گہاتین بتانے لگے ہنر کشتی علم تیراندازی نیزہ بازی سکہانے لگے قصہ مختصر کچھہ دن نگذرے کہ
استاد شاگرد ہوگئے اور سبنے بالاتفاق افراسیاب کے روبرو بقسم کہا کہ یہ شخص فردوسی

نہ مردم نژاد ست آہرمن ست	یکی کوہ البرز در جوشن ست

افراسیاب بہت خوش ہوا اور جاہ و حشم برزو کا زیادہ ازحد بڑہایا اوسنے کہا اب تابل کس باتکا ہی فردوسی

دل شاہ بر نج ازین غم کنم	ہمان پشت بدخواہ را بشکنم
بہ ہنگام تیزی در مگس آوری	جہان بر دل خویش تنگ آوری
بہ برم سر رستم زال زر	بہ پیش تو آرم سر کینہ ور

یہ سنکے افراسیاب نے دس ہزار سوار جرار اور بارمان و ہومان یہ دونون پہلوان نامدار برزو کے
ہمراہ کرکے روانہ کیا اور کہاتین بہی قریب آیا یہ خبر کیخسرو کے گوش زد ہوئی فرمایا کہ ہمیشہ ایک ایک
پہلوان سے شاہ توران گریزان تہا اس بار خود د عزم اسکا سبب کیا ہی شاید کوئی نوجوان پہلوان تازہ ہاتہ
آگیا ہی یہ کہکے طوس و فریبرز کو بارہ ہزار مرد میدان کارزار دیکر رخصت کیا اور آپ بہی بافوج ظفر
موج روانہ ہوا جسدم طوس اور برزو کا مقابلہ ہوا نیا معاملہ ہوا یعنی وہ شکست جو کبہی سنی نہ تہی ایک رات دن کی لڑائی
مین ہوئی فردوسی

شکستے گران کس ندیدہ ندید	نہ گوش زمانہ ز انسان شنید

فریبرز اور طوس تاب نلاکے
باگین اوٹہ گئین برزو نے سر میدان دونو کو گہوڑون سے اوٹہالیا جیسے گرسنہ شیر شکار ضعیف پر دلیر جاتا ہے
پنجے مین دابکے لے آتا ہی اور بارمان کو حوالے کیا وہ شادیانے بجاتے برزو پر زر سرخ و سفید نثار
کرتے خیمے مین لائے پہر یہ ماجرا فرح افزا افراسیاب کو لکہا اور ہزیمت کی خبر کیخسرو کو پہنچی شاہ ایران
کی طبیعت مکدر ہوئی رستم کو طلب فرمایا قصہ گذشتہ سنایا تہمتن صف شکن کا چہرہ غصے سے لال ہوا
غیظ سی عجب حال ہوا عرض کی اگر فضل یزدان مددگار ہی تو دونو کو چہڑا لاؤنگا جب دو پہر رات گذری نصف
شب گذری گستہم کو اپنے ہمراہ لیکے وہ جرار عیار پیشہ بے اندیشہ سراپردہ برزو مین آیا عجب ماجرا نظر

آیا اتفاقاً اوسی روز افراسیاب بھی مژدہ فتح سنکے داخل ہوا تہا دیکہا کہ تخت مرصع پر افراسیاب بیٹہا ہی دست راست برزو تخت پر جلوہ گر ہی بائین جانب کو کرسی زرنگار پر پیران ویسہ ہی روبرو طوس اور فریبرز کہڑی ہین حلقہا آہن ہاتہ پاون پڑے ہین اور افراسیاب بصد جوش و خروش کہتا ہی کہ جنکو مثل سیاوش گردن اونکی زیر خنجر ہوگی کیخسرو کو خبر ہوگی جہان پہلوان یہ ہر باین سنتا رہا دو گہڑی کی بعد پاسبان دونون کو باہر لایا رستم لباس اجل ونکے سر پر آیا چدہر ایک نگہبان کا جسم بے سر نظر آیا اور دونون کو پیٹہہ پر لادکے خیمے سے دور لیگیا زنجیرون کو توڑکے لیچلا کچہہ دیر کے بعد افراسیاب کو اطلاع ہوئی کہ ایک شیر بیشہ ایران سے زیادہ دونون صید کو گرفتار اوٹہا لیگیا پیران ویسہ نے کہا سوا رستم کسی اور کا یہ کام نہین غرضکہ رات تو بصد پیچ و تاب افراسیاب نے بسر کی جب ہوم ہوئی سحر کی اور رکیتاز چرخ چارم بصد جادہ حشم جلوہ افروز ہوا رات گذری روز ہوا صف جنگگاہ آراستہ ہونے لگی اجل رسیدون کے سر پر قضا رونے لگی برزو نوجوان بصد شوکت و شان مانند پیل دمان پرے سے نکلا اور پکارا کہ کہان ہیلتن جہان پہلوان ہے میرے سامنے آئے کہ یہ گوہی میدان ہی کیخسرو سے اجازت جنگ رستم نے لیکے رخش کو چمکا کے چہیڑا کس حسنی و چالاکی سے پوئی کا دے لگا کے ایڑن پہیر ہر حلقہ گرداب جل تہا نشان سم نقطہ پرکار کا محل تہا دیکہنے والونکی نظر مین بجلی سی کوندجاتی تہی اس سرعت سے آتا جاتا تہا کہ ہوا بہی گرد کو خاک نپاتی تہی الغرض خوب جولان گرم عنان کرکے برزو برابر باگ لی بغور اوسکی صورت دیکہی بہت تعجب ہوا کہ ترکون سے ایسا جوان ذی شوکت و باشان اوسدم تک ندیکہا تہا پہر کہا ای جوان ناآزمودہ کار دام جہالت کے گرفتار رستم کو طلب کرتا ہی مرنے سے نہین ڈرتا ہی خبردار ہو جا کہ مین ادنی شاگرد رستم نامدار کا ہون برزو نے یہ سنکے حلقہ کمان ہاتہ مین لیا اور چلے سے تیر کو جوڑ کہنی کو توڑ دہر گہسیٹا تہمتن بہی جواب دینے لگا دو گہڑی تک دشت مین سوائے سن سن کے دوسری صدا نہ آتی تہی دونون کے جوشنون پر تیر پڑتے تہے دیکہنے والون کی آنکہین لب سوفار کی طرح حیرت مین کہلی تہین روح قالب سے اوڑی جاتی تہی اسکے بعد گرز کوہ شکن دونون ہیلتن لگانے لگے صفحہ پشت کو مثل شاخ بید ہلانے لگے دہم دہم جو ہیم ہوتی تہی زمین زہم برہم ہوتی تہی گرز

ہر ایک سر افشان تہا میدان نبرد بازار آہنگران تہا اسی گرما گرمی مین برزو نے گرز لگایا جہان
پہلوان سر کو بچا کی سپر رد کر ڈالا لیکن سپر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور ہاتھ بھی بیکار ہوگیا پیلتن ناچار ہوگیا لیکن
یہ جہاندیدہ وہ ناتجربہ کار تہا اس حقیقت سے آگاہ نہوا اگر یہ کلمہ کہا کہ تو عجب پیکر ہی اگر یہ ضرب میری فولاد کے ستون
پڑتی تا روز بون کر دیتی پہاڑ کو سرنگون کر دیتی تو خبر نہوا اس صدمے کا اثر نہوا رستم نے ہنسکے جواب دیا کہ یہ
لڑائی میرے سامنے کھیل ہے برزو نے خوف کہایا دل مین ہراس آیا اس عرصے مین دن تمام ہوا شام کی
شفق نمایان ہوئی جہان پہلوان نے کہا گھوڑے دن بہر کے بہوکے پیاسے ہین اور رات بہی آئی صبح کو ہم
تم سمجھ لینگے برزو نے قبول کیا اپنے لشکر مین چلا گیا افراسیاب سے کہا عجب حریف کا مقابلہ تہا نہین معلوم
وہ اور اوسکا گھوڑا فولاد کا بنا تہا کہ کسی حربے نے میرے اوسپر اثر نکیا دم سحر دیکھئے کیا ہوتا ہے کسکی قضا آئی
کون راہی ملک بقا ہوتا ہے ادہر جہان پہلوان بچشم خونفشان کیخسرو سے کہنے لگا مجکو اس نوجوان نے
بیکار کیا گرز کی ضرب سے شانہ ٹوٹا حکمت عملی سے اوسکے ہاتھ سے زندہ چھوٹا صبح کو اوس سے
لڑنا محال ہے شدت درد سے عجیب حال ہے اور فرامرز بہی ہندوستان مین لڑ رہا ہے جو وہ ہوتا تو البتہ مقابلہ کرتا
خسرو کو بہت ملال ہوا فرمایا بحمد اللہ تعالی صبحکو ہمارا اوسکا سامنا ہے اور جو جو تاجدار خنجر گذار حاضر تہے سب نے
دست تضرع کی ابہی تو ہم سر دینے کو موجود ہین بعد ہمارے اختیار ہے ہم زندہ رہین ایسے بادشاہ کو ایک بیگانہ
ترکستان سے لڑنے کو بہیجین القصہ نصف شب گذری مگر رستم درد سے بیتاب تہا نیند نہ آتی تہی طبیعت
الجھکر گہبراتی تہی ہر بار دست شکستہ بدرگاہ حضرت رب العزت اوٹھاکے دکہاتا تہا یکایک زوارہ رستم کا بہائی
خبر فرحت اثر لایا کہا مبارک ہو فرامرز مع الخیر بالفتح و ظفر ہند سے آیا جہان پہلوان بیٹے کو دیکھکے شاد
ہوا تمام لشکر میں شکر [illegible] ادا ہوا تہمتن نے آرام کیا فرامرز نے استراحت کا سر انجام کیا جب ہم خسرو خاور
[illegible] نے صف جنگگاہ کو بلاخلل کرنے لگا رستم نے سب اسباب حرب پہنا فرامرز کو پہنایا ماجرائے
گذشتہ کا سبق پڑہایا پہر مقابلہ کو بہیجا صف توران سے وہ نوجوان نکلا ادہر سے فرامرز نے
رخش کو ٹہکرا کے بڑہایا باہم گفتگو ہونے لگی برزو سمجھا پہلوان دیروزہ نہین
کہا کل والے تو میری ضرب کے صدمے سے راہی ملک بقا ہوئے تم آج تازہ مصیبت مین مبتلا

ہوے فرامرز نے کہا گفتگو بے لاطائل ہے کیا حاصل سنبھلجا یہ کہکے گرز کوہ شگاف کنندہ میدان مصاف ہاتہ مین لے اوٹہایا اور برق کی طرح جھپکے آیا اسطرح پیہم اور تواتر گرز لگائے کہ برزو کی ہوش و حواس سنبھلنے نپائے مجبور ہو کر خانہ زین سے برزو زمین پر آیا سپر کے ٹکڑے ہو گئے نکا نشان نپایا فردوسی

زبس خم گوپال بست کین	بجنبید برجای گفتی زمین	بیفتاد برزو چو پیل مست	فرامرز بکشاد آنگاه دست
کمندش تن فتراک زین بر گشاد	بیفگند بر یال و سیحون باد	جب برزو کمند مین الجہا افراسیاب تمام فوج کو	

لیکے گر ادہر سے کیخسرو ٹہما جہان پہلوانے دوسری کمند دست شکستہ سے لگائی وہ بہی گرد نمین آئی یہان تو دونون صفونمین تیغ کی براّنی سے سرفشانی ہونے لگی کمند مع برزو زوارہ کو دی رستم بہی مصروف جنگ ہوا تورانی برزو کی گرفتاری سے بہت تنگ ہوے زوارہ تو برزو کو خیمے مین لایا فرامرز اور رستم نے تورانیونکو معرکے سے بہگایا کیخسرو کے روبرو طبل فتح ہوتا لشکر دلشاد خیمے مین داخل ہوا افراسیاب فرار ہوا اسطلب حاصل ہوا خسرو نے برزو کے قتل کا حکم دیا رستم نے شفاعت کی کہا ابہی یہ کم سن ہے افراسیاب نے مال و اسباب سکو فزون از حد حساب دیا تہا اسنے حق نمک ادا کیا تہا اب جو یہان پرورش پاے گا شرط جان نثاری بجا لائیگا کیخسرو قتل سے درگذرا رستم کے حوالے کیا تہمتن نے بہت احتیاط سے سیستان بہیجا زال کے پاس رہنے لگا شہرو جو برزو کی مان تہی اوسنے قصہ گرفتاری سنا منہ پیٹا سر پیٹا پہر اوسیدم وہ بیجان عازم سیستان ہوئی وہان پہونچکے ایک ڈومنی سے کہ وہ رستم کے گہر مین آتی جاتی تہی بہت معتقد تہی میراثنی کہلاتی تہی اوس سے ربط بہم پہونچایا زرو جواہر اوسکو دیکے ملایا ایک روز برزو کہ کہانا اوسکے ہاتہ بہیجا انگوٹہی اوسمین رکہدی برزو دیکہکے خوش ہوا اوسکے ہاتہ کہلا بہیجا کہ تین گہوڑے جو صرصر سے تند و تیز رفتار ہون کیست نظر سے جلد بحر زخار کے پار ہون بہم پہونچا اور ایک سوہن مجکو بہیجدے کہ زنجیرین کاٹ ڈالون ہاتہ پاون قید و بند سے نکالون القصہ اوسنے گہوڑے لیے اور سوہان ڈومنی کے بہیجدیا جب سوہان برزو کے پاس آیا اوسنے زنجیرین کاٹین ہاں اوہان رہ گئے والا اوسکا کون تہا یہ تینون سوار ہوکے توران کو چلے قضارا راہ مین تہمتن نامدار شکار کہیلتا تہا برزو کا سامنا ہو گیا بہاگنے کی راہ نپائی مجبور

لڑائی کی نوبت آئی جب دونون خوب تہکے دم لینے لگے تہمتن اوس ضرب کے خیال سے
ورد کے ملال سے حیلہ سوچا کہا دن کم رہا کچہہ کہالین تو پہر لڑین برزو نے کہا اچہا کہانے
کہاتے اوسمن نے زہر ملایا پہر برزو کو دیا کہ تو بہی کہانے شہرو یہ معاملہ دیکہتی تہی اوسنے بیٹے کو نکہانے دیا نہ
کہایا ڈرتی تہی جو کہا گئی ہو نشہ نہ چڑہے دم آیا وہ جب مر گئی برزو نے آکے جہان پہلوان کو بہت نادم و خجل کیا
تقریر کو طول دیکے منفعل کیا **فردوسی**

برستم چنین گفت کای پر خرد	زنام آوران این کی اندر خورد
تراتہر غم ناید ز ریش سفید	ز یزدان ہمانا برید امید

پیلتن محجوب ہوکے آمادہ کارزار ہوا لڑنے کو تیار
ہوا بعد رد و بدل جب شمشیر و خنجر گرز و تیر سبکی نوبت اخیر ہوئی کشتی کی باری آئی باگڈورین کمر کے
اٹکا کی دونون دیو پیکر کشمکش کرنے لگے یکایک رخش برزو کی گہوڑی پر حملہ آور ہوا وہ جہجکے پیچہے ہٹا
اودہر تو برزو کو جہٹکا لگا ادہر سے موقع پاے جہان پہلوان نے زور کیا **فردوسی**

زنیروی بازو سرافراز مرد	بخاک اندر آمد بہ پشت نبرد
برو چیرہ شد رستم شیر زاد	برآورد بازو بکردار باد

جبکہ برزو گرا رستم چہاتی پر آیا خنجر کہینچا تہا کہ اوسکی مان دوڑی یہ کہا **فردوسی**

بخواہیش کشتن بہ نیکو نژاد	تبرا ز جہاندار پروردگار
اگر کاہی نبیرہ کشتی کہ پور	بہانہ ترا جنگ ایران تو را

بہت سی خاک ودڑائی کہا تجہے شرم نہین آتی کبہی پر خنجر بیٹا کبہی لیتا ہے افراسیاب کی لڑائی کا
حیلہ ہوتا ہی رستم نے کہا تو جہوٹ بولتی ہی شہرو نے کہا سہراب کی نشانی انگوٹھی اسکے پاس ہے اوسکو
دیکہلے جو تجکو وہم ہے اس سے **فردوسی**

نگہ کرد رستم در ان نگین	نگین جفت آن مہرہ خویشتن
برون کرد ازو نقش انگشتری	نگین چو فرزند چون مشتری
بخندید چون گل برخ تاج بخش	زبان برآمد برافراز رخش

تہمتن کو اسقدر خوشی ہوئی کہ پہولا نہ سماتا تہا ہر بار مثل غنچہ گل کہلا جاتا تہا برزو کو پہر دوڑ کے گلے
سے لگا یا پیار کیا گہوڑے پر اپنے ہاتہہ سے سوار کیا سیستان مین لایا پوتے کو دادا سے ملایا پہر

بیان افراسیاب آیا اوسنے ایک عورت سازندہ سوسن کو پایا وہ وعدہ
گرفتاری جہان پہلوان اور جو نامور جوان تہے سبکا کیا راہ مین مکان
بنایا جال بچہایا آخر کار وہان سے فرار ہوئی سرو سرایان محفل سخن تازہ کرتے

راویان داستان کہن یہے اسطرح زمزمہ پیرا ہوتے ہین کہ بعد گرفتاری برزو افراسیاب بصد
پیچ وتاب توران پہونچا رات دن غم وغصے سے ملول رہتا تھا ہمیشہ جفا یہین سوچتا تھا کہ ایک عورت
ساز نده بوڑہی ہیوس سوسن نام پیدا ہوئی اوسنے بادشاہ سے کہا آپنے اتنی کوشش وپیکار کی سب بیکار
کی رستم پر فتح نہوئی مجکو اجازت ہو کچہہ سامان عنایت ہو تو نیرنگ فسون سے سبکا حال دگرگون
کردون سیستان کو جوی خون کردون شاہ توران کو اوسکی بات کا یقین نہ آیا اوسنے اپنا سحر ونیرنگ دکہایا
افراسیاب خوش ہوا فرمایا کہ جو تجکو درکار ہو سے اپنی کام مین مصروف ہو نرشکہ پیلسم گردکو ہمراہ کیا
مال اسباب حسب لخواہ اوسکو دیا سوسن نے سیستان کے متصل سر راہ ایک مکان مختصر مستحکم قلعے کے
طرح پر بنوایا پاس اوسکے خیمہ استادہ کیا جو اوس راہ سے شام وپگاہ گذرتا ایک دو مہمان رکہتی
شراب کباب رقص وسرود مہمانی کا سامان رکہتی شرط مہمان نوازی بجا لاتی شراب پلاکی تحفہ تحفہ
کہانی کہلاتی اوریہان سیستان مین برزو کے آتے ہی سبکو خوشی ہوئی زال نے جشن ترتیب کرکے سبکو
بلایا طوس کو کیخسرو نے بضرورت رستم کے پاس بہیجا گودرز اور طوس مین نزاع قدیم تہی یہان وہ
چہڑ گئی بات بڑہ گئی طوس شاہزادہ نازک دماغ تہا بے رخصت ایران کو روانہ ہوا تکرار کا بہانہ
ہوا رستم نے یہ حال جو سنا بہت بدمزہ ہوا کہا وہ خلف سلطان دوسرے مہمان اوسے آزردہ کیا
برا کیا مصلحت یہی ہے کہ گودرز خود جاے بمنت لے آئے جب گودرز لینے کو چلا گیو نے رستم سے
کہا آپ سب حال جانتے ہین تنہائی مین انکو لڑنے کا موقع ہاتہ آجائے گا دوسرا کون ہے جو سمجہائیگا
اگر مجکو ارشاد ہو جاؤن سمجہا کے لے آؤن رستم نے کہا اچہا بیژن بہی چلا انکے بعد تہمتن کو خیال
ہوا کہ یہ سب جاہل ہین ایسا ہو قصہ طول ہو مطلب حصول ہو فرامرز سے کہا تو بہی جا وہ رخصت
ہوا زال نے کہا طوس شاہزادہ ہے اگر انکے کہنے سے نہ پہرا اور ایران پہنچا تو سخت خجالت ہوگی
ندامت سے عجب حالت ہوگی مین بہی جاتا ہون قصہ مختصر زال بہی راہی ہوا اب یہ سنئے کہ طوس
یکہ وتنہا اوس مکان کے قریب آیا دیکہا کہ خیمہ ایستادہ ہے باورچی کہانے پکاتے ہین امیرانہ ٹہاٹ
ہے اسنے پوچہا کہ یہ مکان کسکا ہے سامان کیسا ہے وہ بولے سوداگر کی عورت نے یہ بنایا ہے توران سے

آئی ہی یہان قیام ہی مسافر پروری کا شغل علی الدوام ہے گھوڑا کسی کود کے خیمے مین آیا دیکہا ایک
عورت نقاب ڈالے بصد غمزہ و ادا کرسی جواہر نگار پہ جلوہ گر ہے گرد ساز و سامان سب طرح کا مہیا
ہی یہ بہی کرسی پر بیٹہا اوسنے تعظیم کی طوس نے حال اوسکا پوچہا بولی مین زن سازندہ ہون رقص و
سرود میرا کام ہی سوداگر بچہ مجبر فریفتہ تہا تہوڑا عرصہ ہوا وہ بہت کچہہ مجکو دیکے مرگیا افراسیاب نے
چاہا تہا کہ بجبر مجکو اپنے گہر مین ڈالے مطلب نکالے مین حیلہ کرکے چلی آئی لیکن شوق ملازمت شاہ
ایران از حد ہے شب روز مجکو کد ہی کہ کوئی وسیلہ رسائی ہو تو مقدر آزمائی ہو طوس نے وعدہ کیا کہ ہم
لے چلینگے اور دور شراب شروع ہوا دو پیالے پیے متوالے ہوگئے بیہوش ہوا پیلسم گرد باندہکے
حویلی مین لے گیا کچہہ دیر مین گودرز بہی نجاوہ بہی گرفتار رہا پہر گیو پہنسا اور بیژن بہی قید ہوگئے اونسے
دو چار ہوا ان سب کے بعد زال آیا ہر چند لوگون نے کہا خیمے مین جاؤ یہ نگیا کسی نے کہدیا دو چار
نوجوان پہلوان اس مکان مین گرفتار ہین زال سمجہا کہ یہ جال ہی پہنسانے کی چال ہی ہوشیار ہوکے
خیمے مین گیا سوسن تیور دیکہکے بہاگی حویلی مین پہونچی دروازہ بند کیا زال نے اوسکو توڑا پیچہا
نچہوڑا وہان پیلسم نکلا باہم لڑائی ہونے لگی پیلسم کا گرز زال کے سر پر لگا مغز پریشان ہوا حیران ہوا دمین
فرامرز ڈہونڈتا آنکلا زال کو جدا کیا آپ پیلسم سے لڑنے لگا زال نے رستم کو آگاہ کیا ادہر افراسیاب
تو ہمہ تن گوش تہا پہلوانون کی گرفتاری سنکے یلغار چلا ادہر سے تہمتن پہونچا یہ خبر کیخسرو کے
گوش زد ہوئی شاہ ایران بہی مع فوج و سامان داخل ہوا غرضکہ پیلسم گرد کو رستم نے مار لیا افراسیاب کا
مقابلہ ہوا پیران نے افراسیاب سے کہا ناحق ایک رنڈی کج سرشت کے کہنے سے ملک پامال برباد
کیا پہر لڑنے کی خاطر آیا قصہ بڑہایا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ تیری فوج مین تو رستم کا مقابلہ کسی نے
نہین کیا ہے اکیلے نے لاکہون کو بہگا دیا ہے پیران ویسہ کی یہ صلاح ہوئی کہ نکل چلو افراسیاب کو
غصہ آیا کہا بہاگتے بہاگتے یہ حال ہوا کہ اب جینا وبال ہوا تاکہ یہ ذلت گہوڑا اڑا کے کیخسرو سے
گفتگو کی کہ آج ہمارا تمہارا مقابلہ ہو تو فیصل معاملہ ہو خسرو بہی ہاتہی پر سے کودا گہوڑا طلب کیا
لڑنے کا سامان سب کیا پہلوانون نے روکا سلطان ایران نہایت کبیدہ خاطر ہوا آخر گودرز نے بیژن

پیر سے بدسے فرامرز اور برزو دست بستہ روبرو بیٹھے گئے نوجوان ہیں یہ تکلیف سہینگے گیو نے قبول کیا
جہان پہلوان نے اپنا مطلب حاصل کیا اسی دم منشور غور نہری برزو کو عنایت ہوا ہندوستان کا ملک فرامرز
کو مرحمت کیا پھر آپ با فتح و ظفر مع فوج و لشکر منزل بمنزل کوچ و مقام ہوتا بیت السلطنت کو روانہ ہوا

داستان اختتام دولت افراسیاب ہے کہ پیران ویسہ قتل ہوا اور رشید اگویا
سرو دمیر ہوا اکثر گشتوں کے اس لڑائی میں پشتے ہیں لہو کے دریا بہے ہیں اور

چاہتا تھا کہ بیجن آخر کار گرفتار ہوا ہے اس بار افراسیاب جو شکست کھا کے ذلت اوٹھا کے توران پہونچا
ایران از
ہمت نے جوش کیا فرط غضب نے بیہوش کیا جو کچھ خزانے میں موجود تھا سب فوج کو تقسیم کیا عزم جنگ
لے جا
م کیا تم غضنفر جوان ہیں یہ ہم پہونچائی جو جسے طلب کیا اوسکو دیا یہ خبر کیخسرو نامور کو پہونچی اوسنے گودرز
نے فرمایا کہ رستم کئی بار جنگ توران فتح کر آیا افراسیاب کو روز سیاہ دکھایا ہے ابکی تمہارا حصہ ہے
وہ تدبیر کرو جس میں افراسیاب اسیر ہو یا ہلاک ہو کہ یہ قصہ پارینہ پاک ہو گودرز نے طوس اور گیو اور بیژن کو
با فوج بیشمار ہزار در ہزار ہمراہ لیا اور انکا رخ کیا پھر فرامرز سے خسرو نے ارشاد کیا کہ تو ہندوستان کو فتح کرتا
سرحد چین و ماچین میں گودرز سے ملحق ہوتا جب تک افراسیاب پابزنجیر نہوگا یہ بکھیڑا اخیر نہوگا جب یہ افراسیاب
نے سنا کہ گودرز بالشکر جرار فزون از شمار آ پہونچا اوسنے ہومان کو با سپاہ بیکران روانہ کیا اور
پیران ویسہ کے ہمراہ ہزار ہا رزم خواہ کمک کو بھیجے گودرز سے اور ہومان سے مقابلہ ہوا ایک کوشش ولد
بیژن سے ہومان کو مارا اور فوج فرار ہو کے پیران ویسہ کے پاس آئی گودرز نے دم نلیا بے توقف پیران پر آیا
لڑائی ہونے لگی پھر گودرز نے کیخسرو کو عرضداشت لکھی کہ بدولت اقبال سلطان با جاہ و جلال ہومان کو
جان سے مارا اب پیران ویسہ کا سامنا ہے لشکر غنیم بہت عظیم ہے رستم کو ادہر روانہ فرمایئے کہ ہماری
فوج کا جی ٹوٹا ہے خوف و ہراس بڑا ہے کیخسرو نے سنا و بیدرم فرمان واجب الاذعان سیستان کو روانہ فرمایا
اور تاکید لکھی کہ بمجرد دیکھنے فرمان کے ادہر آؤ اوسی راہ سے گودرز کی مدد کو جاؤ ہنوز منتظر نہوگا
کہ ایک روز جنگ عظیم ہوئی شکست غنیم ہوئی ہوائے فتح و فیروزی نے ایرانیونکا پھریرا اڑایا تورانیونکو
بھگایا مگر پیران ویسہ نے پائے ثبات معرکہ کارزار میں جمایا جرأت کی داد دی انتہا کی بہادری کی

رخصت کر دیا اب اس سے بذات خاص بے وسواس لڑونگا صلح ہرگز نکرونگا رستم نے
عرض کی کہ اسے صاحب اقبال یہ امر مناسب حال نہیں ہے فردوسی

بگو نامہ گم شود زان چیاک	وگر دور از این گر تو گردی ہلاک
ز ایران بر آید یکی تیرہ خاک	بدست تو گر شیدہ گرد ہلاک

یہ صلاح ٹھہری کہ شیدا کو
رخصت کر دو نامے کا جواب اوسکے ہاتھ بھیجو دم سحر لبصد کر و فر شیدا کو وداع کیا فرمایا قارن صف
شکن جواب لائیگا شیدا نے کہا مین تو آپسے لڑنیکو آیا تھا نامہ جیلے مین لایا تھا یہ کلمہ سنکے خسرو کو غصہ آیا کہا ہم
انشاء اللہ تعالی یہ گو یہ میدان ہے ہمارے تمہارے جنگ کا سامان ہے پھر اوسیدم جواب نامہ قارن کے ہاتھ روانہ کیا مضمون آن تھا

کنون کار زاد تو دشوار گشت	سخنہا ز اندازہ اندر گذشت
کہ چندان ببایم شمارا امان	کہ بر گل چہ باد تند خزان
بر بوم و گنج و سپاہ مراست	ہمان تخت و تاج و کلاہ مراست
سپید و بان او جہان من	بہ خنجر بہ بندید سر افشان من
من و دید و دست شمشیر تیز	بر آرم بفر جام از دور ستخیز
ترا این چرخ ہمار البشید انگوی	کہ لے کم خرد جنتر ناجوی
مگر بر چنان زار بر تو دیر	کہ کاؤس گر بہ ہمی بر سپیر
بزور جہان آفرین کردگار	بنیروی کاؤس پروردگار
اگر م پشت گرمی یزدان بود	ہمیشہ دل بخت خندان بود
پلنگ تو در خواست از ما نبرد	نہ نامردم ار پیور تو ہست مرد
کسے را نخواہم ز ایران سپاہ	کہ با وی بگردد بہ آوردگاہ

جب نامہ قارن کو حوالے کیا کہدیا کہ افراسیاب پاس جانا مگر مبادا
جہاندار انگیخت انجمن	کہ این جامہ بر تو ساز دکفن

قارن نے جب یہ پیام شیدا کو پہونچایا اوسکے جواب مین
تو یہ حرف زبان پر لایا کہ کیا مضائقہ مگر صبح کو ہماری لڑائی کی سیر دیکھنے جانا اور کنجسرو سے کہنا تنہا آنا
قارن نے کہا خیر ہے خسرو کب محتاج مدد غیر ہے القصہ حسیدم خسرو فلک حشم لبصد جاہ و حشم جلوہ گر ارکہ زنگاری ہوا
ہر ایک شاہزادہ سرگرم تیاری ہوا مسلح و مکمل ہو کے بر سر میدان دونون جلوہ کنان آئے فردوسی

بہ تندی ہر دو ز لشکر بدور	چنان چون شیر و مرد دان پسور

القصہ مشغول کارزار سرگرم پیکار ہوئے کوئی کسب اور
فن سپہ گری ایسا نتھا کہ سر میدان اونسے ظاہر ہوا دونون طرف کے پہلوان اور مرد میدان واہ واہ سبحان اللہ
کرتے تھے آخر کار شیدا نے کہا کہ اب ہم تم کشتی لڑین خسرو نے کہا اچھا گھوڑے سے اوتر کے دو دو شیر
تا دیر گاہ زور ہی پیچ کی گھات اور چوری کرتے رہے یکایک شیدا نے کمر بند مین ہاتھ ڈالکے اوٹھایا خسرو نے
جنبش نکی ایسا لنگر جمایا جب خسرو کی باری آئی شیدا کے سر پر قضا چلائی دفعۃً بغلی سے اوٹھا کر

وہ جوش ظفر موج کیا ہوئی کیا وہ تخت و تاج ہوا آج یکہ و تنہا بوریے کا محتاج ہوا نکوئی امیر ہے نہ وزیر پاس ہے ہر سمت ہجوم حسرت و یاس ہے رفیق ناکامی جلیس یاس ہے ہوم نے تامل کر کے آواز پہچانی فردوسی

چنین گفت کاین نالہ ہنگام خواب | نباشد مگر زان افراسیاب
بسکہ جور افراسیاب سے ستم کشیدہ آفت دیدہ بیٹا دل کیا

رقت انتقام ہے اسیواسطے سابقین کا یہ کلام ہے سعدی

مکن بد کہ بد بینی از یار نیک | نروید ز تخم بدی بار نیک

دم سحر ہوم نفتہ جگر پکارا کہ اے شاہ توران پرشوکت والاشان دعا تیری قبول ہوئی باہر آجو حاجت رکھتا ہے برزبان لاغیب سے تیرے واسطے مدد آئی ہے شاہنشاہ ازل کے پاس سے تا ابد تیری سلطنت کی سند آئی ہے افراسیاب خوش ہو کے نکل آیا ہوم نے گردن پکڑ کے گھونسا لگایا پھر مستحکم باندھ کے حال پوچھا اوسنے تمام سرگذشت بیان کی وہ کیخسرو کے پاس لیچلا ہر چند منت و زاری فریاد و بیقراری کے سودمند ہوئی کشاں کشاں روبروے سلطان ایران لایا بہت کچھ نقد و جنس پایا فردوسی

چو درپیش کیخسرو آمد بدرد | بباریدہ خون برخ لاجورد
شہنشاہ ایران بیان برگشاد | وزان طشت و خنجر ہمی کرد یاد

پھر کیخسرو نے فرمایا کہ سیوز کو حاضر کرو طشت و خنجر بھی ساتھ ہو اوسیدم دونوں خودسرون کے تن سے سر کٹ گئے ملک پہلوانونکو مین چلے جوانونکو بٹ گئے رستم کو توران کے بندوبست کو چھوڑا اپنا ایران کیطرف منہ موڑا جب ہم قریب آیا کاؤس کو خبرداروں نے مژدہ پہونچایا خود باجاہ و جلال بعزو شوکت کمال استقبال کیا گلے سے لگالیا کہا شکر ہے یزدان کا کہ سیاوش کا انتقام پھر پایا جانکو راحت ملی دلکو چین آیا کچھ دن نگذرے تھے کہ کاؤس کو پیام اجل آیا دار فنا سے رحلت کی بعد غزنہ و شراکت غیر کیخسرو کے سلطنت کی یہ بیان محققین مورخین کا مضمون تو صاف صاف ہے مگر تحریر و تقریر میں گونہ اختلاف ہے اسواسطے لکھا اور صاحب روضۃ الصفا کہ مورخ یکتا ہے وہ اسطرح لکھتا ہے کہ ایک روز حرکات ناپسندیدہ سالار ترکان کیخسرو والاشان یادفرما کے سخت دل ہوا کہ باوجود اتنی لڑائیوں کے ابتک مطلب نہ حصول ہوا چار سردار جہاندیدہ خنجر گذار با فوج بیشمار چار طرف بھیجے کہ افراسیاب کو ہر سمت سے گھیر و لڑنے سے منہ نہ پھیرو میر کیف یا گرفتار ہو یا سر سے زندہ بچا گئے نپائے اور گودرز کو درفش کاویانی دیا جسکو بادشاہوں نے اپنے پاس سے کبھی جدا

گیا تھا اور سپن گنج کیطرف بھیجا خود بھی اوسیطرف عازم ہوا جب افراسیاب کو گودرز کی آمد معلوم ہوئی
پیران ویسہ کو بلایا اپنے بھائی کو اوسکے ہمراہ کیا فوج دریا موج بے حساب ہمراہ لیے گیا گودرز سے
لڑائی کی اجازت دی مگر یہ خبر نہ تھی کہ جب سعادت اقبال نحوست زوال کے ساتھ بدل جاتی ہے تو حال سے
احوال بدلتا ہے نہ زر کام آتا ہے نہ فوج کی کثرت جان بچاتی ہے القصہ مقابلہ ہوا طرفین کے دلاور مردوں نے
جانبازی کا کوئی مقدمہ اوٹھا نہ رکھا ہر سمت لاشوں کے انبار ہوے دریاے خون رواں تھے نہنگان
بحر شجاعت موج خون میں ماہی تشنہ زبان سے تھے رباعی اگر بخشم تا دل بجائے زنگری سا بر بر باچہ خرد اندر

ہزار سر پامالی ہے چو غنچہ بجگر بکتر بیر دست انکے ہست		دگر نہ از چہ لیس خشک سے دیدہ تر پامالی ہے آخر کار

پیران ویسہ کو گودرز نے مارا اور گیارہ سردار نامدار تورانی اسیر ہوے کرسیوز اپنے اعمال ذلیل و خوار ہو کے
گرفتار ہوا اکو سوار افراسیاب کا اوس کارزار میں کام آیا باقیماندوں کا کمیت سے پاؤن اوٹھ گیا اس ہنگامے
میں رایت نصرت آیت کیخسرو نمودار ہوا گودرز نے حکم دیا کہ ہر ایک صاحب علم ڈلوا اپنے اپنے قتل کیے ہوے
زیر علم ایک جا کرین کہ مقتول جلد شاہ ایران کے ملاحظے سے گذر جائین قاتل انعام پائین اور
خود استقبال شاہ با اقبال کو روانہ ہوا بعد حصول قدمبوس سر ہر علم لایا کشتوں کو اور اسیروں کو دکھایا
دیکھتے دیکھتے کیخسرو علم گودرز کے قریب آیا پیران ویسہ کو زیر علم بر سر خاک بیجان پایا گھوڑے سے
اوتر کے گریہ و زاری بہت سی بیقراری کی فرمایا اسکو غسل و کفن دیکے اچھی جگہ دفن کرو اور کرسیوز کے
علم سے کرسیوز بندھا پایا اوسکا سر کٹوا دیا دوسرے دن خلعت اور انعام خاص و عام کو بقدر لیاقت
عنایت فرمایا کرمان اور گنج مکران فریبرز کو دیا اور حاصل اصفہان جرجان قہستان گودرز کو
عنایت ہوا افراسیاب پیران ویسہ کے قتل سے آگاہ ہوا مصروف نالہ و آہ ہوا بہت خاک اوڑائی گھبرا ڈالی دولت
کی نوبت آئی پھر شیدہ کو بعد یاس بھیجا کیخسرو نے اوسکو پیران ویسہ کے پاس بھیجا بعد فتح کیخسرو نے فرمایا کہ
خوارزم نے پیدا اس سے خوارزم اوسیکا نام ہوا جب شیدہ قتل ہوا شہریار ایران بصد شوکت و شان
گنگ دژ کہ دار الملک افراسیاب کا تھا وہان آیا قلعے کو گھیرا افراسیاب کھڑکی کی راہ سے بھاگ گیا قلعہ فتح
ہوا مستقلان سراپردہ افراسیاب کے پردہ دو چار ... پائے زیر دامن عاطفت سلطانی آئے اور افراسیاب

بلہراسپ داد افسر خسروی | وسپرد عہد و تاج کیخسروی | اور حافظ ابرو نے لکھا ہے کہ مورخ کہتے ہین کہ

کیخسرو نے مسجد بنائی تھی وہ ہمیشہ سفر و حضر مین پاس رہتی تھی محراب مین در و جواہر گرانبہا نہایت آب و تاب سے لگائے تھے بطرز آئین پیران بیٹھین اوسمین نماز رب العالمین پڑھتا تھا اور خلق کو پرستش بے نیاز کی ترغیب کرتا تھا اور فارسی کہتے ہین ہمیشہ تھا جو کچھ شاہان ماضی نے رعایا سے بظلم لیا تھا سبکو بلاکے پھیر دیا بہر حال کفالت کرتا رہا عہد حکومت ظلم و جور نکیا خسرو کا قول یہ تھا کہ پائداری ملک و رعیت کی مال سے ہے پروردگار نے اسکو وسیلۂ حصول مقاصد دو سرا بنایا ہے اور آبادی مملکت کی اور ترقی رعیت کی عدل و داد سے ہے پس لازم ہے کہ مال بے محل صرف نکرے اور انصاف سے نہ گذرے لقب اوسکا مبارک ہے

ذکر پھر اصل کتاب کا ہے یعنے شاہنامے سے شمشیر خانی مین جو کچھ لکھا ہے ترک سلطنت کیخسرو کا بیان ہے آمد لہراسپ کا ملک ایران اور تورستان ہے سمجھانا رستم و زال کا نمانا سلطان خوشخصال کا لب چشمہ جانا پہلوانونکا برف مین دب جانا

زندہ کن داستان گذشتگان علی الخصوص فرمانروایان توران و ایران صاحب شمشیر و زبان مالک اقلیم سخنوری سرخیل شاعران فردوسی سحر بیان لکھتا ہے کہ بعد انتقال کیکاؤس بکساٹھ برس حسب دلخواہ کیخسرو با فر و جاہ سلطنت کرچکا اور کوئی اندیشہ کسی کا دغدغہ نرہا ایک روز کاربردازان سلطنت امیر وزیر حکیم مشیر ترقیخواہان دولت جتنے تھے سبکو جمع کیا پھر فرمایا کہ یہ جا جسکو سرائے فانی دنیا کہتے ہین عاریۃ ہمسین اوترہتے ہین گذشتنی اور گذاشتنی ہے شعر | بباید رفت زین کاخ دل افروز | اگر صد سال مانی ور یکے روز |

جو اوسکو دارنا پائدار سمجھے وہ اوسکی شادی یا غم کا اعتبار نسمجھے یہ جگہ ایک دن خواہ مخواہ چھوٹ جائیگی تخت کے بدلے تختہ تابوت ہوگا لحد کے فشار سے ہڈی پسلی ٹوٹ جائیگی لطف یہ ہے کہ اسکو آپ چھوڑ دیجیے اسکی کشمکش سے کنارہ کرکے رشتۂ امید توڑ دیجیے عنایت پروردگار اگر شامل ہو تو فارغ البالی مین بڑی سلطنت جاودان حاصل ہو اب مین نے لہراسپ کو قابل فرمانروائی سمجھکے ولیعہد کیا نظم و نسق سلطنت ملک کا انتظام اوسکے قبضۂ قدرت مین دیا تم سب اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا یہ رعیت پروری غربا نوازی کریگا انصاف اور عدل کا سررشتہ ہاتھ سے نہ دیگا تم سبکی چارہ سازی

کرے گا دامن امید تمہارا از رد جواہر سے بھرے گا مجکو دل سے بھول جاؤگے اوسوقت میرا یہ کلام یاد کرنا بے اندیشہ و غم باہم رہنا ستم رسیدونکا دل شاد کرنا خلقت یہ بیان جانگاہ سنکے رونے لگی جان کھونے لگی کہ ایسا سلطان والا شان قدردان کہاں پائینگے در و دیوار سے سر ٹکراکے مرجاینگے کیخسرو نے سبکی تسکین و تشفی کی خلوتسرا کی راہ لی رئیسون نے یہ مضمون زال و رستم پہلوان کو لکھا دونون بر خلاج استعجال یعنے رستم و زال فوراً آپہونچے پردے کے قریب زال ستودہ خصال آیا آداب و تسلیم بجالایا سبب آمد خسرو نے پوچھا زال نے خلوت نشینی گوشہ گزینی شاہ کی بیان کی خسرو نے مضمون بسابق بکرر زبان گہر فشان سے دونونکو سنایا کہ بالفعل یہ خیال آیا ہے اس سے منہ چھپایا ہے تہمتن نے عرض کی داد رسی ایک ستم دیدہ کی عبادت صد سالہ کا مزا رکھتی ہے پھر پھر حضرت امور سلطنت ملاحظہ فرمائیں تین پہر خالق کی بندگی بجالائیں بادشاہ حق شناس نے جواب دیا کہ دل ایک دم طرف توجہ کر نہیں سکتا اور میں نے رویائے صادق میں دیکھا ہے کہ کوچ کا زمانہ استقلام سے نزدیک ہے اب الغرض مصلحت اندیش سے بہت دور ہے کہ یہ چند روز بھی بطور گذشتہ ہاتھ سے دیجیے سامان سفر کیجیے کیونکہ وہ راہ درپیش جہان منزل ہے اور نہ سنگ نشان ہے نہ رہبر ہے نہ کوئی کاروان ہے عالم تنہائی میں یار نہ آشنا ہوگا خوف ہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوگا

القصہ رستم و زال مایوس ہوکر گریہ کنان باہر نکلے یہ کہتے تھے

دریغ آن بلند اختر رای تو ❊ بزرگی و دیدار بالای تو
خردمند زین کار حیران شود ❊ کہ زندہ کسی سوی یزدان شود
کز اندر گیتی چہ آورا غنود ❊ چہ گویم کہ گوش این نیارد شنود

پھر حکم کیا کہ خیمہ ہمارا صحرا کے پر فضا میں بپا ہو حسب ارشاد کار پرداز بجالائے ایک ہفتہ جشن عظیم ہوا در خزانہ و گنج کھلا ارباب افلاس و احتیاج مسکین و غربا پر بند ہوا جو ذی حق تھے حوصلے سے زیادہ اسباب اور مال سبکو عنایت ہوا فقیر ہر ایک امیر ہوا مستغنی جو ان دیر ہوا یہ سب بانٹ کے جنگل کی طرف چلا بچہ بکدہ چشمہ مقصود نظر آیا سبکو رخصت کیا اونہون نے عرض کی جو دم ہے زیارت سلطانی غنیمت ہے کیخسرو نے فرمایا یہان برف گریگی طوفان آئیگا زندہ گھر تک کوئی جانے نپائیگا یہ کہکے اوس چشمے میں در آیا پھر جو ڈھونڈھا بادشاہ کو کہیں نہ پایا فردوسی

همه تنگدل گشته و تافته ❊ سپرده زمین شاہ نایافته

جب نامدار شاہ گردون وقار کو کھو چکے خوب سار و چکے فریبرز نے کہا جو کچھ ہونا تھا ہوا اگر یہ زاری

فریاد و بیقراری سے اب کیا فائدہ صبر کرو دل پر جبر کرو اور کچھ کھا کے ایکساعت استراحت پاکے پھر چلو فردوسی

وزان پس چنین تیز چیزی که بود	ز خوردن بسی خواب گشتند زود
برآمد یکی باد و برف گران	زمین شد سپید از کران تا کران
زمانی طپیدند در زیر برف	یکی چاه کندند در راه ژرف
هم آنگه برآمد یکی باد و ابر	هوا انگشت پیچان حریم هژبر
فتند در دنبه یکباره گردان نیو	چه طوس و فریبرز و بیژن چه گیو
نماند ایچ کس ز ایشان نشان	برآمد بفرجام شیرین روان

ایک شخص زندہ نہ بچا وہ مجمع برف کے تلے چھپکے ٹھنڈا ہوا گودرز جو پہلے رخصت ہوکے پھر آتھا وہ راہ مین انکا منتظر تھا مجبور کسیکو احوال دریافت کرنیکو بھیجا اوسنے برف کے تلے سبکو جان بحق پایا متنفس زندہ نظر آیا

اب سلسلہ اور جھگڑا مقدمہ جرأت اسفندیار سے شہر الہراسپ کا لیجاتا ہے روشن ہوتا ہے اور گشتاسپ کا بیان ق

بیاراست آئین کیخسروی	برافراخت آئین ز سر نیکوی
کنون تاج و تخت کی لهراسپ شاه	برآریم و اورا نشانم بگاه

لہراسپ نے عدل و انصاف جسمیں زیادہ کیا گنجشش وجود مین دست ہمت بلند کرکے کیخسرو کو سبکے دل سے بھلایا ایرانی شکر یزدان بجالائے سبھون نے اوسکے واسطے دست دعا بلند کرکے سر جھکائے پروردگار نے چار فرزند سعادتمند اوسکو دیے تھے آرداور زرسداب تو کاؤس کی بیٹی سے تھے اور گشتاسپ اور زریر کیسی درامیر کی لڑکی سے تھے الاسپ مین گشتاسپ متین و دوربین خوش فہم زبردست تشکیلی فرمانروائی کی دلیل بہت عقیل تھا دبدبہ سلطانی پیشانی نورانی سے پیدا عزم و شان لشکریسے ہویدا تھا لہراسپ تمر دجہاندیدہ تجربہ رسیدہ تھا وہ اولاد کاؤس سے باسباب ظاہر زیادہ مانوس تھا بیشتر حکومت اور امارت کا کام انہیں لوگونکو دیتا تھا اسی سبب سے گشتاسپ ملول اور پریشان رہتا تھا دلکا حال کسی سے نہ کہتا تھا ایک روز باتون باتون مین طول ہوا مادہ معبود تھا زیادہ ملال ہوا گشتاسپ کو ترک وطن کا خیال ہوا سو سوار ہمراہ لیکے وہ ذیشان سمت ہندوستان بے اطلاع روانہ ہوا لہراسپ نے جو سنا زریر کے ہمراہ ہزار سوار کرکے بلوایا راہ مین جب دونون بھائی ملے باہمی شکایت اور گذشتہ حکایت بیان کی فردوسی

بگاه و سپاهان خواهان نیکوی	بزرگی و هم فر خسروی
برو گفت گشتاسپ کای نامجوی	ندارم بر نزد پدر آبروی
مرا و ترا نزد او جا نیست	بچشم پدر اندرون راه نیست

غرضکہ بمنت و زاری زریر نے پھر چلنے پر راضی کیا گشتاسپ نے کہا تیری خاطر سے چلتا ہون لیکن یہ شرط ہے کے

کہ وہی عہدی مجکو ملے وگرنہ وطن سے آوارہ ہونگا باپ کے روبرو نہ ہونگا زریر نے قبول کیا اپنا مطلب
حصول کیا لہراسپ کے سامنے لایا باپ بیٹے کو ملایا مگر بدستور سابق وہی فتور رہا گشتاسپ کو خفت ہوئی
بیقرار ہوا ایکرات روم کیطرف وہ محروم فرار ہوا یہان پھر تلاش ہوئی کسینے پتا پایا جو ڈھونڈھنے گیا خالی پھر آیا
یہ روم مین پہنچا کچھ دنون گوشہ نشینی مین بسر اوقات کی دنکو رات کی جب فاقونسے حال زبون ہوا دل و جگر کھٹکے
خون ہوا فقر دیوانی مین بخیال تحریر و تقریر گیا لیکن خلاف تقدیر کیا اونہون نے جواب دیا کہ ہمین حاجت نہین
وہانسے مایوس بصد حسرت و افسوس بازار مین کسی لوہار سے کہا کہ مین مزدوری کو آیا ہون اوسنے کہا اچھا جیسے
ہتھوڑا اوٹھا کے نہائی پر لگایا وہ دونو مین ایک کو شکست بنایا ایک توڑ آشنائے کار دوسرے زبردست زور گرفتار
لوہار ڈرا اسکو کچھ نہ دیا مگر گھر سے نکال دیا فردوسی

| بپرخت گشتاسپ دل دردمند | خروشان بجوشان چرخ بلند |

آخر کار پریشان با دل نالان شہر سے جنگل کو چلا ایک کھیت کی مینڈ پر بیٹھکے رونے لگا کھیت کا مالک مرد پیر
جہاندیدہ تھا اوسنے دیکھا کہ جوان بے مثل لاثانی عمر ایرانی بصد پریشانی رو رہا ہے دامن و جیب آنسوون سے
بھگو رہا ہے اوسکو رحم آیا قریب آکے حال پرسی کی گشتاسپ نے شکایت بخت نحوست ایام سخت فلک
جفا سرشت کی کچھ بیان کی اپنی غریب الوطنی بھوک پیاس حسرت یاس کہدی وہ گھر لیگیا بشرط مہمان
نوازی ادا کی پیٹ بھر کے کھانا کھلایا اپنے گھر مکان بتایا جب گشتاسپ نے اوسکا حال پوچھا اوسنے کہا مین
جگر خون نسل فریدون سے ہون اس گوشے مین بیٹھکے کار دہقانی کرتا ہون رنج مین زندگانی کرتا ہون
گشتاسپ نے کہا یہ بھی نیرنگ چرخ سفلہ پرور و معاملہ فلک دون ہے کہ میرا جد بھی فریدون ہے القصہ دونون
خوب جنسیت کے سبب سے الفت ہوئی یار غار ہے چندے یونہی بسر لیل و نہار ہے یکایک طالع [illegible] ہوا بخت
خفتہ بیدار ہوا اوس زمانے مین یہ رسم قیاصرہ تھی کہ جب بیٹی جوان ہوتی مجلس طرح آراستہ کرکے شاہ و
شہزادہ ہائے ہر شہر و دیار عالی تبار کو بلاتے بیٹی کو دکھاتے جسکو پسند کرتی اوسکے ساتھ عقد ہو جاتا تھا
اون دنون کتایون نام پری پیکر گلفام قیصر روم کی بیٹی تھی کئی بار بادشاہ نے مجمع شاہزادہائے نامدار کیا
لیکن کتایون نے انکار کیا وجہ یہ تھی کہ گشتاسپ کو خواب مین دیکھا تھا اوسکی مائل تھی شمشیر محبت کی
گھائل تھی وہ نقشہ ہمیشہ پیش چشم تھا جب اوسکو اون لوگون مین نہ پاتی شادی کا غم سے انکار کر جاتی

آخرکار اس بار قیصر نے جشن عظیم مقرر کیا اوسی رات پھر خواب مین گشتاسپ نظر پڑا پھولونکا دستہ ہاتھ مین
تھا اوسکی ٹہنی توڑ کے کتابون کو دی وہ نیند سے چونک پڑی دم سحر بصد کر و فر آراستہ ہوکے بیٹھی اور حکم ہوا
کہ جو شاہ و شہریار کی نسل سے ہو اس صحبت مین آئے وہ دہقان بھی گشتاسپ کو ساتھ لیکے سیر کنان
چلا جاتا تھا یہ صدا سنکے دونون سر دولت پر پہنچے بمجرد نگاہ نظر اول مین کتابون نے پہچانا رفیق خواب بیدار مین
پایا سجدۂ خالق کو سر جھکایا اور پھولونکا دستہ شگفتہ ہوکے گشتاسپ کے ہاتھ مین دیا خزان رسیدہ کو باغ باغ کیا
قیصر جو مطلع کار رہا سخت بیزار ہوا کہ مرد غریب الوطن مجہول النسب جاہل رنج و محن کو پسند کیا پھر گشتاسپ کو
پاس بلاکے حسب اور نسب پوچھا اسنے سچ سچ کہدیا قیصر کو یقین نہ آیا تیوری چڑھا کے منہ پھیر لیا مجبور عہد شکنی
کے خوف سے کتابون کو حوالے کیا مگر مال و اسباب کی قسم سے خاک نہ دیا بلکہ گھر سے بدر کیا گشتاسپ
اوسکو لیکے خانۂ پریشان بے سر و سامان بیابان مین رہنے لگا افلاس کے الم سہنے لگا آخر کو یہ وتیرا مقرر کی کہ
دریا کے پار جاکے گور کا شکار کرتا نصف گذربانون کو دیتا آدہا اپنے صرف مین لاتا روز کی آمد و رفت سے
گذربان یار ہوگئے مددگار ہوئے اتفاقاً ایک امیرزادہ میرین نام آیا قیصر کی دوسری بیٹی کا پیام لایا اور تیسری بیٹی کو
اہرن نے طلب کیا قیصر تو کبیدۂ خاطر ہو رہا تھا ٹال گیا جب دونون بہت تنگ ہوئے تو میرین سے کہا فلانے جنگل مین
بھیڑیا ہے جو تو اوسکا سر لائے تو تیرا مطلب بر آئے اور اہرن کو دہن اژدر مین بھیجا یعنی ایک جا ایک اژدر رہتا تھا
اوسکے قتل پر شادی ٹھہرائی یہ دونون سخت حیران و پریشان ہوئے وہ کام نکرسکے مگر بوساطت گذربان
گشتاسپ سے ملے اپنا حال کہا کہ قیصر نے ہمکو اس حیلے سے ٹالا ہے جو ایسا امر مشکل ہمارے سر پر ڈالا ہے
اوسنے تسلی کی کہا یہ کام کیا ہے تمکو اسمین کیا ہے خدا چاہیگا تو تم دونونکا مطلب جلد بر آئیگا وہ اژدر اور
بھیڑیا بہت سہل مارا جائیگا پہلے تو بعزم قتل گرگ وہ شاہزادہ بزرگ چلا گذربان جو آگاہ تھے سیر دیکھنے کو
ہمراہ ہوئے جب بھیڑیا نظر آیا شیر سے زیادہ اوسکا قد پایا گشتاسپ پر حملہ آور ہوا ناوک جگر دوز کا سینے
مین گذر ہوا اسپر بھی وہ حبیب کے لپٹ گیا شاہزادہ والا تبار نے خدا کو یاد کیا [illegible] چیر ڈالا
پھر سر کاٹ کے لیچلا اور لاکے حوالے کیا قیصر اوسکا سر دیکھکے خود اوس جنگل مین گیا واقعی دو ٹکڑے دیکھا
وہانسے پھر کر بیٹی کا نکاح کر دیا اب اہرن کی مدد کی باری ہوئی اژدر کے قتل کی تیاری ہوئی ایک خنجر دندانہ

تیار کیا اہرن نشان بتانیکو خائف ہمراہ ہوا جب اوسکے مسکن کے قریب یہ دونون غریب الوطن پہونچے اژدہا بو پاکے باہر آیا خونخوار شرربار گشتاسب نے چند تیر پے در پے ایسے لگائے کہ اوسکے جسم مین سب تاپر در آئے خون بدن سے جاری ہوا سست ہو گئے جاری ہوا گشتاسب قریب گیا فردوسی

سبک خنجر اندر دہانش نہاد
زدادار نیکی دہش کرد یاد
بزد تیز دندان آن خنجرش
ہمہ تیغہا شد بکام اندرش
ہمی ریخت زو زہر تا گشت سست
بزہر سر بخون یکسر خود بشست

پھر تیغ سے مغز اوسکا بہسا کیا

فرو ریخت مغزش بدان سنگ سخت
بکشت اژدہا را بدان نیکبخت
بکند از دہانش دو دندان سخت
پس آنگہ بیامد سر و تن بشست

اوسکے دو نون دانت نشانی اہرن کو دیے وہ قیصر کے روبرو لیا بادشاہ کو یقین نہ آیا کہا ایسے اژدر کا مارنا دیو کا کام ہے یا نسل کیان سے یہ کوئی عالیمقام ہے مگر وہی وعدہ خلافی بری سمجھکے اوسکا بھی عقد کر دیا اب ان تینون شخصون مین وہ ربط و اخلاص بہم پہونچا کہ ایک جان دو قالب تھے ایکساعت بھی اپنین جدا نہوتے جبتک نسوتے اور شہزادیان بھی پاس بے وسواس ایکجا رہنے لگین آخر کو یہ خبر قیصر کے گوش زد ہوئی کہ تیرا داماد اول انکا رہبر اور رہبر اول جو اسکو بھیڑیا اور اژدہا اوسی نے مارا ہے انکا کام نکالا آفت عظیم کو ٹالا ہے فرط جرأت سے اس مقدمے کو نالائق جانکے اپنا نام نکیا تھا کہ کچھ ایسا بڑا کام نکیا تھا قیصر روم نے بڑی دہوم سے گشتاسب کو بلایا عذر ایام گذشتہ برزبان لایا پھر لشکر ظفر پیکر کا سالار کر دیا مختار کر دیا لڑائی گشتاسب کی الیاس والی خزر سے اور بعد فتح شہرہ پایا اور اپنی ہیبت السلطنت مین جانا جب لشکر کا سپہ سالار گشتاسب نامدار ہوا فتح و نصرت نے استقبال کیا ہمت نے ملک ستانی کا خیال کیا پہلے نامہ والی خزر الیاس کو لکھا کہ اتنے دنون بیفکر غیر ملک کی سیر تھتے کی اب دست بستہ حاضر ہو ملک و مال بندگان سلطان روم کو سونپو وہ سنکے آمادہ نبرد مستعد کارزار ہوا الٹے تیار ہوا یہانسے گشتاسب نے فوج لیکے کوچ کیا سلطان روم بھی اون دونون داماد ونکو ساتھ لیکے سیر دیکھنے چلا القصہ طرفین کی سپاہ رزم جو جنگخواہ روبرو ہوا صفین آراستہ ہوئین لڑائی کی تیاری ہوگئی موت کی گرم بازاری ہوگئی

چکاچاک چون خاست از ہر دو روی
زخون شد ہمہ دشت چون رود جوی
دہادہ برآمد ز ہر دو سپاہ
تو گفتی برآمیخت با شیر ماہ
بجنبید گشتاسب از زیر صف
یکے بارہ زیر اژدہا بکف

پرے سے تیر مارکے الیاس کو پکارا وہ بھی گھوڑا چمکا کے روبرو آیا گشتاسب نے فرصت نہ لینے دی نیزہ جوشن میں بند کر کے گھوڑے سے گرایا پھر آپ کود پڑا ہاتھ باندھکے قیصر روم کے سامنے آیا فوج مخالف یہ پستی اور جرات دیکھکے بھاگی شہر خزر قبضے میں آیا انتہا کا مال اسباب خزانہ پایا قیصر نے گشتاسب کا مرتبہ حد سے فزون کیا ایک روز گشتاسب نے فوج کے نامدار سالار طلب کر کے عزم جنگ ایران بیان کیا لہراسپ نے لڑنیکا سامان کیا سبنے متفق جواب دیا کہ الیاس نہو وہ بادشاہ تجربہ آزمودہ کار ہے اوسکا مقابلہ بہت دشوار ہے گشتاسب نے قیصر سے کہا تمہارے سردار پہلوان نامدار لہراسپ کا پاس کرتے ہین لڑنے سے ہراس کرتے ہین میں باوجود چند لڑونگا فتح کرونگا تم نامہ لکھو کہ یا ملک نصف بانٹ دو یا سر میدان نکلکے لڑو اوسی دم نامہ تیار ہوا اور قابوس نامدار ہوا جسدم لہراسپ کے روبرو پہونچا وہ نامہ پڑھکے بہت ہنسا کہ ایک خزر کے ہاتھ آنے سے تھوڑا ملک پانے سے قیصر کو بہت غرور ہوا ہمسے برسر فتور ہوا پھر قابوس سے لڑائی کا حال پوچھا اوسنے گشتاسب کی شوکت و شان بیان کی کہ داماد اوسکا والا نژاد دیو ہے بصورت انسان مثل باز آیا خانہ زین سے صید زبون کیطرح الیاس کو قیصر کے پاس لیگیا لہراسپ نے فرمایا اس جلسے مین کیسکی صورت اوس سے ملتی ہے قابوس نے زریر کیطرف اشارہ کیا کہ یہ نوجوان وہی شوکت و شان رکھتا ہے لہراسپ نے کہا خیر از ما ست کہ بر ماست جواب لکھا کہ فقط فتح جنگ الیاس پہ اتنے بدحواس ہوئے کہ کسیکا لحاظ و پاس نہ ہا سوال بیجا ہمسے کیا اگر دستور باج و خراج بھیجا تو خیر و گرنہ تختگاہ روم مسکن بوم شوم بنادونگا نام سبکے نشان ہوجائیگا وہ لبسا بسایا ملک ویران در و دیوار پامال سم اسپان گردنکشان ہوجائیگا جواب لیکے وہ تو رخصت ہوا بعد چندے زریر کو نامہ تحریر کر کے دیا کہا اونکو قیصر کے پاس جانا سخنان صلح د آشتی زبان پر لانا اور بشکل گشتاسب کی ملاقات کر کے سمجھانا کہنا ہمسے غلطی ہوئی خانہ خانہ تست ماست بے تکلف سے چلے آؤ یہ تخت و تاج مبارک ہو ہم تنہائی مین بیاد حق مشغول ہیں تمہارے مطلب حصول ہون زریر روم مین داخل ہوا خبر ہوئی کہ پسر لہراسپ پیغام لایا ہے نامدار بنکے آیا ہے قیصر نے اعزاز و اکرام سے طلب کیا گفتگو رہی رخصت ہوکے مکان پر آیا گشتاسب کے پاس گیا دونون بھائی بغلگیر ہوکے روئے زریر نے تقسیم کہا کہ باپ اب سلطنت سے بیزار ہے تمہارا طلبگار ہے یہ باتین سنکے حب وطن الفت مادر و پدر طبیعت مین

نعش زن ہوئی اوسی صبحکو بصد تجمل و شان کتابون کو ساتھ لیکے سوے ایران روان ہوا جب برو آیا لہراسپ تخت سے اوٹھا بیٹے کو گلے سے لگایا پیار کیا گہر ہاے اشک کو نثار کیا اور تخت زرین قریب بچھوا کے بٹھایا اوسی دم سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا فقیرانہ لباس حق شناس مین پہنکے بلخ کو روانہ ہوا وہان ایک مکان مثل خانہ کعبہ بنا کیا تھا اطراف و جوانب سے لوگ اوسکی زیارت کو آتے تھے مطلب پاتے تھے اوسکے حجرے مین جاگزین ہوا خلوت نشینی اختیار کی

بپوشید جامہ پرستش پلاس — خرد را جہان کرد باید سپاس

چو گشتاسپ را داد لہراسپ تخت — فرود آمد از تخت و بربست رخت

بسوے بلخ گزین شد بدان نوبہار — چو یزدان پرستان بدان روزگار

ایک سے بیس برس لہراسپ نے سلطنت کی اور رستم کی پہلوانی جانفشانی یہین تک ختم ہوئی یہان سے کارزار اسفندیار کا مذکور ہے ہفتخوان کا جانا اور میدان داری ہے روئین تن کی باری ہے فردوسی

زابیات گفتم من این سی ہزار — کہ نامہ رستم نامدار

کنم نامہ بر نام اسفندیار — دگر سی ہزار ار بود بخت یار

یہان سے جنگ و جدال رستم و زال موقوف ہوئی اسفندیار با وقار روئین تن صف شکن کا قصہ شروع ہوا کہ گشتاسپ تخت پر بیٹھا اور زردہشت مقرب ہوا آتش پرستی نے لاعلاج رواج پایا

چو گشتاسپ شد بر تخت پدر — بدان فر و اورنگ و کلاہ بزرگ

کہ فر پدر داشت و بخت پدر — کہ بیرون کنم از رمہ شیر و گرگ

منم گفت یزدان پرستندہ شاہ — ہمہ رسم شاہان بجا آوریم

مرا ایزد پاک داد این کلاہ — بدان ایدرین خدا آوریم

قیصر روم کی بیٹی سے دو لخت جگر نور نظر حاصل ہوئی ایک پشوتن رونق انجمن دوسرا خنجر گذار اسفندیار روئین بدن گشتاسپ عجب شہریار ذی اقتدار ہوا کہ ضعیفون کو زور دیا گردن کشون سے کار جبہہ سائی لیا ارجاسپ والی چین ماچین کہ نسل تور سے تھا شاہان عجم سے تھا دیو پری تک رام تھے لونڈی غلام تھے گشتاسپ بھی بصد افتخار باج گزار تھا قضاے کار اوسی زمانے مین زردہشت نام ملعون خلط دشمن اسلام پیدا ہوا اور کسی تقریب سے اوسنے گشتاسپ کی حضور مین باریابی خلوت کی نوبت آئی عالم تنہائی مین اوس پیر شیطان نے بہ غلو آتش پرستی کے کلام متمکن خاطر بادشاہ پر اعتقاد کیے اس حیلے سے رام کیا تو دام کیا پھر ایک درخت مع برگ و بار سر سے تیار کیا اور یہ کیفیت اظہار کی کہ جو اسکا پتا کھا لیگا اوسکا

رنگ اگرچہ تیرہ ہو روشن ہو جائیگا جب یہ مقدمہ تجربے مین درست آیا اوسنے باغ سبز دکھا کر زیادہ
اعتبار پایا فساد کی شاخ کا لگاؤ ہوا جنگاری کا الاؤ ہوا دفعتاً بادشاہ بلخ مین آیا بیمار ہوا اور مرض کا طول ہوا
قریب ہلاکت نوبت پہنچی وہ گم کردہ راہ علاج کرنے لگا صحت کامل ہوئی اب خلوت و جلوت مین
بار پانے لگا مراد حاصل ہوئی نیا شگوفہ پھلایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ مین راز دار حق ہون پیمبر برحق ہون
بہشت اور دوزخ پر مجھکو اختیار ہے بارگاہ کبریا مین میرا اعتبار ہے اور وہ کتاب ژند و استا آسمانی ہے میری
نبوت کی آیت ہے نشانی ہے جو اوسپر عمل کریگا اوسپر نظر عنایت عزوجل کریگا گشتاسپ نے باوجود کہن سالی
ابلہ فریبی وہ ہو کا کھایا صراط مستقیم مسلک قدیم سے پھر کر آتش پرستی کے طریق پر آیا فردوسی

چو بشنید از و شاہ دین او
پذیرفت و راہ و آئین او

کچھ دنوں کے بعد اس گبر نابہنجار نے یہ اظہار کیا کہ آج مجھکو معراج ہوئی تا عرش گذر ہوا جلوہ حق
مدنظر ہوا فردوسی

خداوند را دیدم اندر بہشت
دل و جانم آسودگی زان بہشت

ایک وزیر نزد گشتاسپ
اسکے حلقہ اطاعت مین آنے لگا نئے نئے گل کھلانے لگا ایک دن زردہشت نے کہا ارجاسپ کو
خراج دینا کیسا جسدم تو عزم کریگا چین ماچین زیر نگین ہے اس کہنے پر نامہ تحریر ہوا کہ بادشاہ چین دست بردار
ہوا آمادہ کارزار ہو یہ نامہ جو ارجاسپ نے دیکھا سمجھا کہ اوسی بے دین نے یہ آئین نکالا دین
و دنیا دونون مین رخنہ ڈالا جواب نامہ بلا تاخیر تحریر کیا فردوسی

شنیدم کہ اے گرد فرخ تباد
تو اورا پذیرفتی و دینش را

ترا و زریر و شہ ارجمند سپاہ
ببارا ستی راہ و آئینش را

بیامد فریبندہ پیر فریب
ازان پس کہ ایزد ترا شاہ کرد

ترا دل پر از بیم کرد و نہیب
یکے پیر جادو ترا گمراہ کرد

اور افسوس کی جا مقام غور کا ہے کہ تیرا باپ حق پرست یزدان شناس تہا اور تو اوسکی زندگی مین بدمست
ناسپاس ہے میرے تیرے اب لڑائی ملک اور مال کی نہین ہے مین جہاد کرونگا تیری سلطنت برباد کرونگا بیخ
مخالفت کا نشان نکال خلق کو تہلکے مین نڈال اور اوس نامرسل گمراہ کو روسیاہ کرکے شہر بدر کر ورنہ مجھکو دین سے بیگانہ سمجھنا

بیاموختم نامہ تا یک دو ماہ
نوشتم یکے نامہ دوستدار

بگیرم کشور سراسر تباہ
کہ در دین شنیدست آید بکار

زمینت سراسر بسوزم ہمہ
بگفتم ہمہ گفتنی سر بسر

ستارے دو کشت مانند زہم ہمہ
تو زردشت را در بند ہمی نامہ نگر

یہ نامہ تمام کرکے جادوئی بہنود دیو کے ہاتھ روانہ کیا جب گشتاسپ کے پاس نامہ آیا اوسنے زردہشت کو دکھایا:

بادشاہ نے فرمایا کہ جو تو نے اسکو مار لیا تو میں نے یہ تخت و تاج آج تجکو دیا فردوسی

که چون باز گردم زرزمین بمگاه باسفندیار م بود تاج و گاه
سپہ را ہمین پیش پیرو زنم ترا خسروی تاج بر سر نہم

بہزاد گہوڑا جو خود کا تہا اسفندیار اوس پر سوار ہوا بیدرفش سے دو چار ہوا فردوسی

بینداخت از تیغ زہر آبدار گرفت انگہی تیغش اسفندیار
زدش بر سر آن گاو چون بر جگر چنان کزد دگر سو برآمد ز سر

اوسکی گردن تیز کی چستی اور تیزی میں سرا وسکا کاٹکے زیب فتراک کیا جسم تہ خاک کیا پہر ارجاسپ پر حملہ آور
ہوا لشکر زریر بہی تورانی اوسکا سر دیکہکے حیران ہوکے بہاگ نکلے ارجاسپ بہی ٹہر نسکی تا بلا چنگل
کیطرف منہ اوٹہایا باقی ماندوں نے ہتیار ڈالدیے جانکی امان چاہی اسفندیار کی دہشت ایسی دلمین سمائی
گشتاسپ نے سبکی جان بخشی کی ابتدا اندہی پہر خود زریر کی لاش پر آیا نالہ و آہ کیا حال بہت تباہ کیا فردوسی

چو اورا چنین خفتہ اندر گشتہ دید بتن جامہ خسروی بر درید
چنین گفت کای شاہ گردان بلخ ہمہ زندگانی مرا گشت تلخ

جاماسپ وزیر نے یہ تدبیر کی کہ طرفین کے کشتے شمار کر دیکہ کار کرد فردوسی

ز ایرانیان کشتہ شد سی ہزار ہزار و صد و شصت تا بُد آر
ازان دشمنان کشتہ شد صد ہزار دو زان ہشتصد سرکش و نامدار

القصہ گشتاسپ کی فتح ہوئی زردہشت کی دونی قدر و منزلت بڑہی فردوسی

بیاید سرافراز اسفندیار بدست اندرون گرزۂ گاو سار
چو شاہ جہان روی اورا بدید ز جان و جہان نیش دل برگزید
ہمہ کار ایران مر او را سپرد کہ زو دید ہم مردی و دستبرد

جب گشتاسپ نے اسفندیار کو اختیار دیا و لیعہد کیا

کہا اب آرام کے دن گئے کشورستانی اور ملک گیری کا ہنگام ہے اسمین آبرو ہی تمام ہے پہلے اسفندیار نے
روم میں دہوم مچائی قیصر کو زیر فرمان کیا دہشت کے دین میں لایا کتاب ژند و استا نے رواج پایا
وہانسے ہند کا سامان کیا ہندوستان میں رنگ جمایا اپنا مذہب سبکو سکہایا ہم نے لیا زردہشت کا نام روشن کیا

ہر جا کہ کان شاہ بنمود رخ بیامد کمینہ کسے پیش او
ہمہ امر او را الفرمان شدند سر سرکشان جملہ پنہان شدند
از دین گذارش ہمی خواستند ہمہ دین او را بیارا ستند

جسد عم میں اور روم کی مرز و بوم قبضے
میں لایا اور ہند تک زردہشت بد بخت کا ڈنکا بجایا گشتاسپ نے بلا کے
گرفتار و قیل عو ار کیا بعد ملکوں کی فتح کے تہنیت نامہ اسفندیار نے گشتاسپ کو لکہا کہ باقبال

لازوال شاہ اُتنے ملک تخت حکومت آئے اور سب نے مذہب زردہشت قبول کیا مین نے اپنا مطلب حصول کیا آئندہ جو حکم ہو بجا لاؤن گشتاسپ بہت خوش ہوا وزیر امیر سبکو طلب کیا نامہ دکھایا اتفاقاً گرزم نام پہلوان تھا کہ وہ عداوت دلی قساوت قلبی اسفندیار سے رکھتا تھا اور منتظر وقت کا کرتا تھا اوسنے عرض کیا یا خلوتمین بادشاہ سے کہا کہ اسفندیار بہت زور پر چڑھا اگر اوسکے عزم فاسد سے بادشاہ مطلع نہوا اوسکے پیر پیچ ہوا سمالی ہے کہ بازمین آپکو شیدکر کے زندگی تلخ کرے بغیر باب سلطنت بید عدعد غیر اپنے اوپر کھولے فردوسی

تو دانی کہ آنست اسفندیار	کہ اورا بزرم اندرون نیست یار
بر آنست اکنون بہ بند ترا	بشاہی ہمہ بسپند د ترا

اس خبر وحشت اثر سے گشتاسپ کو ایسا فشار متردد ہوا کہ تین دن تک ساغر مے ناب کا سہ شراب ہاتھ سے نچھوا نہ صحبت مین کسی کو بار دی نہ اجازت اجراے کار دی چھٹے دن جاماسپ وزیر سے فرمایا کہ تو جاکے جلد اسفندیار کو تنہا بلا لا جاماسپ اسفندیار کے پاس بدحواس پہونچا نامہ طلب حوالے کیا اسفندیار نے کہا کہ مینے خواب مین دیکھا ہے کہ بادشاہ مجھسے خفا ہے جاماسپ بولا کہ خواب تیرا اچھا ہے وہ بولا نیکی کا عوض یہی ہوتا ہے مینے ملک فتح کیے زردہشت کے دین کو اسقدر رواج دیا سرکشونسے باج لیا اب تو مجھکو کیا صلاح دیتا ہے جاماسپ نے کہا چلنا ہر کیف اچھا ہے اسفندیار نے بہمن کو جانشین کیا فوج و لشکر وہین چھوڑا تنہا گشتاسپ کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے کہا ملک ستانی سے اتنے دنونکی حکمرانی سے نخوت اور غرور نے تیرے سر پر فتور مین خلل پایا یہی تخیلہ آیا اسفندیار نے جواب دیا کہ گوشہ کلاہ آسمان پر پہونچاؤن بلکہ خاک پاے شاہ ہون امیدوار عفو ہون ہر چند ناکردہ گناہ ہون گشتاسپ نے ندیمون سے پوچھا کہ جو بیٹا باپ سے پھر جاے دوسوسہ شیطانی مین گھر جاے اوسکا علاج کیا ہے سبنے عرض کی قید کرنا روا ہے غرضکہ فورا مسلسل اور مطوق کرکے قید سخت مین گرفتار کیا۔

مرا در ابد انجائے بستند سخت	ز تخت اندر آمد چو گشت بخت
زمان تا زمان زار بگریستے	بدان تنگی اندر ہمی زیستے

اسفندیار کو قید کرکے گشتاسپ سیستان مین آیا رستم اور زال کو اپنے طریق مین لایا دو برس وہان صبح و شام قیام کیا بہمن نے جو باپکی گرفتاری ذلت و خواری سنی فوج کو جواب دیا آپ کید امین باپکی خدمت کو آیا

ارجاسپ اسفندیار کی قید کا حال اور گشتاسپ کا ہونا پیش رستم و زال سنکے خوش ہوا کہرم کو بھیجا اوسنے لہراسپ کو مارا بلخ مین کہرام مچا دیا

ارجاسپ کو خبر ہوئی کہ اسفندیار زندان میں ہے اور گشتاسپ سیستان میں ہے خالی میدان دیکھکے کہرم اپنے بیٹے کو فوج دیکر بھیجا جب بلخ میں داخل ہوا اغلغلہ مچا لوگ لہراسپ پاس آئے ہرچند اوسنے لڑنے سے انکار کیا کسینے نمانا مجبور رجوع اوسکے رفیق قدیم عبادت کی سے بین ندیم تھے سبکو ساتھ لیکے لڑنیکو آیا فردوسی

زکہرم چو لہراسپ آگاہ شد	غمین گشت باپنج ہمراہ شد
زرجائی ہمہ تیغ بنا وردگاہ	بشد بر نہادہ کیانی کلاہ

القصہ جنگ عظیم ہوئی آخرکار تھوڑے تھوڑے بہت بہت ہوتے ہین لہراسپ زخمی ہو کے گھوڑے سے گرا طالع برگشتہ ہوا نصیب پھوٹا فردوسی

جہاندیدہ از تیر ترکان بخست	نگونسار شد مرد یزدان پرست

کہرم نے لڑائی فتح کی گبرونکو قید کیا آتشخانے بجھائے مکان کھود ڈالے کتاب ژند و استا کو چاک کیا آتش پرستونکو تہ خاک کیا گشتاسب کی ایک بی بی بلخ مین رہتی تھی قبل از شکست گھوڑے پر سوار ہو کے فرار ہوئی سیستان پہنچی سب حال بیان کیا گشتاسب اوسیدم روانہ ہوا رستم حیلہ کر کے رہگیا بادشاہ اوسکے اعراض سے سخت ناراض ہوا ہنوز گشتاسب بلخ میں پہنچنے نپایا تھا کہرم آیا راہ مین لڑائی ہونے لگی اور اوسی روز ارجاسپ بھی ملک چین سے اوس سرزمین مین بافوج ظفر موج داخل ہوا ایرانی بہت گہبرائے الا بجز جنگ چارا اور کچھ یارا نتھا فردوسی

بر آمد ز ہر سو دو بوق و کوس	زمین آہنی شد سپہر آبنوس
ہمہ منتظر تا چہ آرد سپہر	پدر را نبد بر پسر جای مہر
اگر دانہ روان تیر چون ژالہ بود	ہمہ دشت از آن خستگان لالہ بود
سرانجام گشتاسپ بنمود پشت	بدان انکہ شد روزگارش درشت

ترکون نے تعاقب کیا وہ قلعے مین جا کے چھپا مجبور ہوا ماسب سے تقدیر آسمانی تدبیر دفع بلائے ناگہانی پوچھی اوسنے جواب دیا کہ اسفندیار پر اس لڑائی کا دار و مدار ہے بغیر اوسکے فتح دشوار ہے اوسیدم گشتاسب نے جاماسپ کو کیدان بھیجا نامہ عذر آمیز اپنے ہاتھ سے بیٹے کو لکہا کہ بیٹے تیرے دشمن کے کہنے پر عمل کیا اپنی سلطنت مین خلل کیا جب نامہ اور جاماسپ اسفندیار کے پاس پہنچا وہ بہت بگڑا اور شکایت باپکی گرزم کی عداوت سب بیان کی غرض کہ جاماسپ نے نشیب و فراز سمجہا کے راہ پر لایا دوسرے دیکہا کے گشتاسب اوٹھا لگیئے اگلا سہو کو اپنی اوسکی خاطر سے محو کیا اور گرزم کے قتل کا حکم دیا پھر فوج فزون از شمار مع مردان کارگزار ہمراہ کر کے جنگ ارجاسپ نامزد کی ارجاسپ اس خبر سے اندیشناک ہوا کہرم کو مقابلے مین بھیجا جب سامنا ہوا گرگسار دوبدو جنگجو ہوا اور تیر بلا تاخیر اسفندیار پر لگا یا روئین تنی نے بچایا اسفندیار نے کمند ہمیشہ کے جھٹکا جو دیا خاک

زمین سے بہرہ کے زمین آیا

فردوسی

بنام جہان آفرین کردگار
بفیداخت در گردن گرگسار
بپیچید اندر آمد سر و گردنش
بخاک اندر افتاد عریان تنش
اور گرگسار کشان کشان اسفندیار اپنے لشکر مین لایا پہر فوج پر حملہ کیا
وزان پس سوی میمنہ حملہ کرد
عنان بارہ تیز تگ را سپرد
صد و شصت گرد دلیران بکشت
چو کہرم جہان دید بنمود پشت

کہرم میمنہ سے میسرہ مین اور میسرہ سے قلبگاہ مین اپنے باپ کے پاس آیا پہر کسیکی تاب نلایا دونون طرف کی سپاہ کینہ خواہ غٹ پٹ ہو گئی خوب تلوار چلی آخر کار شل بخت برگشتہ ارجاسپ نے منہ اوٹہایا بہاگ نکلا اسفندیار نے حکم دیا چینی اور تورانی زندہ نبچے **فردوسی**

بفرمود آن لشکر کینہ خواہ
دل بر زکین در پی آن سپاہ
بخون غرق شد سنگ و خاک و گیا
بکشتی بخون گر بدی آشنا
ہمہ کشتن دشمنان ساختند
بہ کالا گرفتن نپرداختند

القصہ با فتح و ظفر دہ بدرہ پیشر دیانے بجاتے بلخ مین داخل ہوے کچہ دنکے بعد گشتاسپ نے اسفندیار سے کہا کہ تیری بہنونکو ارجاسپ لیگیا ہی کلنک کا ٹیکا دے گیا ہے اسکا کیا علاج اسفندیار نے جواب دیا کہ وہان ہی جاونگا اگر طالع مددگار ہی چیڑا لاؤنگا گشتاسپ نے عہد کیا کہ جسدم مع الخیر تو لے آیا میں سلطنت سے ہاتہ اوٹہایا تخت و تاج تیرا ہوگا عبادت خالق اور گوشہ نشینی کام میرا ہوگا پہر اسفندیار نے کہا گرگسار قید ہی کئی بار مجہسے منت دار ہوا ہے خدمتگزاری اور جان نثاری کا وعدہ کر چکا ہی اگر وہ میرے ہمراہ ہوگا تو فردی حقیقت راہ اور کیفیت ہر مقام کے خوب آگاہ ہوگا بادشاہ راضی ہوا گرگسار کو سامنے بلاکے رہا کیا اسفندیار کے ہاتہ مین اسکا ہاتہ دیا میں تن اوسکو اپنے مکان پر لا تسلی کی وعدہ مستحکم بشرط خدمت اوس سے کیے اب داستان ہفتخوان کی ہے کہ اسفندیار نامدار بارہ ہزار سوار اور گرگسار کو مع پشوتن سالار انجمن کے لیگیا **فردوسی**

کنون بر سر ہفتخوان آمدم
ازان داستان ہفتخوان آمدم

کہ جب اسفندیار گرگسار کو مکان مین لایا دلاسا دیا سمجہایا کہ میرا عزم سمت روئین دژ ہے جو زندہ وہان سے پہر اور رقیدیونکو چہڑا لایا تو ایران توران کی سرزمین سے جو ملک تجکو پسند ہوگا بشرط رفاقت تجہی دونگا اور اگر پیچ کیا کوئی فریب دیا تو فوراً تیرا سر قلم کردونگا **فردوسی**

اگر ہیچ گردی بگرد دروغ
درخت نگیرد بہ من بر فروغ
میانت بخنجر بسازم دو نیم
دل انجمن گردد از تو بہ بیم

گرگسار کہنے لگا کہ قسم کہا چکا ہون لڑنے کا مزہ پا چکا ہون مجہسے دلجمعی کیجیے پہر اسفندیار نے پوچہا راہ کونسی اچہی ہی کس مین ضرر ہی کس کس چیز کا خوف و خطر ہے وہ بولا تین راہین ہین ایک مین آبادی ہے

سراسر فرحت و شادی ہے دوسری راہ دو ہفتے کی ہے آبادی کم ہے مگر از بسکہ غم ہے تیسری راہ سات
دن کی ہے مگر وہ مہیب پر خطر ہے قضا کا ہر منزل مین مقام ہے بلا کا گھر ہے زندہ و سالم گذرنا بہت دشوار ہے

اوسنے تین کا قصد بیکار ہے فردوسی

بہ دو روز بہ شیر نامہ گفت کس	ہر گشتن خویشتن کس ندید و بس
بیابان بہ سیمرغ و شیر است سخت	کہ چون باد خیزد و میبرد درخت
کہ ہر سخنگوان ہر گز ای شہریار	خبر دی ان شدہ ہیچ کس کامکار
بیابان شیر و گرگ است و اژدہا	کہ از چنگشان کس نیابد رہا

یہ قصہ سب سنکے اسفندیار نے بارہ ہزار سوار جرار
آزمودہ کار جہاں دیدہ ہمراہ لیے بشوتن اپنے بھائی کو فوج کا سالار کیا گرگسار ساتھ ہوا اس انداز سے پر دو منزل چلا
جسدم اپنی سرحد سے بڑھا اور دشت مصیبت مین قدم رکھا گرگسار سے پوچھا آج کس کا سامنا ہوگا اوسنے کہا کہ
دو بھیڑیے ہین کہ انکے دانت فیل مست کے پہلو سے آنت نکالتے ہین دیکھتے ہی بھاگتے ہین غرضکہ جاتے جاتے قریب
شام ایک مقام پر وہ دونون گرگ باران دیدہ ہیل پیکر نظر آئے اور فوج پر جھپٹے اسفندیار نے باران تیر کی تدبیر کی
ہر ایک بمدارات تیر کی بوچھار کرنے لگا زخمی ہو کے وہ گرے تلوارونکو حکم کیا ایک کا اسفندیار نے دوسرے کا بشوتن نے
سر قلم کیا فردوسی

ز حیرت فرو ماند ازین گرگسار	ز گرگان جنگی و اسفندیار

پھر سب ہوئے بیخوف و خطر اوسی جا مقام کیا تمام شب راحت سے آرام کیا دوسری منزل کا حال ہے شیرون سے
جنگ و جدال ہے سحر دریائے زمردی چرخ کا رنگ نیا ڈھنگ ہے جسدم آہوئے چین بعد
زینت ترئین مرغزار چرخ اخضر مین رم کرنے لگا تیرگی عالم کی اپنے جلوے سے کم کرنے لگا کوچ ہوا گرگسار نے
عرض کی یہ دشت شیرون کا ہے ناخن و دندان سبکے خنجر سے تیز ہین مردم در گوشت خور سخت خونریز ہین انکے خوف
سے گاو زمی نے زیر زمین منہ چھپایا ہے انھون نے آسمان سر پر اوٹھایا ہے اسفندیار نے کہا دیکھنا کہ بمدد
داور دادار کستر جسے انکو مارتا ہون سر بریدہ کر انکا خنجر سے اوتارتا ہون غرضکہ صبح رو باہ زرد فلک پر
جلوہ گر تھی کہ وہ نر شیر و مادہ اوسکی مادہ خونریزی کی آمادہ تھی شہزادہ عالی وقار اسفندیار نے کچھ تیغ
چالاکی دست و بازو سے کار لیا دونونکو ایک حملے مین مار لیا تیسری منزل کا بیان ہے حیرت کی
داستان ہے کہ کس دانائی سے وہ اژدہا مارا گیا صبحدم خنجر زر افشان آفتاب بے مہر نے
نیام مشرق سے کھینچا درہم و برہم سپاہ انجم ہوئی رات کی سیاہی گم ہوئی رخ روز جلوہ افروز ہوا تیسری

منزل کا حال گرگسار سے اسفندیار نے پوچھا ویسے دست بستہ عرض کیا فردوسی

یکے اژدہا پیشت آید دژم	کہ ماہی بدریا برآرد ز دم	ہمی آتش افروزد از کام او	یکے کوہ خاراست اندام او

اسفندیار کو تامل ہوا تدبیر سوچنے لگا حکم کیا کہ ارابہ جلد درست ہو اور تلواریں تیز خنجر خونریز اوسمین نصب کرو
جب تیار ہوا اوسمین سوار ہوا پٹ اوسکا بند کیا جسم کو بے گزند کیا جب کوچ ہوا جس دم اوس موذی کے مکان سے
جب ارابہ قریب ہوا اژدہا کے نکلا ارابہ اور گھوڑے بچھوٹے ایک دم مین حلق تک پہونچے فردوسی

ز دور اژدہا بانگ گردون شنید	خروشیدن اسپ جنگی بدید	زبانش اندر آمد چو کوہ سیاہ	تو گفتی کنار یکے تند شاہ
ہمی بستہ آبستہ از گردش آہا	بدم درکشید اسپ را اژدہا	فرو برد اسپان و گردون بہم	بصندوق در مرد جنگی دژم
یکا یک بپیچید تیغ اندر آمد بماند	چو دریا و تیر اژدہا بر فشاند	نہ بیرون توانست کردن ز کام	کہ شمشیر تیغ و گوشش تمام
برآمد ز صندوق مرد دلیر	بغرید بر اژدہا چو شیر	بشمشیر مغزش ہمی کرد چاک	ہمی دود زہرش برآمد بخاک

ارابہ جو اژدہے نے منہ مین لیا خنجر و شمشیر سے حلق سب چھد گیا تالو کا زہر منہ سے گر گیا موت کا فرزند بانہ پھر گیا
اسفندیار جو صندوق سے نکلا اوسکا قد و قامت دیکھکے ہیبت گھبرایا پھر تیغ آبدار سے سر اوس خونخوار کا
کاٹا لیکن زہر اتنا اثر کر گیا کہ غش آیا ملازمان سرکار ہوشیار آئے گلاب چھڑکا نوشدارو لائے اوسکے کھانے سے
طبیعت بحالت اصلی آئی سب فوج شکر کا سجدہ بجا لائی منزل چہارم کا استفسار گرگسار سے کیا وہ بولا
زن جادوگر منظر بد خو ہے دوسرا اوسکا شیدا غول ہے اوسکا بھی کیا عرض کروں جو طول ہے چوتھی

منزل سامنا زن فاجرہ ساحرہ کا اور قتل کرنا اوس نامعقول غول کا پھر آگے بڑھنا

جس دم خاتون جہان عشوہ کنان ہودج زنگار مین جلوہ گر ہوئی شب گزری یہان سحر ہوئی
اسفندیار سوار ہو کوچ کا نقارہ ہوا ڈیرہ خیمہ لدنے لگا اثناء راہ مین ایک دشت سبزہ زار پر فضا ملا ہر سمت
باغ سے زیادہ بہار تھی جا بجا کیفیت گل و خار تھی شاہزادہ عالی منزل نے وہان مقام کیا بزم طرب درست
ہوئی بادہ گلرنگ کا دور رہا مزاج کا ڈھنگ نشاء کی ترنگ مین کچھ اور ہوا کہ دفعۃً وہ زن فاجرہ بالباس
فاخرہ وارد ہوئی بصد زاری اسفندیار سے کہنے لگی کہ مین شاہزادی ہوں گردش بخت سے تاج و تخت
مجھسے چھوٹا مصیبت کا آسمان مجھپر ٹوٹا ایک غول مجھکو بھگا کے یہان لایا ہے یار و دیار سے چھڑایا ہے میری

فریاد سنو اس ظالم کے پنجے سے رہائی دلوا دو اسفندیار نے پوچھا کہان وہ محل ہے اوسنے جواب دیا
شکار مین مشغول ہے جسدم آئیگا آفت عظیم لائیگا اسفندیار نے پہچانا کہ یہ وہی کیا ویانی فسانہ ہے فوراً حلقہ کمند مین
گردن بند کی اوسنے بہت سی فریاد بیقراری کی گریہ وزاری کی سود مند نہوئی پھر جو غور کیا تو ایک عورت
پیر زال بحال تباہ ہے سراسر سفید منہ سیاہ ہے اوسی دم سر اوس قحبۂ دغا شعار کا تیغ آبدار سے دو کیا یکایک دشت
پر غبار صحرا شرربار ہوا دیکھا کہ وہ غول آتا ہے جو سامنے آجاتا ہے وہ جل جاتا ہے اسفندیار بے خوف و خطر او سپر چھپا اور
شمشیر خارا شگاف سے اوس موذی کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گرگسار کہنے لگا صبح کو اگر سیمرغ سے جان بچ جانے تو
فرصت ہاتھ آئے القصہ وہ رات اوسی جاے فرح افزا مین عیش و نشاط سے بسر ہوئی تا سحر نوشا نوش کا چرچا رہا گرما

ذکر پہنچنا پانچوین منزل کا اور پنجۂ سیمرغ سے رہائی عرابے کے باعث دیا رہائی پھر اوسکو چہار رنگ کیا

جبکہ سیمرغ آتشین پر شاخ لاجوردی رنگ پر کریال کرکے پر و بال سنبھالنے لگا اور شہپر شعاع کی چمک سے
شبکی سیاہی چہرہ روز سے مٹانے لگا کوچ ہوا اس روز پھر اسفندیار رویین تن اوسی عرابے مین سوار ہوا اور
گھوڑونکو دوڑایا جب سیمرغ کے مسکن سے قریب پہونچا آواز سنکے وہ جھپٹتی آیا اور قصد کیا کہ پنجے مین اسکو دبا کے لے چلے
پنجے جو مارا ہتیار پار ہوگئے وہ فگار ہوکے گرے جھنجھلا کر چونچ جو لگائی خنجر کی زبان تالو مین در آئی سیمرغ بدحواس ہوکر عرابے کے
پاس گر پڑا اسفندیار نے نکلکے ریزہ ریزہ کر دیا صحرا جوے خون سے بھر دیا پھر خیام ذی احتشام ایستادہ ہوئے نذر سوار
و پیادہ ہوئے شب کو گرگسار سے چھٹی منزل کا رنگ پوچھا اوسنے کہا وہ آفت آسمان ہے یعنی برف و باران وہ ادمی جا گذری

چھٹی جا ہے سخت مجتمع اس کے سایہ مین گذار برف اور ہوا سرد سے بلا ہے ٹھنڈا مصیبت کا سامنا

ہے ایک کارپردازان قضا و قدر نے بیضۂ آتشین فلک چارمین پہ دفع برودت کو تابان کیا اور آتش صبح مجمر
نیلی فام مین دہکی تیرگی بھگی تجلی کا جلوہ نظر آیا اسفندیار با فوج ظفر موج سوار ہوا قریب شام وہ آفت کا مقام
نظر آیا خیمے کھڑے ہونے لگے اوسوقت تند و تیز ہوا پیدا ہوئی برف گرنے لگی لشکر کے لوگ و ذکی بستون ملک
کے تلے پناہ لی کتنون نے عدم کی راہ لی تین شبانہ روز ایک عالم رہا کسی مین دم
رہا پھر تو اسفندیار بیقرار ہوسکے بہت سارو کے فریاد پیش پروردگار کرنے لگا بارے
وہ برف اور ہوا دور ہوئی طبیعت مسرور ہوئی منزل آخر کا طور جو پوچھا گرگسار بولا کو ستون یک تفیدہ ہے

سمندر کا زہرہ آب ہو جاتا جو گرتا شرار اگر جب تاب ہے تف | بجائی زمیں چون یکے قطرۂ آب | زمینش همه تیره شد ز آفتاب

نه بر خاک او شیر پا بر گذر | نه اندر هوا کرگس تیز پر

اسفندیار نے کہا جسنے ان بلاؤں سے بچا کے یہانتک پہونچایا ہے وہی یکایک بھی سہارا ہے اب سفر مختصر تمام ہوا ایک فرسخ رو میں فاصلہ رہا وہاں مقام ہوا اب لڑائی ہے قلعہ کشائی ہے۔ القصہ زورق زرین ملاح سپہر جب دریا میں افق کے چرخ پر لایا ستاروں نے بحر ظلمات میں غوطہ کھایا اپنے بیگانے کا منہ نظر آیا اسفندیار بے تردد ہو کے اس سوار ہوا اس دشت میں گذار ہوا زمین سرد پائی سوا حرارت طبع گرمی نظر نہ آئی مگر ایک دریا سے مواج پیچدار نا پیدا کنار سامنے پایا گرگسار کو بلایا نگاہ خشم آلود فرمایا کہ تو جھوٹ بولا اوسنے دست بستہ عرض کی کہ باوجود عہد و پیمان آپ مجھے بدگمان ہے بند گراں میں قید ہوں کس طرح مجھکو لائے جس منزل تک گئے جو دیکھے عرض کیا وہی سامنے آیا کہیں خلاف نہ پایا ایکبار جو جھوٹ بولا تو خمیازہ پایا اسفندیار ہنسا کہا اب اسکے عبور کی راہ بتادے اوسنے پایاب جگہ سے لشکر کو اوتارا ایک فرسخ رو میں فاصلہ رہ گیا اسفندیار نے قلعہ کشائی کی وہانکی لڑائی کی ترکیب پوچھی گرگسار نے کہا اگر ہزار سال آپ یہاں جنگ و جدال کیجئے گا موت قریب ہوگی فتح نہ نصیب ہوگی یہ سنکے اسفندیار نے کہا فردوسی

چو از تن ببرم سر ارجاسپ را | در افشان کنم جان لهراسپ را | بکام دلیران ایران کنم | همه کوهساران کنام شیران کنم

سر ارشم و هم جگرشان به تیر | بیارم زنان و کودکشان اسیر

اتنی بد زبانی گرگسار جیسے سے سیر ہوا قضا سر پر آئی موت

برسر تقریر بیجا آلائی فردوسی

بدو گفت کای شوم گوی اینچنین | که بر تو مباد از کسے آفرین

بخاک اندر افگنده پر خون تنت | زمین بستر و گور پیراهنت

یکے تیغ هندی بزد بر سرش | ز تارک به دو نیم شد پیکرش

دل گرگسار اندران تنگ شد | روان جانش پر از زنگ شد

همه اختر بد بجان تو باد | بریده ز خنجر زبان تو باد

ز گفتار او تند شد شهریار | بر آشفت با تنگدل گرگسار

شب کو تنہا قلعے کے قریب گیا دیکھا کہ حصن حصین بلند فیروزہ رنگ بنا ہے جو کنگرہ ہے فلک فرسا ہے عجیب و غریب تر روئے زمین ہے کہ وہم و قیاس کا طائر اوسکی بلندی پر پر مار نہیں سکتا اور غواص فکر رسا جو خندق کی تہ میں جا ڈوبے تو کوئی ابھار نہیں سکتا آنے سے خجل ہوا پھر کر گیا ہوا فردوسی

سه فرسنگ بالا و پهنا چهل | بجائے همی بیند آید گل | ببین آهنی باره و بوم و بیس | ندانم چنین قلعه نشنیده کس

اب قتل گرگسار نے مجھے بنا کر اوسکا مار ڈالنا نہ خوب ہوا راہ میں ایک فقیر سے دوچار ہوا قلعے کے حال پوچھا

کہ کتنے نامی جوان اور پہلوان اسمین ہونگے وہ بولا سو ہزار سوار مرد جرار قدر انداز خنجر گذار با زرہ و جوشن غرق
دریائے آہن ہر دم دست بستہ روبرو حاضر رہتے ہین جب اور مسلح آتے ہین تو اوسوقت وہ کمر کہولنے جاتے ہین اور چشمہائے شیرز
نمونہ جیحون قلعہ کے اندر رواہین کہیتیان ہوتی ہین مرد جوتتے ہین عورتیان بوتی ہین سب خرم و شادان ہین یہ سنکے
اور بہی اسکا فتح ہونا ممکن نہین جو ہوئی بدحواس ہوا امکان پر آکے ہمراہیون سے مصلحت پوچھی پہر چلنیکی مشورت
سپاہ نے دی اوسنے کہا یہ ننگ طبیعت قبول نہین کرتی آخر کار پیردی جان پہاڈ انکی اختیار کی ایکسو اٹھہ
پہلوان نامی فیق و آزمودہ کار صندوقون مین بند کیے سو جوان زبان بنا دیے سوداگر بنکے پوشاک بہی ویسی ہی
درست کی تدبیر چیست کی اودہر چلا فردوسی

بیاورد صندوق ہشتاد جفت	ہمہ بند صندوقہا در نہفت
صد و شصت مرد از دلیران گزید	کز ایشان بجز نام نیکی ندید

اور لشوتن سے کہا کہ جب قلعہ کے اندر روشنی بلند ہو فوراً
آکے گہیر لینا بہر تنہا اسکے آنیکی دہوم ہوئی ہر کاروان سے ارجاسپ کو خبر معلوم ہوئی کہ ایک تاجر عجمی اسباب
نادر روزگار تحفہائے بے شمار لیکے آستان بوسی کو آیا ہے اوسنے طلب کیا فردوسی

بیامد بپوسید روی زمین	بارجاسپ چندی بخواند آفرین
بپرسید ارجاسپ و بنواختش	گرانمایہ ترجایگہ ساختش
چہ نامی بہ دو گفت خراد نام	جہانگرد و بازارگان شادکام

ارجاسپ نے حالات ایران گرگسار کا حال عزم اسفندیار
خوش اقبال پوچہا اوسنے جواب دیا پانچ مہینے کا عرصہ ہوا یہ سنا تہا کہ اسفندیار سے انکی راہ سے عازم اس دیار کا ہے
ارجاسپ بہت ہنسا کہا اسفندیار تو بند سے فرشتے کی کیا مجال ہے ہوا کا گذر محال ہے یہ سنکے رخصت ہوا
بہت کچہہ بطریق نذر پیشکش کیا اب خرید فروخت کا بازار گرم ہوا اسکی بہنین بازار مین آنکلتی تہین شکل چہپاکر
وہ آئین اسفندیار نے آواز پہچانی منہ چہپا دہ کہنے لگین کچہہ حال اسفندیار اور گشتاسپ سے بہی تو خبر دار ہو ہم تو
اس مصیبت مین گرفتار ہین بابا رہائی شہر یار ہین فردوسی

برہنہ سر و پا و دوش آبکش	بدین روز و شب شادمان خفتہ پوش

اسفندیار نے اونکو خبر نکی یا کہا مین مرد سیاح سوداگر مجہکو گشتاسپ و اسفندیار سے کیا سروکار اسمین آواز اونہون نے
بہائی کی پہچان لی فردوسی

چو خواہر بدانست آواز اوی	بپوشید بر خویشتن راز اوی

فریب آمیز ساختہ گذشتہ
رو رو کر زبان پر لائین اسفندیار نے اونکی تسکین کی کہا یہ سب بلائین تمہارے واسطے جہیلنے جانبر کہیلنے یہانتک آیا ہون
چند روز اور صبر کرو دل پر جبر کرو وہ تو خوش ہو کے چلی گئین اسفندیار نے ارجاسپ سے کہا فدوی نے کچہہ نذر ربانی تہی

نگردان چنین نامدارے نماند — بتوران زمین شہریارے نماند
ندادو کسی را بجان زینہار — گیا در بیابان سر آورد بار
چو از گنج ارجاسپ چیزے نماند — ہمہ پیش خویشان خسرو فشاندند
سپاہش ہم از و تو نگر شدند — ز اندازہ کار برتر شدند

گشتاسپ نے جو اکین اسفندیار کو ملایا یہ پھر ہفتخوانکی رہ سے آیا طالع جو یار تھا وہ اسپ جو برق کے تلے دیگیا تھا بجا اپنا رکھا

سوے ہفتخوان آمد اسفندیار — بہ نخچیر وہ با لشکر نامدار
چو نزدیک نخچیر سر رسید — ہمہ خواستہ جا بجا بر بدید

جس دم بیت السلطنت کے قریب آیا سب نامدارونکو گشتاسپ نے استقبال کیواسطے بھیجا بڑی شوکت و شان سے ساز و سامان سے روبرو لائے جو جو حاضر تھے سبنے سر جھکائے اور گشتاسپ خسرو دینی

بیامد پسر را ببر در گرفت — پدر ماند ز ان کار او در شگفت
ہمی خواند بر فر او آفرین — کہ بے تو مباد از زمان و زمین

تمام شب جشن سلطانی خط نفسانی لطف زندگانی رہا دم سحر بصد کروفر گشتاسپ سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور کرسی زرین پر تمکین اسفندیار کو عنایت ہوئی دلجمعی سے بیان ہفتخوانکی حکایت ہوئی اور دبدبے سے ارجاسپ اور کرم کا قتل رویین دژ کا لینا باقیماندونکو جانکی امان دینا بیان کیا باسباب ظاہر گشتاسپ کو مسرت حاصل ہوئی سرور ہوا مگر باطن مین بدگمانی نے دل سے کہا کہ فتور ہوا تاج و تخت تو کچھ نہ دیا در پردہ مٹانیکی فکر مین ہوا اسفندیار بھی تیور دیکھکے مطلع کار ہوا کہ پھر پدر نامہربان درپے آزار ہوا با دل دلگیر مآل کار سوچنے لگا اپنا منہ نوچنے لگا گشتاسپ کا مشورہ و فتح اسفندیار مین اور بھیجنا سیستان اوس نوجوان کو گرفتاری پور دستان کو کتایون کا منع کرنا اوسکا ضرب رستم سے مرنا جس دم اسفندیار کو وعدہ خلافی اور بدگمانی کا گشتاسپ کی یقین بکمال ہوا سلطنت کے پاس حاصل ہوئی کتایون جو اوسکی ماں تھی اوس سے باپکی شکایت کی کہ مین نے ہفتخوانکی راہ مین جانکو لڑایا رویین دژ فتح کیا بہنونکو قید سے چھڑایا پھر وعدہ سلطنت متوقع مین آیا اوسنے جواب دیا کہ خنجر سے خاموش ہو کہ تیرے باپکو بدگمانی فراموش ہوا ایسا نہو کہ بطور سابق پھر گرفتار کرے ذلیل و خوار رکھے اسفندیار سمجھا کہ ماں اس مقدمے مین دخل نہ دیگی سعی نہ کریگی چپکا اوٹھ کھڑا ہوا ایکدن نشاے کے عالم مین تمیز نہ رہی کھل پڑا سب داستان باپکے روبرو بیان کی یہ فعل اسیواسطے حرام ہے بدمستی کا برا انجام ہے نیک و بد کا خیال اصلا نہین رہتا ہے جو کچھ دلمین ہوتا ہے بے تکلف کہتا ہے بادشاہ نے سنکے بہت پیچ و تاب کھایا مصلحت فہمیدہ کر کے فرمایا جلدی کیا ضرور ہے موقع دیکھتا ہون مجھکو حکومت دینا بدل منظور ہے بظاہر یہ بات کہی لیکن بدگمانی باطن

مرگ رسیدہ اگر قفس فولادین بالوق و زنجیر اسیر ہو مکان معہود پر اوڑکے پہونچے و تدبیر ہو اور قضا کاشتکار اژدہا کے رستے مین اگر بند ہوتا ہے باوجود بیدست و پائے تیر سے جلد جاتا ہے زیب فرق ملک الموت ہوتا ہے جان کھوتا ہے أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ پروردگار نے فرمایا ہے اور بارہا تجربے مین آیا ہے نہ محتاج سوار پیکا ہوتا ہے نہ خواہشمند بار بردار کیکا ہوتا ہے پیادہ پا الٹی تک منزلونکا سفر نہین معلوم ہوتا بغیر وعدہ گاہ پہونچ جانیکے سفر نہین معلوم ہوتا ہر دم مضطر اور پریشان رہتا ہے گھبراتا ہے جان شیرین کھو جاتا ہے خلاصہ یہ کہ کتابون نے ہر چند سر پیٹا سمجھایا اجل پیچھے کھینچے لیے جاتی تھی مطلق اوسکی سمجھ مین نہ آیا باپ کا حکم موت کا بہانہ ہوا آخرکار سیستان کو روانہ ہوا پہلی بسم اللہ سر راہ یہ غلط ہوئی کہ منزل اول مین شتر رہبر زمین پر جو بیٹھا کسیطرح نہ اوٹھا نا چار ذبح کیا فردوسی

جہانجوی زان بد آمد بفال	بفرمود کش سر بریدند و یال
غمین گشت زان اشتر اسفندیار	گرفت آن زمان اشتر شوم و خوار

لوگون نے عرض کی یہ شگون بد از حد ہے اور آپکو چلنا نہین چاہیے ناصح مشفق نہ سنا گو سب کا سر دھنا اور سیستان کے متصل جا پہونچا وہان سے بہمن پہلے روانہ کیا کہ رستم کو مع زال استقبال کیواسطے لائے اسفندیار کے آنیکی خبر پہونچائے بہمن جب رستم کے پاس پہونچا رستم نے بہت تعظیم و تکریم کی اور بے اکراہ ہمراہ ہوا جسدم دریائے ہرمند کے کنارے پر پہونچے بہمن نے پہلے آگے اسفندیار سے جہان پہلوانکی تعریف کی اپنی ملاقات کی توقیر اور سرافرازی کی تشریح بیان کی جب تہمتن اسفندیار کے روبرو آیا تسلیم کو سر جھکایا اسفندیار نے گلے سے لگایا فردوسی

		تہمتن ز رخش اندر آمد فرود	پیادہ شد و داد شہ را درود
خنک شاہ کو چون تو دارد پسر	ببالا و فرت بنازد پدر	ہمہ سال بخت تو فیروز باد	سر تخت تو گیتی افروز باد
چو بشنید گفتارش اسفندیار	فرود آمد از بارهٔ نامدار	گو پیلتن را ببر در گرفت	بسے شاد شد آفرین برگرفت
خنک آنکہ باشد پسر چون تو پشت	بود ایمن از روزگار درشت	سزاوار باشد ستودن ترا	یلان جہان خاک بودن ترا

پھر دونون سوار ہوئے رستم نے کہا غریبخانے کو رشک گلستان کیجیے شبدیز کو اسطرف جولان کیجیے اسفندیار نے نمانا اپنے خیمے مین لایا آنیکا قصہ گشتاسپ کا آزردہ ہونا سب بیان کیا پھر کہا اگر تو قید اور بند پر راضی ہو تو لیچلون باپکو دکھا کے تجھے کھولدون اور جو انکار ہے تو مختار ہے اپنے گھر جا سر میدان سمجھ لونگا جہان پہلوان نے کہا ایکبار اپنے باپکی طرح میرا مہمان ہو پھر جو کچھ تو کہے گا بجا لاؤنگا تیرے حکم سے سر پھیر اوٹھاونگا

اسفندیار نے جواب دیا کہ میرا باپ اس قصد سے یہان آیا تھا میرا عزم اور ہے چاہیے تامل و غور سے اوسکو خیال
عیش شغل بادہ خواری کیا تھا اور یہان تیری گرفتاری کا ہے جب تیرا مہمان ہوا دعوت کا سامان اپھر عداوت کا
موقع وضع کرنے سراسر خلاف ہے مجکو تیرے قید و بند کی فکر ہے عزم مصاف ہے رستم نے کہا مین اپنے باپ سے
اسکا مشورہ کرلون تو جواب دون اسفندیار نے کہا اچھا مگر دیر نہ لگانا جلد آنا تہمتن نے زال سے یہ سب حال کہا

تو گفتی کہ شاہ فریدون گرو		بزرگی و دانائی او را سپرد	

دوسرے روز رستم نے نامدار پیش اسفندیار آیا وہی کلمات
گرفتاری زبان پر لایا تہمتن سنکے کہا آپکو ایسی باتین میرے حق مین کہنا مناسب نہین سمجھے حقوق ملاحظہ فرمایئے
کہ بیٹے کسی سے کبھی جانفشانی کی جیسی آپکے باپ دادے نے سلطنت کیانی کی فردوسی

نگہدار شاہان ایران منم	بہر آور دشیران و گردان منم		ز دشمن جہان پاک من کردہ ام	بسی رنج و تیمار من بردہ ام
زمین خوی ایشان مشو بدگمان	مدان خویش را برتر از آسمان			

اس گفتگو سے اسفندیار آشفتہ خاطر ہوا مگر ضبط کرکے
بائین سمت بیٹھنے کا اشارہ کیا جہان پہلوان نے کہا کبھی کسی بادشاہ کے روبرو بجز دست راست مین نہین بیٹھا
یہ کہنکے موافق معمول بیٹھگیا یہ مقدمہ اور نمک زخم تازہ ہوا اسفندیار تجاہل عارفانہ کرکے پوچھنے لگا کہ مینے سنا ہے
زال دیو کی آل سے ہے سام نے خوفناک مقام مین پھینکدیا تھا کہ طعمۂ زاغ و زغن ہو لیکن کرگس سیمرغ نے کسنے لیجاکر پالا
سیمرغ اوٹھا لایا جوردار وہ پایا اوسکا بچہ کوئی کھاتا تھا پس خوردہ اوسکا یہ پاتا تھا آخرکار لوگون کے کہنے سے سام
وہانسے لے آیا ہمارے باپ دادا کی بدولت جوان ہوا مردارخواری کرکے پہلوان ہوا فردوسی

خجستہ بزرگان و شاہان من	بناہ من و نیک خواہان من		در ابر کشیدند و دادند چیز	فراوان برین سال بگذشت نیز
ببر وند چرخ گردون سرش	چو بر شاہ شد رستم آمد برش			

ان باتون سے جہان پہلوان کو غصہ آیا بگڑکے کلمات
سخت و درشت زبان پر لایا فردوسی

بدو گفت رستم کہ آرام گیر	چہ گوئی سخنہای نا دلپذیر
تو آن گو کہ از پادشاہان سزاست	کہ شاہان نگویند جز حرف راست

تو ابھی طفل ناتجربہ کار خردسال ہے ناشائستہ و خلاف تیرا
جواب و سوال ہے ان باتون سے ہم کیسے اسمانتے ہین تیرے باپ دادا ہمکو خوب جانتے ہین کہ زال سام والا مقام کا بیٹا ہے
اور وہ جہان پہلوان نریمان کا خلف مشہور ہے اور نریمان کا سلسلہ ہوشنگ سے ملتا ہے ہمارا تخت و تاج ہمکو دیا منیے
کیا وگرنہ گشتاسپ کو تخت نملتا اور ہمارا کیقباد کا رشتہ ضحاک سے ہے یہ مین نجیب الطرفین ہون غرض جواب سنکے شاہزادہ ہمون

تو ایک رہجاسپ کو مارکے شجنی بگھارتا ہے میں نے افراسیاب کو مارا جسکا مثل توران مین نتھا شاہ ہاماوران سے گیا کیا خاقان چین کو ہاتھی سے کھینچ لیا کاؤس کو ایک بار مازندران سے دوسری مرتبے شاہ ہاماوران سے چھڑا یا دیو سفید اور اکوان کو تن تنہا خاک مین ملایا ف

تو اندر زمانہ رسیدی نوی ۔ اگر چند با فر و بخردی
زمین را بہ سر بسر گشتہ ام ۔ تن خویشتن چنین آمد جہان
بسے شاہ بیدین براگشتہ ام ۔ نہ آگاہ کارے کار آگہان

اسفندیار نے کہا مین نرم گفتگو کرتا ہون تو جواب سخت دیتا ہے اگر گوشہ کلاہ تیرا آسمان فرسا ہے مگر ہمارا بھی شاہ ہے اور ہفتخوان ہمارا تھا کہ جہان شیر کا گذار تھا اور دیو بین وغیرہ کے روبرو قلعہ مازندران کا بیان ایک فسانہ ہے داستان ہے پہلین نے کہا واہ بارہ ہزار سوار مددگار لیکے ہفتخوان مین تو گیا خوب نام روشن کیا فردوسی

در آیا بدر ہفتخوان رخش بود ۔ ہمان تیغ تیزم جہانبخش بود

تو نے اپنی ہمین آدمیون سے چھڑایا میں نے دیو ونکی بستیان اوجاڑکے خاک مین ملا مین کاؤس کو جنگ الستے چھڑا کے ایران دکھایا سلطنت کا سامان کھایا اگر تو ہیرے ہشتخوان مین بارہ ہزار جوان کیا جو بیس ہزار لیکے جاتا زندہ نہ آتا اور یہ بھی یاد ہے کہ جب کیخسرو نے تیرے دادا کے سر پر تاج رکھا کوئی سپہ سالار نامدار راضی نتھا سب کہتے تھے کہ فریبرز تیرا دلبند موجود ہے سلطنت اسکو دے جب میں نے اور زال نے منع کیا سمجھایا اوسدم تخت نصیب ہوا تاج میسر آیا میرے حقوق سب سے زیادہ تیرے باپ کے ذمے ہیں اوسکا عوض یہ ہے کہ تو باندھکے مجکو لیجا میرے کان ان باتونکے آشنا نہین کسی بادشاہ نے سخت کلمہ مجکو کہا نہین فردوسی

چہ نازی بدین تاج لہراسپے ۔ بدین تازہ آئین گشتاسپے
کہ گوید کہ رو دست رستم بہ بند ۔ نہ بندد مرا دست چرخ بلند

ایکبار سخن درشت کاؤس نے مجکو کہا تھا جواب مین جو میری زبان سے نکلا کسی شہریار نے کبھی کا ہے کو سنا تھا ہزار ہا پہلوان نامی گردان گرامی حاضر تھے کسیکی جرأت نہوئی جو مجکو جواب دیتا آخر کار سلطان عالی تبار نے عذر کیا منت کی لجاجت کی جب مین نے اطاعت کی تیری یہ بیہودہ باتین انسانیت کی راہ سے سنتا ہون دلمین سنتا ہون پھر اسفندیار نے اوس نامدار کا ہاتھ پکڑ کے زور کیا رستم متعجب ہوکے ٹال گیا ہنسنے لگا کہا مجکو نازیبا ہے کہ اپنا زور دکھاؤن سر دست آزار پہنچاؤن اسفندیار نے کہا کہ تو میرا مہمان ہے کھانا کھا گھر چلا جا کل سر میدان وہ سامان ہوگا کہ تجکو باندھکے لیجاؤنگا گشتاسپ کو دکھاؤنگا فردوسی

بخندید رستم بر اسفندیار ۔ بدو گفت سیر آئی از کارزار
کجا دیدہ جنگ جنگاوران ۔ کجا یافتی باد گرز گران

میرے لشکر کو کہا تم سے خبردار رہنا کہ ہم یہیں جان نثار رہنا اور آپ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات سر جھکا کے کرنے لگا اور

چنین گفت کای داور کارگاه	بگردان ما این بد روزگار

پشوتن سنے جو رستم کی آمد دیکھی اسفندیار سے کہا کہ بعزم صلح یہ تنہا آتا ہے اسکو ولاسا دیکے ہمراہ لیچل اسفندیار نے جواب دیا کہ وہ صلح بجے تھی سے آتا ہے مسلح ہتیار کیون نہیں لاتا ہے اوسکو غصہ آیا یہ جبکے سنا یا فردوسی

دلت خیره بینم سرت پر ستیز	دلم زین ستیز تو شد ریز ریز

الغرض ادھر سے اسفندیار بڑھا ادھر سے رستم نامدار آیا مقابلہ ہوا

چو نیزه دو گرد دلیر آزمودند	ابا جوشن و خود و ترکش و کمند
زنیزه بگرداند زخم سران	شکسته شد آن تیغہای گران
چو شمشیرہا بر هم آشوفتند	ابا برسر یکدگر کوفتند
ہمی هر دو گردان آن برزین	بجنبید یک دار پشت زمین

دو جنگی دو شیر و دو مرد دلیر	برآمد ز پشت گاو بزیر
سنان شد چو جان و دو جنگی کس	بنا شد بدین جنگ فریاد رس
زنیزه سنانها ہمہ بر شکست	بشمشیر بردند ناچار دست

اسکے بعد گرز گران دونون پہلوان لیکے

گرفتند از آن پس دوال کمر	دو اسپ نگاور عنان داده سر

جسدم نیزه بازی کرنے لگے اور جیسے مشل مار پیچان ہم لپٹے سنانین شرربار تھین صاعقہ کردار تھین جب بندین گھر سے تھے تو چکی کیطرح پھرتے تھے دیکھنے والے حیرانگاہ کرتے تھے واہ واہ کرتے تھے جسدم نیزون کے بند بند جدا ہوئے تلوارین کھینچکے جھپٹے بجلی سی دونون لشکر کی آنکھوں میں چمک جاتی تھی آلی جاتی چوٹ نظر آتی تھی جو ایک نے خالی دی تو دوسرے نے سپر پر روکی تب تپا اوچا لاکی سے لڑتے تھے کہ اکثر نا زرد ودہ تلوار کی چمک سے گر پڑتے تھے جب تلوارون نے دانت جھکائے اور ڈھال میں کمال زخم ہوئی دونون نے ایکبار تلوار پھینکدی پھر گرز گران سنگ دونون مستعد جنگ لیکے دمادم چلانے لگے دشت نبرد کو ہلانے لگے اسپ چرخ باختہ مدہوش تھا گاوزمین کو خواب خور فراموش تھا زمین جابجا شق ہوگئی پانی نظر آتا تھا کم جرأت نگاہ ہول سے جی ڈوب جاتا تھا ہر نعرہ میں دشت کے شیر بھاگتے تھے مست ہاتھی ہوشیار ہوکے بھاگ جاتے تھے فردوسی

کف اندر دہان شان شد ہمچو خاک	ہمہ درع و برگستوان گشتہ چاک

پسینے کے پرنالے بہتے تھے دشت میں ہر جا پانی کے تھالے تھے آخر کار دو سرگروہ انجمن دونون بیلتن سست ہوکے جدا ہوئے زمین و آسمان ہلتے تھے اس شوکت سے ٹھاتے تھے زواره کو تاب نہ آئی فوج بڑھائی ادھر سے شاہ پور اسفندیار کا بیٹا نکلا اور لڑے

نام رستم کا سنا گردوتھا اسنے سناکیا نوشادر زرے مار لیا

یکے گرز پولاد زد بر سرش — بخاک اندر آمد همه پیکرش
زواره برانگیخت از اسپ گرد — زتندی بنوشاد در آورد گرد
چو نوشاد زنامور کشته شد — سپه را همه روز برگشته شد

منہر یوں وقع سر اسفندیار کا یادگار نکلا فرامرز نے اوسکو مارا بہمن خاک بسر بہوش ہو پر آیا کہا جو بیٹے تیرے رستم کے لوگوں نے مارے ڈالے ایرانیوں کے پاؤن میدان سے اٹھ گئے اسفندیار غصے سے جل گیا چہرے کا رنگ ٹل گیا فردوسی

برستم چنین گفت کای بدنشان — چنین است پیمان گردنکشان
ندانی که مردان پیمان شکن — ستوده نباشند در انجمن
چو بشنید رستم غمگین گشت سخت — بلرزید بر سان برگ درخت
بجان و سر شاه سوگند خورد — بخورشید و شمشیر و دست نبرد
که من جنگ هرگز نفرموده ام — کسے کو چنین کرد نستوده ام
ببندم دو دست برادر کنون — کراو بود شان رہبری از رہنون
فرامرز را نیز بسته دو دست — بیارم بر شاه آتش پرست

اسفندیار نے کہا اس سے کیا فائدہ تو میرے سامنے آ اسکا بدلا تجسے لوں شکوہ و شان مٹادوں یہ کہکے تیر و کمان شاہزادہ ایران نے سنبھالا رستم نے بھی جاہی کمانکو نکالا زاغ کمان گوشے سے چلایا قاصد تیر سراسری پیام اجل لایا جو تیر اسفندیار لگاتا تھا پار ہوتا تھا جسم پیلتن کا فگار ہوتا تھا وہ تیر تہمتن کی کمان کا جو سپہر چرخ توڑتا تھا وہ اسفندیار کے بدن پر اوچٹا جاتا تھا منہ موڑتا تھا غرضکہ آفتاب جب غروب ہونے آیا اسفندیار نے رستم کو پیردار بنایا مجبور تہمتن نے کہا اب شام ہے ہنگام راحت و آرام ہے صبحکو پھر یہی سامان ہوگا یہی گو یہی میدان ہوگا اسفندیار نے قبول کیا اپنے لشکر کیطرف پھرا بیٹونکی لاش پر باذل پاش پاش آیا خاک کو اوڑایا اونکا تابوت گشتاسپ کے پاس بھیجا کہا آج تو یہ حال ہوا دم سحر دیکھیے کیا ہو کسکی بقا ہے کون لقمۂ دہن قضا ہو پھر پشوتن سے کہا رستم کی سرشت خداداد ہے پتھر سے ہے فردوسی

خداوند را او جہان آفرید — بدو آفرین کین جہان آفرید

کسی جسم میں اوس سے میں پرنہ آیا لیکن اکثر تیر جو پار ہوئے ہے دو سار ہوئے معاذ اللہ اگر اس راتکو بچ جائیگا تو صبحکو ہنگامہ رستخیز نظر آئیگا ادہر رستم جو پھر کر زال کے پاس ہوئچا عجیب حال تھا تمام جسم مشبک ہو کے غربال تھا تہمتن نے کہا بارہا دیووں سے اکیلا لڑا ہوں زور و طاقت سے انکی ایسی حالت نہیں دیکھی تیر امیرا جگر کو شگے پار ہوتا ہے سندان کا سینہ فگار ہوتا ہے ایک کارگر شہزادہ خیرہ ہوا اب مرنے کے سوا چارہ نہیں مقابلے کا یارا نہیں زال نے کہا بروز غور مسکین ہے اتنی مہلت کہاں جو وہ یہاں آئے مگر سیمرغ کو بلاتا ہوں تیرا حال دکھاتا ہوں یہ کہکے بلندی پر جاکر

پر سیمرغ مجمر سوزان میں رکھا فوراً وہ موجود ہوا فرشتہ

بدو گفت سیمرغ شاہا چہ بود | کہ آمد بدین سان نیازت بدود

تن رستم شیر دل خستہ شد | ز بیماریش پای من بستہ شد

چو سیمرغ را دید زال از فراز | ستودش فراوان و بردش نماز

بدو گفت کاین بد بدشمن مباد | کہ بر من رسید از بد بدنژاد

سیمرغ نے تسکین کی تسلی دی پھر رخش کے بدن سے

تیر باہستگی نکالے اور پر اپنے اوسپر ملے وہ جنگے بھلے ہوگئے گھوڑا فرحت سے ہنہنایا سبکو تعجب آیا پھر رستم نے
جب اپنے زخم دکھائے سیمرغ کے آنسو بھر آئے ہر زخم سے پیکان اپنی چونچ سے اس عنوان کھینچی کہ رستم کو
خبر ہوئی پرونکو اونپر مس کیا اسی ہمدم پر بس کیا لب زخم بسان مشتاق ہجر دیدہ باہم چسپیدہ ہوئے
پیلتن نے دم سے فرحت پائی کچھ غذا کھائی رخش پر سوار کیا صحرا کو لیچلا دریا کے پار اپنے اوپر سوار کرکے
لیگیا نیستان نظر آیا اوسمین درخت گز دکھایا کہا اسکا وہ شاخ توڑکے تیر بنا پیکان لگا اسفندیار کی آنکھ کو
نشانہ کر اجل کے تیر کو روانہ کر رستم نے اوسکو کاٹا پھر سیمرغ اوڑا کے مکان پر لایا اور زال سے رخصت ہوکے
اپنے آشیانے میں آیا جہان پہلوان نے اوسی دم اوسکو سیدھا تگا سا کیا دو پیکان آبدار قطرہ سیماب مدار
بھر کے ترکش میں رکھا اکسن سیمرغ زرین بفر و تمکین آشیانہ مشرق سے نکلا تہمتن نے اسباب حرب و جنگ
جیست و تنگ بدنپر آراستہ کیا سر بالین خفتہ بخت اسفندیار آیا خواب غفلت سے جگایا اوسنے پشوتن سے
آنکھ کھولکے کہا بغور دیکھنا کہ رستم کا جسم صحیح ہے یا زخمدار ہے ران کے نیچے رخش ہے یا کسی اور
گھوڑے پر سوار ہے پشوتن جو آیا نہ پٹی نظر پڑی نہ مرہم نظر آیا تندرست بشاش رخش پر سوار وہ نامدار تھا
اتنے میں اسفندیار جلد مسلح ہوکے روبرو ہوا کہا میں سمجھا کہ زال فن سحر میں بیمثال ہے بزور سحر تجکو اچھا کیا
اچھا کیا آج تو زندہ بچانے پائیگا جادو کا فر انکل آئیگا جہان پہلوان نے کہا اپنی جوانی پر رحم کر اس خیال سے

درگذر اپنی جان قدر کے مجکو بدنام خاص و عام نکر

ہزارت کنیزک دہم نوش لب | کہ باشند پیشت بروز و شب

ترا گنج پر بر من نیست و ست | بیخشم آنچہ شاہ یزدان پرست

ہزارت دہم گوہر شاہوار | ہزارت دہم تاج گوہر نگار

وزان پس ببندم پرستار وشی | ز روم و ز چین شہ کینہ کش

تخت و تاج کی ہوس میں کیوں اپنی جان دیتا ہے اپنا خون

ناحق اپنی گردن پر لیتا ہے تو مارا جائیگا گشتاسب کا مطلب بر آئیگا اسفندیار نے کہا **فردوسی**

بیا دیر تا کوشش کارزار | ببینیم دگر گونہ پاسخ میار

یہ کہکے تیر و کمان ہاتھ میں لیا مجبور رستم نے بھی ہی تیر

خاک در دیدہ اپنا شتن سست پیلتن نے کہا وصیت کا بجالانا خوش ہمتونکا دستور ہے اور وہی ہوگا جو خدا کو منظور ہے جسدم اسفندیار کی لاش گشتاسپ کو نظر آئی چھاتی بھر آئی کلیجے مین پھانس سی کھٹکی کلاہ شاہی پٹکی کتابون جگر فگار اور بہنین اوسکی دیوانہ وار یہ کلمہ کہنے لگین **فردوسی**

سپہر ا کشتی نہ رستم نہ زال	تو کشتی مراو را چو کشتی منال
ترا شرم بادا ز ریش سفید	کہ فرزند کشتی ز بہر امید

ایک جہان کی نفرین گشتاسپ حزین سنتا تھا جواب نہ پاتا تھا پھر دیکھتا تھا رو پیٹ کے آخر کار سب نے دکھے مین خاک کو سونپا یہان سیستان مین بہمن کی حکمرانی زور و طاقت کی دھوم مچی کہ سب کام مین بے مثل لاثانی ہے زور شور پر عالم جوانی ہے یہ خبر سنکر گشتاسپ نے بلایا تاج خسروی اوسکے سر پر رکھا حکومت سے ہاتھ اوٹھایا

مذکور سانحہ آفت خیز نمونہ شور نشور یعنے قتل رستم جہان پہلوان کیفر شغاد بدنہاد سے اور شراکت شاہ کابل کی حرکت چل کی پاتین کا کنوئین کرنا پھر انتقام اپنا آپ لیکے جان دینا

بلبل گلزار طوس شاعر شیرین بیان فردوسی سخن سنج محرر داستان لکھتا ہے کہ آزاد سرو نام مرد عالیقدر پسندیدہ خاص و عام کہن سال ستودہ افعال تھا اور نسب اپنا سام نریمان سے ملاتا تھا اکثر قصص شاہان ایران حکایات رستم دستان زبان پر لاتا تھا ماجرائے گذشتہ اونکا سناتا تھا اوسنے شغاد کا حال جہان پہلوان کا مرنا خانہ بربادی زال اسطرح بیان کی کہ ایک جاریہ زال کے تصرف مین تھی وہ حاملہ ہوئی لڑکا جو پیدا ہوا زال نے نام اوس بدنہاد کا شغاد رکھا اور طالع شناسون سے اوسکا حال و مآل پوچھا اونھون نے بغور و تامل بیان کیا کہ یہ گمراہ خاندان سام نریمان تباہ کریگا **فردوسی**

ہمہ سیستان زو شود پر خروش	ہمہ شہر ایران آید بجوش

زال یہ خبر سنکے سخت وحشت ناک ہوا مگر فرط الفت سے پرورش کرتا رہا جب جوان ہوا شاہ کابل کی بیٹی سے منسوب کر دیا شادی کا اسلوب کر دیا زال کو تو اوس سے محبت تھی الا رستم کو خود بخود نفرت تھی کہ باوجود ایسی قرابت کے شاہ کابل سے خراج لیتا تھا فرمانبردارون کیطرح سر نہ ہنے دیتا تھا ایک بار خود کابل گیا زر مقرری سے کچھ زیادہ لیا شغاد کو غصہ ہوا کہا افسوس ہے رستم کو مطلق میرا پاس اور خیال نہین اوسکی نظر مین مین کچھ مال نہین

اس فکر مین ہوا کہ تہمتن کو ہلاک کرے حکومت کا قصہ پاک کرے شاہ کابل نے اس قصد کی تدبیر پوچھی اوسنے کہا باسباب ظاہر تجسے آزردہ ہے کے اوسکے پاس جاؤنگا تیری شکایت زبان پر لاؤنگا یقین ہے کہ وہ طیش کھا کے میری حمایت کو کابل مین آئے راہ مین کنوین کھدوا رکھ کہ اوسمین خنجر ہائے آبدار اور تلوارین جو جسم کے پار ہون اور نیزہ و تیر ایسی تدبیر سے اوسمین ہون کہ گرتے ہی بدن پاش پاش ہو مرہم کے بدلے کفن کی تلاش ہو سلطان غدار نے یہ حیلہ پسند کیا ایکدن دربار عام مین جنگ زرگری کر کے وہ کینا دبانی فساد شغاد دیلیتن کے پاس آیا بصد گریہ وزاری حکایت اپنی ذلت اور خواری کی زبان پر لایا تہمتن غیور اوسکا کید و فتور کچھ نسمجھا شفقت کی راہ سے دلاسا دیا تسلی کی کہا خاطر جمع رکھ انشاء اللہ تعالی وہان چلکے اوسکا خان مان تباہ کرونگا تجکو کابل کا بادشاہ کرونگا کچھ دنکے بعد تہمتن بعزم کابل سوار ہوا ہمراہ وہ نابکار ہوا جب قریب پہونچا حاکم کابل پیادہ پا دست بستہ استقبالکو آیا عذر حجاب کر کے سر جھکایا عرض کی میری غلطی اور قصور معاف ہو طبیعت میری طرف سے صاف ہو پیلتن نے ریاست اور مروت کو کام کیا خطا عفو کی تسکین دی آبرو بخشی فردوسی

ببخشید رستم گناه ورا	بیفزود آن پایگاه ورا

اوسنے دھوم سے ضیافت کی نذر و جواہر بہت سا پیشکش کیا برپا قیامت کی ایک روز رستم سے کہا اس دشت مین شکار لا انتہا ہے صحرا پر فضا ہے لطف نسیم کیفیت صبا ہے اسکو صید و شکار کا ذوق تھا بیابان گردی صحرانوردی کا شوق تھا سوار ہوا اوسی راہ سے وہ گمراہ چلا جدہر کنوین تھے رستم بھی چاہ سے ساتھ ہوا دفعۃً رخش رک گیا زمین کیطرف جھک گیا خاک کی بو سونگھنے لگا رستم نے ایڑ لگائی اس چھیڑ سے بھی نہ بڑھا خفا ہو کر کوڑا مارا

اذا جاء القدر اعمی البصر	یکے تازیانہ برآورد نرم	بزد تنگدل رخش را کرد گرم	گھوڑا اوچکا کنوین مین گر پڑا
دو پایش فرو شد بآن چاہ پر	نہ براہ آویزش و راہبر	دران چاہ بار بہ و تیغ تیز	نہ بد جائے مردی و راہ گریز
بد بہ بد پہلوے رخش سترگ	بر دیا آن پہلوان بزرگ		

جب تڑپکر رخش کنوین سے نکلتا تھا دوسرے مین گرتا تھا اسطرح سات کنوین جھانکے تمام جسم زخمون سے چور ہوا گھوڑے کا بدن اوسوار دمن جیح کا تن جراحت کی کثرت سے خانۂ زنبور ہوا رستم سمجھا کہ معاملہ شغاد اور شاہ کابل بد نہاد کا ہے حاکم بانی فساد

نالہ و فریاد کرنے لگا کہ افسوس تہمتن تمہارے شہر میں ضایع ہوا جلد تو شغاد اور اولاد رستم کو کھولا تہمتن نے کہا تجکو
جنون ہے تو بھی طرح ملعون آن شغاد روی اسیر پریار سہان اجل کا نظر ہے قصہ مختصر ہے بہت کشتاہ و شہریار میرے روبرو

برفتند یادیر تر ماندہ ایم | چو شیر زیان بگذر ماندہ ایم
کرام ز پور رحیبان بین من | بیاید بخواہند تو کین من

پہنچ شغاد سے کہا میری اجل اس حیلے سے تجھی تیرا قصور کیا ہے لیکن دو چار گھڑی نشہ دار دیوان کمان تیر کی مجھ کو دے تو وادام گزند نہ پہونچے

شغاد اندران چرخ را برکشید | بزہ کرد یکبارش اندر کشید
بجنبید و پیش تہمتن نہاد | بہ گرگ برادر ہمی بود شاد
تہمتن بسختی کمان برگرفت | بران خستگی بوزش اندر گرفت
برادر ز تیرش بترسید سخت | بیامد پس پردہ پشت درخت
میانش تہی بود و برگش بجای | نہان شد پس او با پاک رای
چو رستم چنان دید بفراخت دست | چنان خستہ از تیر بکشاد شست
بہنگام رفتن دلش بر فروخت | درخت و برادر بہم بر بدوخت
شغاد از پس زخم او آہ کرد | تہمتن بدو درد کوتاہ کرد
چنین گفت رستم کہ یزدان سپاس | کہ بودم ہمہ سال یزدان شناس
کزان پس کہ جانم رسیدہ بلب | برین کین نگذشت روز و شب
مرا زور دادی کہ از مرگ پیش | ازین بی وفا خواستم کین خویش

جب شغاد کو مار شکر پروردگار بجا لایا کہ میں نے انتقام اپنا آپ لیا شکر ہے پیشتر از دشمن کو مار لیا قضا سے سد بار فردوسی

برو زار و گریان شدند انجمن | بگفت این و جانش برآمد ز تن
ہزار و صد و شش دہ سال گرد | جہان را ندید و جہانش بخورد

یہ خبر سیستان کی میں پہنچی زال نے اپنا برا حال کیا فرامرز جا کے لاش باپ کی اٹھا لایا سیستان میں دفن کیا پھر حاکم کابل کو زندہ گرفتار کیا
بہت ذلیل و خوار کیا سیستان میں لایا تن و سر جدا اسکو کیا یا بقول محرران تاریخ عجم رستم کے
حسب نسب میں جو اونہوں نے زیب قرطاس فقیر راست رقم سے کیا ہے
مورخان عجم نسابان شیرین رقم نے حال رستم حوالہ قلم اسطرح کیا ہے کہ نسب اوسکا جمشید سے ملتا ہے
تعریف اور توصیف کی احتیاج نہیں کا لشمس فی النہار آشکار ہے موت سے مہلت نہ ملی کید شغاد سے
جان دی قول رستم کل شی علیہ النفقۃ من الاموال الا الحرب فان النفقۃ علیہا من النفوس یعنے جو
حادثہ کہ پہنچے وہ مال کے صرف سے دفع ہوتا ہے الا لڑائی کہ اسمیں فقط جانکا صرف ہے باقی غلط حرف ہے

دل برین گنبد گردندہ منہ کین دولاب | آسیابیست کہ بر خون عزیزان گردد

زنگ بھی اوسکا ہے ان المرء اذا کلف العبد ما لا طاقۃ لہ بہ فقد اقام عذرہ فی الخیانۃ یعنے

جو آقا لیتے غلام سے وہ کام چاہے جو اوسکی قدرت مین نہو گویا عذر ٹہرا دیا اوسکے نانے کو فردوسی

یکے کار ورزیم کے گر بزدار | سزاوار ہر یک پدید ست کار
جو انجام آن ہیچ پیدا ان کار این | سراسر پر آشوب گردد زمین

الا ہمارا شہریار عالی طبع والا اقتدار کہ ہم ہر منیر یا یمن جلا و تنویر صفائے ضمیر آفتاب تاثیر کے روبرو لیسان سایہ سیاہ ہے اسکو محو و ظاہر حتی تحائفات دنیا سے استغنائے خداگواہ ہے کسواسطے کہ خاطر خطیر اوسکی جام جہان نمائے دولت و اقبال ہے اور فر و شوکت و دولت و حشمت بقائیم لم یزل لازوال ہے اسرار قضا اور راز پوشیدہ قدر آئینہ دل بلا کدر جیسے ہے اوسمین نظر آتا ہے اور کیسا ہے امر خطیر مشکل ہو سہلا ہویدا ہو جاتا ہے نظم

و اینہمہ پیش تو آسان حال جاوہ است | آسمان سیر عزم تو شود روزگار
راز تو از دور ہمی ہتائی آسمان | تکرار کرده فتر اسرار روزگار

الحق بالبقائے دورہ لیل و نہار و گردش سپہر زنگاری ارکہ دولت تخت سلطنت پر سلطان عالی مکان مثل خورشید درخشان بیٹہے تخت حکومت ایک جہان ہے ذکر بہمن بن اسفندیار بن گشتاسپ کا سلطنت دیکھے گوشمہ لینا خرابی سیستان شمشیر خانی مین تحریر ہے کہ جب گشتاسپ پیر ہوا نار ضمہ شیخوخت بلاکے کمزولت مین اسیر ہوا سمجھا کہ اسفندیار کو بے عمد و رخسار رستم کے ہاتھ سے البتہ قتل کروایا یہ سلطنت اوسکے بیٹے کو دیکے معبود کی بندگی مین بسر کیجیے ایکسو بیس برس جہانبانی حکمرانی کی بیکار بعد اسکے پوتے کو سونپی بہمن تخت پر جلوہ گر ہوا ایک عالم اوسکی بخشش سے بہرہ ور رہا ایک روز خاص و عام کو جمع کر کے کہا کیخسرو نے سیاوش کا انتقام افراسیاب سے کس دہوم دہام کے ساتھ لیا فرامرز نے رستم کے عوض مین کابل کے حاکم سے کیا کیا شہر تک خراب کر دیا بن چل گئے مکانونکے نقشے بدل گئے مین بھی رستم کی اولاد برباد کرونگا اسفندیار کا بدلا لونگا یہ کہکے لاکھ سوار خونخوار لیکے سیستان آیا زال نے ہر چند منت و زاری بہت کی بہمن نے ایک بات نہ سنی اوسکو قید کیا فرامرز سے لڑائی ہوئی رستم کے گھر کی صفائی ہوئی تین دن رات آتش افروختہ خدنگ و سنان سے دل دوز ہی رہی قسمت تو برگشتہ تھی چوتھے دن باد مخالف چلی سپاہ کابل و زابل کی آنکھ خیرہ ہونے لگی دنیا پیش نظر تیرہ ہونے لگی مجبور و ناچار فرامرز نامدار زدہ جرات کی کہ رستم کی لڑائی سبکو یاد آ گئی فوج تو بھاگ چکی تھی ایرانیون کی قسمت جاگ چکی تھی کہان یکہ و تنہا سوار کجا یہ دہ ہزار سوار گھوڑا بھی زخمی ہو کے گر گیا نرغہ اعدا مین گھر گیا جسم سے کثرت جراحت کے باعث سے خون

بہگیا وہ جری سکتے کے عالم مین سوے فلک دیکھنے رہگیا لوگون نے گرفتار کیا بہمن نے زندہ برقرار کیا
پھر اپنے کردار سے منفعل ہوا اس حرکت بیجا سے خجل ہوا زال کو قید سے رہا کرکے سیستان کا حاکم کیا ایران مین آکے
حکمرانی کی دار فانی مین بہت کم زندگانی کی رات کو عند الفرصت تنہا اندھیرے مین گھر سے نکلا سانپ نے کاٹا
زخم کاری ہوا زہر ساری ہوا جان دہی سلطنت ہمائی جو اوسکی بیٹی تھی وہ کرنے لگی اور وہ بہمن سے
حاملہ تھی آتش پرستونکی ملت مین یہ سنت ہے ہرچند کہ ساسان نام خلف اوسکا اوس مقام پر تھا وہ معطل ہا اور یہ
وصیت کی بعد میرے اسکے بطن سے اگر بیٹا ہو یا بیٹی ہو وہی عیش و آرام کرے تخت پر بیٹھے سلطنت کا کام کرے

تحریر محرر روضۃ الصفا جو کچھ اوسنے قصہ بہمن و گشتاسب لکھا ہے سب بلا بیش و کم رقم ہوا ہے

اور صاحب روضۃ الصفا مورخ بے مثل یکتا لکھتا ہے کہ خبر مرگ اسفندیار گشتاسب سنکے بہت
شرمسار اپنے کردار سے ہوا اور بہمن بن اسفندیار کو کہ مان اوسکی خاندان ملک طالوت سے تھی سیستان سے بلاکے
ولیعہد کیا یونانی زبان مین معنی لفظ بہمن نیک نیت ہمہ تن ہین جب اس امور سے فرصت پائی بازگشت کا
خیال ہوا موت یاد آئی با دل شاد خدا کی یاد مین مشغول ہوا از دمواد حصول ہوا یہ کہا فردوسی

مر آن گنج غاری قرص جوے
زبان خشک و دم آب سرد
کہ دنیا ہے جز تو وار دیاد

به از عز زرہاے کیخسروی
ازان کہ بر جواستین بر زرنے
بے جب تو داد گردن بباد

پے از چند آنکہ کردم بسیج
مکن تکیہ بر تاج و تخت و سپاه

ندیدم بجز رنج و تیمار ہیچ
فر و دیر ہے دولت جیال و بہاد

اور مرغزار باغ و بہار کہ طول اوسکا دس فرسنگ ہے
شیراز کی نواح مین اوسکا بنایا ہے ہمیشہ وہ مسکن علما و فضلا جہان رہا ہے مثل ابو عبد اللہ کہ شیخ ابو اسحاق نے
اوس یگانہ آفاق کو طبقات فقہاے معتبر مین لکھا ہے اور قاضی ناصر الدین بھی اوسی سرزمین برگزیدہ ہے گشتاسب
وہ بادشاہ عالیجاہ تھا جسنے دیوان رسائل مکتوبات کو عبارات خوب کلمات فصیح و مرغوب مین لکھوایا القاب اوسکا
سر ہے یعنے عابد اور آتشکدے کی تصویر سکے پر تحریر کی دوسری جانب اپنی تصویر مع تاج رواج دی
ایکسو بیس برس سلطنت کی بعضون نے زیادہ بھی لکھی ہے قول تو اوسکے بہت ہین مگر یہ لکھا کہ جو نام کا
فریفتہ ہوگا روٹی کو محتاج ہوگا اور جسنے روٹی مین خیانت کی بلا مین مبتلا لا علاج ہوگا

ذکر یہ دلیران دلیر یعنی بہمن آردشیر خلف اسفندیار نامدار مطابق تحریر محرران عجم شیرین رقم

اور بہمن کا حال مورخان شیرین مقال یہ لکھتے ہین کہ فارسی اوسکو بہمن داراز کہتے ہین کہ اوسنے ہفت اقلیم کو
زیر نگین کیا اور ارباب اخبار یہ اظہار کرتے ہین کہ یہ دانش اور علم و فضل کسی شاہ عجم کو بہم نہوا اور حافظ ابرو نے
لکھا ہے کہ جب نامہ کسیکو تحریر وہ بادشاہ کرتا عنوان یہ تھا کہ یہ نامہ اردشیر بندۂ خاص اور خادم خدا ہے جسکو
تمہارا حاکم بنایا ہے پہلے خدا کا نام نامے مین جسنے لکھا وہ بہمن تھا اور نام کا باعث سنو اسفندیار گشتاسب
کے پاس بیٹھا تھا کسیلنے مژدہ دیا کہ آپکے گھر مین بیٹا پیدا ہوا اوسنے سر جو اوٹھایا خدمتگار پیالۂ جواہر نگار لیے
دست راست نظر آیا پوچھا کہ یہ کیا ہے اوسنے عرض کیا آردشیر فال نیک سمجھکے یہی نام رکھا بہمن کے
حالات مین لکھا ہے کہ جب کسی ملک مین عامل بھیجتا ہرکارے خفیہ متعین کرتا کہ صحبت اوسکی رعایا اور غربا کے
کیا ہے یہ لکھتے رہنا اگر عدل کیا مرتبہ بڑھا اور جو ظلم و جور کیا فی الفور پاداش عمل کو پہونچا اور ہر سال رعیت کو
طلب کرتا بار عام مین خاص جاتے ہوتے تخت سے اوترکے شکر پروردگار بجالاتا پھر رعیت سے مخاطب ہوکے
فرماتا کہ ایک سال بھر حال مینے تمپر حکمرانی کی اگر مجھسے یا میرے عمال سے تمھارے خلاف کوئی فعل
سرزد ہوا ہو بیان کرو کہ مین اوسکی تدبیر کرون پھر موبد موبدان مجلس سے اوٹھکر یہ عرض کرتا کہ تیری بادشاہی
یا الٰہی ہمیشہ ہو جیوکہ خاص و عام تجھسے شکر گزار ہین بدل فرمانبردار ہین پھر ایک شخص ندا دیتا کہ ایہا الناس
بلاوسواس زمین کو تیار کرو کہ روئیدگی خوب ہو خدا سے ڈرتے رہو کہ دم مرگ موجب نہو خیانت اور طمع سے
پرہیز کرو آتش دوزخ اپنے واسطے نہ تیز کرو اور وزیرون پر تاکید تمام یہ احکام تھا کہ جب میرا میلان کبھی پر ہو
اور راست سے خلاف ہوون مجکو آگاہ کردینا غصہ نکرنے دو بعد خرابی سیستان اور قتل فرامرز خلف رستمان
بخت نصر کے بیٹے کو بابل سے معزول کیا اور کورش نام اولاد لہراسپ سے تھا مان اوسکی قوم
بنی اسرائیل سے تھی اوسکو منصوب کیا اور فرمایا کہ اسیران بنی اسرائیل بہ تعجیل بیت المقدس کی تعمیر مین
بن لیجا وہ وہان بود وباش کرین فکر معاش کرین اور جسکو چاہین اپنا حاکم بنائین کورش نے اوس قوم کو
جمع کیا اون لوگون نے بیرنج و ملال دانیال کو اپنا حاکم بنایا اور بعضے نسخے مین لکھے ہے گذرا ہے کہ لہراسپ
نے اپنے عہد حکومت مین بخت نصر کو بابل سے موقوف کیا بنی اسرائیل بھی رہا ہوکے ملک شام مین
رہائش تمام آباد ہوے اور ایام بہمن مین بیت المقدس اسطرحسے آباد ہوا کہ کسی زمانے مین نتھا ایک بار بہمن نے ایلچی وہان

نقل ہے کہ مین تجربہ پیہ المجرب تضییع العمر آزمودے کو آزمانا پانی پر نقش بنانا زندگانی رائگان کہونا پشیمان ہونا ہے الانصاف احسن الاوصاف ظلم رسیدہ کی داد دینا بہترین صفت ہے اور ظالم سے مظلوم کا انتقام لینا نیک خصلت ہے یہ مقدمہ عنایت پروردگار سے ہمارے شہریار برگزیدہ اطوار کو حاصل ہے معدلت کی ہر سمت دہوم ہے ظالم کا نام صفحۂ دہر سے معدوم ہے ظلم وجود کی خبر مشرق سے مغرب تک مشہور ہے زمانہ مشکور ہے جبتک یہ طلسم بے ثبات آباد رہیگا یہ زمانہ بہی ساکنان جہان کو یاد رہیگا ذکر ہما بہمن کی بیٹی کا اور ہمارے کا ذکر حمائی بہی اوسکو کہتے ہین روضۃ الصفا مین یہ دیکہا کہ جسوقت اریکہ سلطنت نے اوسکے قدم کی برکت سے زیب و زینت پائی ایک عالم کی تمنا بر آئی پانچ مہینے کے بعد چاند سا بیٹا محبوب بصورت خوب برج حمل سے تابان ہوا اور پیشانی سے نور ملک ستانی کا ظہور امور جہانبانی کا درخشان ہوا جو نکہ عجب رنگ تہا جدا ریکا ڈہنگ تہا اوسنے وضع حمل خلق سے چہپایا سلطنت کے انتقال کا خیال آیا بعد تامل و تفکر بقول فردوسی

نہانی پسر زاد و باکس نگفت	ہمیداشت آن راستی در نہفت	بدانسان ہمی بود تا ہشت ماہ	پسر گشت مانندہ رفتہ شاہ
یکے خوب صندوق از چوب خشک	بکردند و برز د برو قیر و مشک	درون نرم کردہ بیارے و رم	بیالود بیرونش از مشک و موم
بزیر اندرش بستر خواب کرد	میانش پساز در خوش آب کرد	ببستند بس گوہر شاہوار	ببازوے آن کودک شیر خوار
درآمد گستند کودک انخواب مست	خروشان شدہ دایہ چیرہ دست	نہادش بصندوق بس تن نرم	بہ جینی حریرش بپیچید گرم
تہ تنگ تابوت گردید خشک	بر قیا و عنبر بقیر و بمشک	ببر فند صندوق را نیم شب	بگشتے بر و گر گریہ نگشاد لب
زبیش بجایش بدون تاختند	بآب روان اندر انداختند		

تاریخ گزیدہ مین اس داستان کا اسطرح بیان ہے کہ وہ صندوق دہوبی کے ہاتہ آیا اوسنے داراب نام رکہا پرورش کرنیلگا جسوقت جوان ہوا وہ سمجہ قابل تاج شاہی تہا اس فراہی کا م کیطرف نہ جہکا جہڑا جہوکیطرف جہونکیا الیسا دم کا تیر اندازی نیزہ بازی شہ سوار میدان رہا شمشیر زنی کا ہر دم دہیان رہا جب سرزمین روم پر لشکر کشی ہوئی اور ہما نے فوج بہوت کیا تھی یہ بہی لشکر کی سیر کو آیا امیر لشکر کو اسکا جمال پر جلال جو نظر آیا اوسنے بہوت سیر کمال اپنے پاس رکہا لیکے کی لڑائی مین اسنے دہوم مچائی جرأت و مردانگی ایسی ظہور مین آئی کہ فتح پائی جب لشکر نے سلطنت پر ہاتہ اوٹہایا سے اس جوان کا حال ہمارے باقبال سے کہا اوسنے سامنے بلایا پہچانا سلطنت سے ہاتہ اوٹہایا بدیہیم تو خردہ باد

ہماے کا لقب چہرزاد یا دیتا ہے تیس یا ورد و برس حکمرانی کی اور شہر جرباذقان قریب صفہان ہماے کا آباد کیا ہے اور ہزار ستون اصطخر بھی اوسیکی بنا سے تھا جو سکندر رومی نے خراب کر دیا

نظم ولپذیر شاعر بینظیر خلاق معانی موجد خوش بیانی فردوسی طوسی از شہنشاہ خانی

کنون باز گردم بذکر ہماے	پس از مرگ بہمن بگیرنده جاے
سپہ را ہمہ سر بسر بار داد	در گنج بگشاد و دینار داد
پراگنده داد از پدر در گذشت	ہمہ گیتی از داد اوش آباد گشت

جس دم بہمن کے بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوکر و فر ہولی در خزانہ کھولا باب فلاکت تھا جو ان پر بند کیا بہمن سے جو دوستی دو چند کیا حمل کی مدت جب پوری ہولی لڑکا پیدا ہوا پوشیدہ دائی کے حوالے کیا کہ اپنے گھر مین لیجا کے پالے نہ بیند کور زمانے نہ بیوہ پوریکالے باہر نکالے اور سب سے کہا لڑکا ہوا تھا اوسی دم مرگیا گذر گیا خلق تو رانی تھی سبکو یقین ہوا وہمن نشین ہوا جب سات مہینے کا ہوا وہ بدو بلایا صندوق مین مع زر و جواہر بند کیا فرات مین اوس ڈرسے بہا کو بہا دیا قضائے کار کسی دھوبی کی نظر جو صندوق پر پڑی وہ نکال لایا کھولا تو پرچہ بلور رشک نعمان حور ختن پیکر اور بہت سا زر و جواہر ہاتھ آیا انتہا کا مسرور ہوا غم لاولدی اندیشہ مفلسی دور ہوا اپنی عورت سے کہا تو مدت مدید سے فرزند کی طلبگار تھی خالق نے عطا کیا اور پرورش کا اسباب بھی دیا اوسنے جو دیکھا فرط محبت سے دودھ اوتر آیا گود مین لیکے خوب پلایا پھر نام اوس ڈرنایاب کا داراب رکھا اور دھوبی نے وہ شہر چھوڑ دیا کہ افشائے راز سے مال و زر کے باعث در آلام باز ہو جب داراب چہ سات برس کا ہوا لڑکون مین کھیلنے لگا تو لڑنے بھڑنے لگا جو لڑکا اوس سے لڑا اگر سن مین زیادہ بھی تھا لیکن اوسکو پٹک دیا ایسا طاقت دار ہوا اور نشست و شوکت مین نہ کیا ننگ و عار سراسر انکار ہوا ایک روز تنہائی مین دھوبن سے خفا ہو جنے پوچھا کہ تو سچ بتا مین کون ہون تو کون ہے فکر مجکو ملول کرتی ہے طبیعت یہ بیٹا نہیں قبول کرتی ہے اوسنے ڈر کے مارے سب قصہ سنایا داراب شاد ہوا کہا کچھ زر و جواہر باقی ہے اوسنے نکالدیے داراب نے ایک کو ترجیح کے گھوڑا لیا سامان جنگ درست کیا دوسرا بازو پر باندھا ہاتھ سیکھنے لگا تھوڑے دنون مین بڑا مشتاق ہوا جتنے کسب فن حرب و پیکار کے تھے سب مین طاق ہوا جب ہم نے عورت کو حاکم ایران سنکے لشکر کشی کی ہماے نے شواد کو سپہ سالار

طاہر سیاحت شغل فرصت از فرط صبر

فوج جرار ساتھ کرکے روانہ کیا داراب نے اوس سے ملاقات کی اوسنے فر کیانی درخشندہ پیشانی دیکھکر نوکر کیا
ہمراہ لیا اثنائے راہ مین ایکدن ابر سیاہ گھر آیا ہوا تند چلنے لگی عالم مین اندھیرا چھایا یہان خیمہ تھا نہ قنات
تھی بہرحال پرانی پال گنبد نیلی کی ساتھ تھی چادر دھناب تانکے اوسکے تلے سونا اور بہانہ بچھونا اوس بدور
زیر طاق شکستہ پناہ لی عالم شباب تھا جوانی کی نیند مشہور ہے وہ آگئی دفعۃً غیب سے آواز بلند صدا آئی
کہ اے طاق خبردار فرمانروائی ایران تیرے سائے مین سوتا ہے ابھی نگرنا احتیاط کرنا   کہ اے طاق آزاد ہشیار باش
بران شاہ ایران نگہدار باش   خیمہ شواد کا قریب تھا یہ آواز اوسکے کانمین پہونچی حیران ہوکے خبر منگوائی کہ یہ صدا
کہان سے آئی پھر وہ آواز آئی کہ اے طاق بہمن کا بیٹا تیرے نیچے سوتا ہے تو نگونسار ہوتا ہے خبر سنبھل جا
پھر تو گھبرا گئے شواد نے کچھ معتمد اپنے بھیجے کہ جلد جاؤ مفصل خبر لاؤ اونہون نے آکے دیکھا کہ ایک جوان پرانے
طاق کے تلے سوتا ہے اور ہی جا ہے یہ نعرہ بلند ہوتا ہے شواد نے کہا اوسکو جگا کے ہمارے پاس لاؤ جسدم داراب
اوسکے نیچے سے اوٹھا فوراً وہ طاق بیٹھ گیا شواد نے اوسکو پہچانا بہت تکریم کی خلعت زرنگار سپر و شمشیر
مرصع کار روبرو رکھکے اپنے خیمے مین جگہ دی حال جو پوچھا داراب نے جو ماجرا صحرا مین سنا تھا بیان کیا
شواد نے تلاش کر کے گازر کو بلایا وہ بھی وہی ماجرا زبان پر لایا القصہ شواد نے امیر لشکر کیا اور رومیون سے
مقابلہ ہوا داراب نے جدہر گھوڑا اوٹھایا صف کی صف درہم و برہم کی رات ہوگئی سب نے مقام کیا آرام کیا
دوسرے روز داراب نے شواد سے کہا تم قلب لشکر سے حرکت نکرنا یا ہر پاؤن نہ دھرنا دیکھنا مین کیا کرتا ہون کیسی
آفت بپا کرتا ہون فردوسی

بہم بازخوردان و یارہ سپاہ
بہ پیش صف رومیان کس نماند
شد از گرد خورشید تابان سیاہ
ز گردان شمشیرزن بس نماند
چو داراب پیش آمدہ حملہ کرد
بقلب سپاہ اندر آمد چو گرگ
عنان را بسپ تگاور سپرد
پراگندہ کردان سپاہ بزرگ

آخرکار قیصر روم نے دبکے صلح کی اسباب گرانبہا نقد و جنس بہت دیا شواد
بمرتبہ اتم مسرور ہوا صلحنامہ اور پیشکش ہمائے کے پاس روانہ کیا اور داراب کا قصہ لکھکے یاقوت کیانی
صحت کی نشانی بھیجا ہمائے نے دیکھکے آتشکدے کو روشن کیا جشن کی تیاری شواد کو لکھا داراب کو لیکے
جلد آئیے پھر محبت کا جوش جو ہوا ایک منزل استقبال کر کے دارا کو لائی جشن کے بعد بساعت نیک تخت پر بٹھایا

چو دارا بتخت شاہی نشست
ہمائے آمد تاج شاہی بدست
ببوسید و برتارک او نہاد
جہانرا بدیہیم تو فرہ باد

ذکر سکندر ذوالقرنین بروایات صحیحہ سے سوائے شاہنامہ اور پیرو ستان

فردوسی سخندان حاکیان حکایت راویان روایت لکھتے ہیں کہ فیلقوس نے وقت ترک تاج شاہی سکندر کے سر پر رکھا اور ارسطو کو وزیر کیا اوسنے راہ راست لگایا سکندر بھلکو بٹھایا لیکن سکندر بھی بطبیعت

بفرمان او کرد کاری کہ کرد ‖ زبزم وز رزم وز صلح و نبرد

دارانے ایلچی سکندر کے پاس بھیجا بدستور سابق خراج طلب کیا سکندر نے جواب دیا کہ میرا باپ تیرے والد سے راہ و رسم رکھتا تھا باج و خراج دیتا تھا وہ مر گیا قصہ گذر گیا اب میرا زمانہ ہے ہفت اقلیم زیر نگین مجکو لانا ہے خبردار ہو جا مین آتا ہون لڑنیکو تیار ہو جا ایلچی کو رخصت کیا پھر مع فوج دریا موج روانہ ہوا اودہر سے دارا چلا دونون لشکر اسطرح فارس مین روبرو ہوئے کینہ جو ہوئے ایک روز سکندر بلباس نامہ بردار اسکے پاس آیا کہ حقیقت حال کیفیت اقبال معلوم کرے جس وقت روبرو آیا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ سکندر نے کہا ہے مجکو ہفت اقلیم تحت حکومت لانا ہے تجسے لڑنا چاہتا ہے اپنے ملک سے مجکو راہ دو آمادہ جنگ نہو جو یون ہی مرضی ہے تو بسم اللہ دیر نکرو دارا اوسکی گفتگو سے حیرت مین آیا جرأت دیکھکے گھبرایا فردوسی

بدو گفت نام و نژاد تو چیست ‖ کہ بافر و برزت نشان کئی ست

بدین فر و بالا و گفتار و چہر ‖ نپرورد چون تو بجز سپہر

من ایدون گمانم کہ اسکندری ‖ کز اندازہ کہتری برتری

سکندر نے کہا مجسے بہتر ہزار اوسکے چاکر ہین اوسکو یہ دماغ کہان جو یہان لے اس عرصے مین سامان شراب جو وہ ہوا دارانے سکندر کیطرف اشارہ کیا جو جام ساقی نے اوسکو دیا پیکے رکھلیا دارانے پوچھا یہ کیا ہے سکندر نے جواب دیا کہ ہمارے ملک مین رسم ہے کہ نامہ بر ساغر پھیر نہین دیتا چار جام تو اسنے پیے اور پاس رکھلیے جو ہما ساغر مطلا تھا اوسے پس کیا پھر کھانا آیا اوسکو کھایا اتفاقًا اوس جلسے مین کسی شخص نے پہچان سکے دارا کے کان مین کہا فردوسی

ازان پس جہاندار خایس شلوکام ‖ گرفتہ بدست اندرون چار جام

نشستند دارا پس او سوار ‖ دلیران پر خاشجویان ہزار

سکندر بدانست کاندر نہان ‖ پہ گفتند با شہریار جہان

بیامد بدہلیز پردہ سرای ‖ دلاور بہ اسپ اندر آورد پای

چو دارا ز پس او ہمی تاختند ‖ شب تیرہ بیراہ انشاختند

جب اپنے خیمے مین آیا ارسطو سے فرمایا فال مبارک ہوئی چار جام ہاتھ آئے یقین ہے کہ چار دانگ عالم قبضہ اختیار مین ہو جائے تین بار دارا نے شکست پائی ایران کی سلطنت سکندر کے ہاتھ آئی اسکے تیئیس برس

خاص و عام مشکور ہوئے دارا کے حقوق دلونسے دور ہوئے چوتھی بار مردم ایران متفق ہوئے فردوسی

سپاہ دو کشور کشیدند صف	ہمہ خنجر و گرز و نیزہ بکف	برآمد ز لشکر ز انسان خروش	کہ چرخ فلک را بدرید گوش
بپذرا اللہ بد بر سپہر چارے مہر	بنجشید گفتی بر الشان سپہر	شب آمد در آمد بدارا شکست	سکندر بیرد میان را ببست

دارا اصطخر فارس مین ایا و ہمانسے ہند کا عزم کیا سکندر نے چار طرفسے راہ مسدود کی دارا کے دو وزیر بد تدبیر تھے ماہیار دوسرا جانو سیار بخت برگشتہ جو ہوا دونون نے مشورہ کیا کہ آخر کار یہ گرفتار ہو جائیگا رفیق بھی اسکا ذلیل و خوار ہو جائیگا مصلحت یہ ہے کہ اسکو قتل کر کے سکندر پاس اگر جائین تو عزت و آبرو پائین شکو راہ مین جانو سیار نے دشنہ آبدار جگر کے پار کیا اور ماہیار نے تہ شمشیر برق کردار کیا دارا گھوڑے سے خاک پر آیا کو نما ہونے آسمان مین پر گرایا سکندر دم سحر بالین دارا پر آیا نقش چہرہ سینہ زخمدار مین باقی تھی زندہ پایا فردوسی

سکندر ز اسپ اندر آمد چو باد		سر مرد خستہ بران بد نہاد

دارا نے آنکھ کھولی سکندر کو دیکھا آہ سرد دل پر درد کھینچی پھر کہا کہ میرا کام تمام ہے ایران کی سلطنت تجکو مبارک ہو سکندر نے کہا بخدا مین یہ نچاہتا تھا کسواسطے کہ مین اور تو ایک باپ سے ہون لیکن کیا کرون تقدیر کی تدبیر اور قضائے آسمانی سے چارہ نہین بشر کو بغیر اطاعت یارا نہین دارا نے کہا جو ہوتا تھا وہ ہوا مگر تیرے کلام سے مین ناکام راضی چلا دو مین وصیت کرتا ہون انکو عمل مین لانا منہ نہ پھرانا ایک تو میرے ناموس کا پاس کرنا دوسرے روشنک میری بیٹی ہے اسکو حرم خاص کرنا اور رسم آتشکدہ اور جشن سدہ و نوروز کا نہ مٹانا آتشکدہ جمشیدی نہ بجھانا سکندر نے قبول کیا فردوسی

جہاندار دست سکندر گرفت	ہزاری خروشیدن اندر گرفت	کف دست او بر دہان بر نہاد	بدو گفت یزدان پناہ تو باد
سپردم ترا جای و رفتم بخاک	روانرا سپردم بہ یزدان پاک		

سکندر نے گریبان چاک کیا سر پر گرد آغشتہ بخاک کیا مہد زرین مین منلا کے لاش رکھی پیادہ پا تابوت کے آگے روتا چلا زیر زمین دفن کر کے خیمہ شاہانہ ایستاد سر قبر قاتلون کو بر سر دار کیا فردوسی

دو بد خواہ را زندہ بر دار کرد	سر خواجہ کش را نگونسار کرد	یکے دار بر نام جانو سیار	دگر از بر کینہ ور ماہیار
		چو خون خداوند ریزد کسے	در نگش نباشد بر نجا بسے

پھر روشنک کی مان کو نامہ لکھا دارا کی وصیت سے آگاہ کیا اونے سنکے حال اپنا تباہ کیا پھر مع زر و جواہر و حور و شان پری پیکر روشنک کو سکندر کے پاس بھیجا میان اوس سے عقد ہوا

ببستند آئین بشهر اندرون | پر از خنده لبها ولی پر ز خون
سکندر همی جان بجوهی فشاند | وز ان عشوه ناز حیران بماند

چو ماه اندر آمد بمشکوی شاه | دل شاه را برد از دل نگاه
چنین بر سکندر رسیدند و جمعیت رشک ... ایرانیان براهیم

مسفر هند کا سامان کیا تحریر حال مکرر زبانی ہے لیکن حکایت نادر ان سرزمین عجم
ناقلان آثار راویان اخبار یعنے محرران تاریخ ملوک عجم نے اسطرح رقم کیا ہے کہ جب داراب تخت
نشین ہوا تو ایک عالم زیر نگین ہوا مگر فیلقوس قیصر روم نے اطاعت نکی داراب نے وہ لشکر انبوہ جو شمار
عقل اور حساب وہم سے گرانبار تھا لیکر گیا اور قیصر نے بھی اسباب حرب و سامان جنگ مہیا کر کے درست کر کے
کوچ کیا بعد از تلاقی عسکرین و توازی صفین مرغ تیر سینہ ہوا اور شجر زندگانی تہ تیشہ شمشیر ہوا

مرغ چوبین آہنین منقار | طائر روح پاک را شد شکار
سرگران شد بیکے کہ خورد مین | بادہ از کاسہ سر دشمن
آب آئینہ فام از دریا | گوہر جان بود کردہ مہیا
آخر الامر نسیم فتح و فیروزی عنایت و المنة لله کے وارث

ملک گشتاسپ و بہمن کیطرف چلی قیصر کی شکست عیان ہوا پاگئی اوسکی فیلقوس لیست ہے مایوس بقیة السیف کو
لیکے کسی قلعے مین مرز بوم روم کے کہ رفعت اور برتری اوسکی چشمک زن بلندی برج چنبری کا خ اخضری
تھی رو پوش ہوا اندوہ سے ہم آغوش ہوا مگر داراب نے اوسکا بھی محاصرہ کیا آخر کار ناچار قضیہ
منعکس شادی پر اور صلح ظرافت دامادی پر شہری شہریار ایران نے ایوان بزم کو میدان رزم سے بدلا فیلقوس
نے بیٹی دیکے سلطنت روم کی پھیر لی اور یہ بھی مقرر ہوا کہ ہر سال سہ حال ہزار بیضہ طلائی خالص کہ ایک ایک کا
وزن چالیس چالیس مثقال ہو خزانہ عامرہ مین ارسال ہوا اور حکایت سکندر کے پیدا ہونیکی فردوسی کے قول کے
مطابق ہے اسواسطے تکرار تحریر دلپذیر نہوئی دس بارہ برس داراب سلطنت کر کے دنیا سے روانہ ہوا
دارا کے اخیر کا زمانہ ہوا دارا جو مشہور ہے لکھا ہے کہ بیچ خلق طبیعت شریر رکھتا تھا اسیر غفلت شعار تجربہ کار
لہو و لعب مین مشغول ہوا سلطنت کے کام مین مجہول ہوا امتحان کی بات ہے کہ جبتک بادشاہ کی طبیعت زیادہ
عیش پسند ہوتی ہے ملک خرابیون مین آتی ہے رعیت بگڑ جاتی ہے روپیے کی آمد ملک سے بند ہوتی ہے وہ
خیر خواہ سرفروش جان نثار مرد میدان کہان جو بادشاہ کو راحت و آرام مین رکھین آپ جانفشانی سے
سرانجام کرین جیسا جسکا موقع ہو ویسا ہی انتظام کرین القصہ دارا کے اعیان و اشراف و رئیس شہر کے کبیدہ خاطر ہو

سکندر کو حال لکھا نامے لیکے قربان نامہ دار رجا فر ہوئے سکندر نے یہ چھیڑ نکالی خراج بھیجنے کی راہ بند
کر ڈالی دارا نے نامہ لکھا ایلچی کو خراج لینے روانہ کیا سکندر نے جواب دیا کہ بیضے بھیجنے والے کا مرغ روح
قفس جسم سے پرواز کر کے آشیانہ آخرت میں پہونچا یہاں اور کچھ خیال ہے دینا کیسا اور لینے کا خیال
ہے جب نامہ بر یہ خبر لایا دارا نے بہت طیش کھایا یہ گوئے مع چوگان اور تھوڑے سے تل بھیجدیے سکندر کو نادان
بنایا اپنا زور اور شور دکھایا جس دم یہ سامان سکندر کی نظر سے گذرا فوراً کبوتر منگا کے تل کھلوا دیے اور
دبیر خوش تحریر سے جواب لکھوایا کہ اس مرسلہ تحائف سے تفاول نیک حاصل ہوا تل بیک آن کبوتر کھا گئے
مضمون ہم پا گئے اور تھوڑا سا حنظل بھیجا ہے اسکا خلاصہ یہ لکھا ہے کہ قریب ہمارے غضب کی تلخی سے
تمہاری جان شیرین وہ ذائقہ چکھے کہ تا حشر مزہ یاد رکھے القصہ اس کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین سے
فوج کشی ہوئی اور جنگ مردان ایران و روم کی چار دانگ میں دھوم ہوئی اب ہم مقابلہ و مقاتلہ تک
پہونچی اور نظر زمانہ ناہنجار استرداد ودیعت دارا کیطرف پھری پیک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت
کا لیکے اردوی سلطان ایران میں آیا ملک الموت کی گرم بازاری ہوئی دم نقد جانکی خریداری کو آئی ہر جوانکا
دم شمشیر بران زبان خنجر نوک سنان نے ایک بھاؤ لگایا بیعانے میں سر و تن کی جدائی لائی ہر جنگجو کا
ہار ہلا چوک جمانے کو دشت کارزار ملا کیفیت فصل بہار نظر آئی خون کا جوش ہوا افلاک نے چادر شفق
اوڑھکر سرخ پوش ہوا قضائے کار دارا قریب شام غم انجام دشت نبرد سے آلودہ گرد میں خیمہ گاہ کو
پھرا دو مرد ہمدانی بظاہر رفیق پوشیدہ دشمن جانی کہ وہ حاجب بارگاہ گردون اشتباہ تھے خنجر بیداد
جفا سے دارا کا سینہ چاک کر کے سکندر کے پاس بر جواس پہونچے شہریار روم حرکت سے ان دونوں شخص کی
مطلع ہوا فوراً انکو ذلیل و خوار گرفتار کر کے سر بالین کشتہ خنجر کین شاہ نامدار آیا کوئی دم کا مہمان پایا یہ جبر جو
فلک فرسا تھا فرش خاک پر آغشتہ بخون پڑا تھا اوٹھا کے سر زانو پر رکھا گرد چہرے پاک کی آہ دردناک کی بولا
آنکھ کھولدی سکندر نے قسم غلیظ اور شدید کھائی کہا بخدا مجھکو اس امر کی پہلے سے اطلاع نہ تھی دارا نے یہ جواب دیا کہ

بزرگی که اکنون همیکنی	گر از فلک خویشتیم برون همیکنی	گر از گوهرم بر سر افسر نهی	ثنا نیست آئین فرمایمت
مرا دست تقدیر ایام بود	چنینم زگیتی سر انجام بود	بدر گوهر گره زنہا گذر	مرا گفت بے خیرہ خشم آورد

ترا مرز من نصیحت وبس است | جہان یادگار فراوان کس است | چودہ برس دارا نے اصغر نے سلطنت کی چند قول

اوسکے تحریر کیے لا تطمع فی کل ما تسمع یعنے یہ امید نرکھو کہ جو سنے گا وہ پاوے گا یا ہاتہ مین آجاوے گا اور دھم
تیغ کہ وقت بہت برا ہوتا ہے خدا جانے تصور کیا کیا ہوتا ہے اوسنے یہ کہا تھا یا اخی انظر الی ملک الملوک
وصاحب اقلیم السبعۃ جر یجا ساقطا علی التراب منفرد اعن الاصحاب والاحباب قد زال ملکہ وجان ہلکہ فاعتبر
بما ترے قبل ان یصیر عبرۃ للناظرین اے بہائی نگاہ کر طرف بادشاہ بادشاہونکے جو صفت اقلیم کا
صاحب وسہیم تھا زخمی خاک پر تنہا پڑا ہے یار سے نہ آشنا سے ملک اوس سے چھٹا ہلاکت کی گھڑی سر پر
کھڑی ہے سانس سینے مین اڑی ہے عبرت کو جو دیکہتا ہے اوس سے پہلے کہ تو غیر نگاہ عبرت دیکھنے والونکا ہو
یعنے اگر تو زور و طاقت بہم پہونچاوے کہ آسمان پر جاوے سہیل و سہا کو ہم پہلو پاوے اور چرخ بلند سقف
ایوان ہو زمین کی وسعت دالان ہو یا قرص ماہ گروہ سپر ہو اور شعاع آفتاب تیغ پر جوہر ہو ضرب شمشیر
تو بھی نہ رکے گی ہر کیف گردن جہکے گی مضبوط ہو یا بودا ہو گا تیر اجل کا تو دا ہو گا بجز حی لا یموت سبکو

فنا ہے نہ کوئی رہیگا نہ رہا ہے نہ رہا بھی | ہر ذرہ کہ در رہگذر باد ہوا بود | کیخسرو و کیقباد و افریدون است
ازخیر کشتی گر گردش گردون است | این عالم خاک پیرہ از ذرہ ہست | ہاتہ مین سکندر کا آنا کید کا اسباب

دیکہنا خواب دیکھنے اور پور کا لڑائی سے بعد شکست پانا مرجانا

فردوسی نے لکہا ہے کہ جب سکندر نے عزم ہندوستان کیا جہاں سفر کا سامان کیا کید نام راجہ تہا عظیم الشان
عالی منزلت باساز ملک بیکران فوج فراوان اوسنے دس روز تک متواتر خواب عجیب غریب دیکھے کوئی اوسکی تعبیر
کر سکا نہ خوابکا مطلب وہن نشین کر سکا آخرکار تلاش بسیار سے ایک مرد تعبیر دان نام مہربان ہاتہ آیا کید ہندی نے
خوابونکو سنایا کہ پہلے مکان عالیشان اور دروازہ بہی اوسکے موافق دیکہا اور ایک سمت کو دیوار مین
سوراخ نظر آیا یکایک ہاتہی قوی ہیکل وہمین آیا اور سوراخ کی راہ سے باہر نکل گیا نہ سوراخ بڑہا نہ اوسکا جسم گھٹا
نہ چہلا چھلا دوسرے دن یہ دیکہا کہ اکیلے کا بار یک ہے اوسکو چار شخص کہینچتے ہین نہ کپڑا پھٹتا ہے
نہ کہینچنے والا کوئی تہکتے ہٹتا ہے تیسری بار ایک جوان خوش شکل تخت پر جلوہ گر دیکہا دفعہ چہارم لب دریا ایک مرد
پیاسا تہا ناگاہ دریا سے مچھلی نکلی وہ شخص گریزان ہوا اوسکے پیچھے مچھلی بہی اور دریا روان آیا پانچوین دن

ایک شہر ویسا نظر آیا پاتشہ سے وہانکے اندھے لیکن خرید فروخت باہم کرتے ہین کوری ہونیکا اندیشہ نہ کم
کرتے ہین چھٹی بار اور دیکھا وہانکی خلقت بہت تو بیمار اور چند تندرست بے آزار لیکن وہ جو صحیح و سالم ہین
وہ جان بلب زیست سے بیزار ہین تندرستونکی عیادت کو وہ بیمار آتے ہین تسکین کرتے ہین سمجھاتے ہین
ساتوین شبکو اشہب تیز گام زمین بند گام دو منہ رکھتا ہے دونو طرف گھاس کھاتا ہے لید کرنے کی راہ نہین فضلہ
بچا جاتا ہے آٹھوین رات کو تین گھڑے دیکھے دریا نی سے بھرے ایک خالی اوسپر بھرے گھڑے گراتے ہین اونکا
پانی کم ہوتا ہے نہ خالی گھڑا بھرتا ہے نوین بار عجب اسرار دیکھا کہ ایک گائے اور بچہ علف زار مین ہے بچے کا
دودھ گائے پیتی ہے سوکھی ہی جاتی ہے مگر جیتی ہے اور بچہ جو دودھ پلاتا ہے ہر دم موٹا ہوتا جاتا ہے دسوین دن
ایک چشمہ آب عجب حیرانی نظر آیا اندر خشک کنارو نپر پانی نظر آیا مہران یہ داستان سنکے کہنے لگا کچھ
فکر نہین جائے خطر نہین کچھ دنونمین سلطان روم تیری مرز و بوم مین تشریف ارزانی فرمائیگا عزم جنگ خبردار
مکر بڑا اعانت کا دم بھرنا وہ چار چیزین نادر کہ تیرے پاس ہین اونکو پیشکش کرنا اوسکے عوض مین تجکو تخت و تاج
دیگا تیرا راج رہیگا کید نے کہا یہ تو مین نے سنا الا امید وار ہون کہ ہر شب کی حقیقت جدا جدا بتایئے کہ انتشار
دور ہو دلکو فرحت و سرور ہو مہران نے کہا اچھا سنیے جو مکان عالیشان تھا وہ خانہ دنیا ہے سوراخ تنگ سے
ہاتھی جو گذر گیا وہ سکندر ہے اس ملک سے چلا جائیگا گزند نہ پہونچائیگا اور چار کھینچنے والے اور کپڑا جو دیکھا
یہ قصہ طولانی ہے بڑی کہانی ہے پہلے زردشت کا طریقہ رواج پائیگا پھر لیکن منسوخ ہو جائیگا موسےٰ علیہ السلام کا
نام برزبان لائیگا تیسری بار حکیم یونانی اپنی ملت کا بانی ہوگا چوتھے مرتبہ مذہب حق ہوگا سبکا رنگ فق ہوگا
اور تخت پر مرد بیگانہ جو تھا سکندر ہے اسکے بعد ایک بادشاہ سفلہ مزاج آئے تیری حکومت بگڑ جائے اور وہ مچھلی
اور پانی پیاسے کے پیچھے دوڑے زمانہ آخر مین پیغمبر خدا سبکا راہ نما ہوگا حماقت شعار اوس سے فرار کرینگے
وہ شفقت و عنایت کی راہ سے سبکے پیچھے دوڑکے سمجھائیگا راہ راست پر لائیگا وہ جو اونسے چلتے پھرتے لیتے
دیتے تھے تیرہوین صدی مین وہ لوگ ہونگے جنکو نفع و فرض سوجھے گا دنیا کی حرص نہ زر اونکو کریگی
اور جاہلیتونکی عبادت جو کرتے تھے ایسا بھی زمانہ ہوگا کہ حمقا بیٹھنے کو دانایان دہر کے پاس جائینگے
وہ [illegible] اوٹھائینگے گھوڑا دو منہ کا جو نظر پڑا اوسی عصر مین حرص ہوا اطلاق خدا کی عملی ہو جائیگی یہ قصہ گائے کا جو دیکھا

میسر آئے حلق مین اوتر جائے محتاج ونکو غذیہ نہیے پیٹ مین بھر لیجیے دو گھڑے بھرے ایک خالی یہ حالی
کرتا ہے ایک زمانے مین دو حصہ امیر ایک حصہ فقیر رہ جائینگے مگر دنیا کی ہوس مین اسیر ہونگے گائے کا اور گوسالے کا
حال یہ ہے کہ توانگر محتاج ونکا مال تاکینگے خاک پھانکینگے اور وہ چشمہ خشک کنارہ تر اوسکا یہ ثمر ہے کہ اوس
سرزمین پر بادشاہ نادان تخت نشین ہوگا دست بستہ عقلمند اوسکے گرد حاضر رہینگے جفا و جور سہینگے کید ہندی
نے بڑا لطف اوٹھایا زر و مال سے اوسکو نہال کیا با خاطر شگفتہ گھر آیا جسدم سکندر مع لشکر اوس
نواح مین پہونچا کید کو بلایا اوسنے یہ جواب دیا ع

مرا چار چیز است کز جہان — کسے را بمنزلہ آشکارہ و نہان
فرستم چو فرمایدم پیش او — کزان تازہ گردد دل ریش او

فرستادہ یہ مژدہ فرحت اثر لایا یعنے کید کی بیٹی ہے
چپارہ کہ وہ نظارہ خورشید تابان کی آنکھ جھپکاتی ہے چمک دمک اوسکی چہرہ پر نور کی حجاب نقاب سے
بجلی کیطرح کوند جاتی ہے دوسرا مرد دانا کہ دنیا مین ہمسر نہین رکھتا تیسرا حکیم کہ فکر رسا اوسکی آسمانسے
گذر جاتی ہے پر نہین رکھتا اگر حکم ہو حرارت آفتاب برودت ماہ بیک نگاہ دور کرے زنجبیل کا رکافور کر
جو وہ ہنیت مین نفع عام ہو خاک کا بس کھو دے کیفیت روغن بادام ہو اگر شاہ الاجاہ اوس سے امتحانا
کیسے پانی مین رطوبت نہ ہے بحر مواج تہ ہو دوران سر میغ آسمان جائے ہر بر صحرائی کو تر پہونچائے چوتھا قدح
زرین آب ہے کہ وہ سب سے نایاب ہے اگر آتشکدہ جمشید مین ڈالدیجیے برف سے زیادہ سرد ہوگا جب نکالوگے
تمام لشکر اوسکے پینے کو بسم ہوگا سب کے سب سیراب ہونگے اوسمین سے ایک قطرہ نہ کم ہوگا سکندر کو سنکے
سکتا سا ہوا ارسطو کے ہوش پران ہوے بادشاہ اور وزیر حیران ہوے سکندر کو انتظار کی تاب نہ آئی چند نفر
روانہ کیے کہ جلد لاؤ جسدم یہ لوگ کید کی صحبت مین پہونچے اوسنے بعد جہان نوازی اوس پری خصال کو
مع اسباب جہیز و مال کے پہلے روانہ کیا پھر اوس مشیر دانا کو اور طبیب پر تمکین کو یا قدح زرین بھیجا سکندر نے
اوس لعبت چین کو اور قدح زرین کو سراپردہ خاص مین اختصاص بخشا طبیب و وزیر دونون کو امتحانا روبرو
طلب کیا فی الحقیقت وہ تقریر جو کچھ سنا تھا اوس سے زیادہ پایا صحبت کا لطف جینے زندگانی نظر آیا شبکو
اوس آفت جان سے عقد کیا تاب دیکھنے کی نہ لایا غش آیا پھر اوس جام کو بھر کے حیرت سے نگاہ کر کے نظم

ہم از دست خود خورد رطل گران — بران حسن با نظارہ کنان
لبان برنہ بر گل ارغوان — ز دیدار شد دیدہ با ناتوان

پھر کید ہندی بڑے حشم و جاہ سے ملاقات کو آیا سلطان روم نے بہت تکریم کی پہلو مین جگہ دی وہ ملک
اور مال سب دستور بحال رکھا اوسکی مزید آبرو کا خیال رکھا **قنوج مین مع فوج آنا فور سے لڑائی**
پھر وہانسے مع فوج دریا موج قنوج کیطرف آیا فور ہندی کو نامہ جاہ و جلال بدبدبہ سطوت کمال
لکھا فور نا فور نے جواب رقم کیا یہ مضمون حوالہ قلم کیا کہ دارا کو قتل کر کے آپ دلیر ہوے نیست سے
سیر ہوے کید ہندی کید تھا پلید نفس سے دب کے آپ سے ملگیا نظم

منم قوی‌تر از فور دارم نژاد
دلیرم رومیان ایکدم مباد
نیاید چنین تخم زشتی بکار
بتر بس از گزند بدروزگار

اس جواب سے سکندر آشفتہ خاطر ہوکے باوجود فوج کثیر جم غفیر اسی ہزار نامدار ہمراہ رکاب ظفر انتساب
لیکے چلا ادہر سے فور ساٹھ ہزار ہندی بانک پٹے برچھے کا استاد جرار اور ہزار ہاتھی جنگی ہر دم در
سونڈ مین پٹا بسونڈا گلزار ہو رہا سر بغرور آسمان فرسا فیلبان سامنے سے نظر نہ آتا لیکر نکلا سکندر کے
لوگ ہاتھیونکو دیکھکے خوف کھانے لگے بزدلی تھرانے لگے سکندر نے ارسطو سے ہاتھیونکا چارہ پوچھا
بعد تامل اوسنے کہا ایک سوار اور گھوڑا لوہے کا تیار ہو جون دونونکا خالی پیٹ ہو اوسمین تیل اور بارود
بھر دو پھر گھوڑا اور سوار گاڑی پر رکھا ایک پیادہ مہتاب لیکے ساتھ ہوا اور پیادے کے بدن پر دوا ملی
تا حرارت ضرر نکرے گرمی اثر نکرے پھر پیادے سے ارسطو نے کہا پلیتہ دم کے پاس لگا دینا
بارود کو آگ جو پہونچی شعلے اوڑی توپ سے زیادہ آواز ہوئی دشت دہوان دہار لشکر پر غبار ہوا سکندر
نے اس ترکیب کو پسند کیا چند روز کسی حیلے سے لڑائی موقوف کی لوہار بجا سے طلب ہوے
تیاری ہونے لگی جسدم ایک ہزار گھوڑا اور سوار تیار ہوا سکندر نے مقابلہ کیا ہندی اس بھید سے
آگاہ نتھے ہاتھیونکو ریلکے دفعتہ عرابون پر آ گرے ہاتھیون نے گھوڑونکو سونڈ مین لپیٹا ادہر سے
لوگون نے آگ دی بہت سے جلگئے کتنے شور سے ٹلگئے اپنی فوج پر جھلا کے پھرے جب پراس سے
رومی و ایرانی گرے فور کی شکست ہوئی فوج پست ہوئی فور نے بڑی جرات سے فوج پراگندہ کو
جمع کیا ہاتھی تو نہ لیے پیادہ و سوار پھر لڑنے لگے تا شام قیامت کا قیام رہا سالہاے دراز جنگ کا چرچا
نام رہا جسدم سرخ رو تر پر تیر گی چھائی رات کی کیفیت نظر آئی دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے

دوسرے روز سکندر نے فور کے پاس پیام بھیجا کہ تیری شجاعت اور جرأت کی دھوم روم مین سنتے
تھے اور میرا حال بھی تجکو معلوم ہے ہمت نہین چاہتی کہ ہم تم بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے رہین اور ہزارہا
بندۂ خدا کا ہمارے واسطے خون ہو لازم ہے کہ دونون لشکر تماشائی ہون ہم تم طالع آزمائی کرین باہم لڑین
جسکو پروردگار فتح و نصرت دے وہی ملک و مال سے سلطنت کرے فور نے جواب دیا جو ارشاد ہوا میرا بھی
مطلب یہی تھا الغرض

دلیران نظارہ کنان از دو صف	دو خنجر گزفتند ہر دو بکف

اسکے فور نے تیغ ہندی
جھکا کے سکندر پر لگائی والی روم نے خالی دی ہنوز فور سنبھلنے نپایا تھا کہ بجلی کیطرح تڑپ کر
سکندر آیا اور شمشیر صاعقہ کردار سے پہلا وار کیا خود کو کاٹ کے سر و گردن کو کاٹا جسم کے ساتھ زرہ و جوشن
کو کاٹا گھوڑے کے تنگ تک بکشادہ پیشانی اوتر آئی دو ٹکڑے ہو گئے ہندیونکے بخت سوگئے فور کے بعد
نامداران فوج اوسکے لڑائی کے آمادہ ہوے سکندر نے کہا یہ حرکت تمہاری بیجا ہے بغیر رئیس کوئی لڑا ہے
آخر کار وہ دست بستہ حاضر ہوے قلعے مین لیگئے خزانے اور دفینے سے اگاہ کیا سکندر نے کسی
عزیز کے وارث کو بادشاہ کیا دو مہینے قنوج مین مقام کیا وہانکا انتظام کیا پھر وہانسے خانہ کعبہ کا سرانجام کیا
سکندر نے سنا تھا کہ ابراہیم خلیل نے خانۂ رب جلیل بنایا ہے اگرچہ وہ سب سے منزہ اور بری ہے لامکان ہے
مگر وہ جگہ پرستشگاہ ساکنان جہان ہے قنوج سے کوچ کر کے شرف اندوز ہوا بعد حصول زیارت
نصر افلیت نام نبیرۂ ذبیح اللہ علیہ السلام کہ شریف مکہ تھا اور اوسنے استقبال کیا تھا اوسکو مالا مال کیا
پھر آل اسمٰعیل نے خزاعہ کے ضرع سے فریاد کی طلب امداد کی کہ ہمین حجاز او سفاہ ازنے بزور
و تعدی ہمسے چھین لیا ہمکو وہانسے نکال دیا سکندر نے کچھ جرار اور جانباز تجار کو بھیج خزاعہ کی
جان گئی ریاست ظلم رسیدونکو ملی پھر سکندر نے جدے سے ہو کے مصر مین ایک برس بسر کیا اندلس کے ملک مین
ایک عورت بے نظیر صاحب سریر تھی قیدافہ نام سکندر نامہ بر بنکے وہان گیا دم تقریر اوسنے پہچانا کہا اے
پسر فیلقوس خوب ہاتھ آیا اب زندہ جانا تیرا محال ہے سکندر نے انکار کیا اوسنے مرقع منگوا کے انکی شبیہ سامنے رکھدی

بر و تیره شد روز چون تیره شب	بدندان سکندر بخایید لب	نوشتہ بر و صورت دلپذیر	بیاورد و بنہاد پیش حریر

جسدم سکندر کو اوسنے تردد مین پایا اطاعت کی سر جھکایا اور امان اپنی اولاد کیواسطے چاہی سکندر دعا کر کے

رخصت ہوا اوسکے بعد جس شہر مین گذر کرتا وہان کے حاکم کو پہلے یہ لکہتا نظم

مرا با شما نیست آہنگ رزم	بدل آشتی دارم و رای بزم	نخواہم کہ جانی بدرد جہان	کہ دیدار آن باشد از من نہان

اسیطرح ہفت اقلیم کی سیر کی جو لڑا اوسکو پیٹا جسنے اطاعت کی وہ اچہا رہا

جانا سکندر کا ظلمات مین بخواہش آب حیات رہبری خضر علیہ السلام کی نایافتن پہر آنا حسرت اوس تشنہ کام کی

ایکجا کیسنے خبر دی کہ اس پہاڑ کے اودہر طرف اندہیرا ہے اوسمین چشمۂ آب نایاب ہے جسنے اوسکا پانی پیا موت سے امان پائی زندگانی بجاوید ہاتہ آئی وہانکا عزم کیا خوبی تقدیر کہ خضر علیہ السلام سا راہبر ہوا مگر چشمے پر نہ گذر ہوا وہانسے ناکام جب پہرا ایک شہر مین پہونچا خلقت وہانکی مہمان نواز مسافر دوست تہی اونسے پوچہا کوئی چیز عجیب و غریب بہی تمہاری بستی مین ہے اون لوگون نے کہا درخت کا جوڑا ہے ایک نر ایک مادہ ہے جو کوئی اونسے دنکو سوال کرتا ہے تو نر جواب دیتا ہے و گر رات ہوئی تو مادہ سرگرم حکایت ہوئی یہانتک کہ آئندہ کی خبر دیتے ہین جو کچہ ہونے والا ہے لوگ اونسے پوچہ لیتے ہین یہ سنکے سکندر درخت کے پاس گیا دفعۃً آواز درخت نے کہا کہ اے سکندر تمام عالم مین پہر کے یہان تشریف لائے سلطان روم نے بہت استعجاب کرکے اپنی قضا کا زمانہ پوچہا جواب ملا کہ بہر حال چار سال در دشت غربت مین وطن سے دور عزیزون سے مہجور رہیگا یہ سنکے بر جناح استعجال بسا با اقبال وطن کیطرف روانہ ہوا اسکے بعد قصہ بے سند بے بنا ہے بنظر الاکلام خدا کے خلاف تحقیق کے نزدیک بحث صاف تہا نہ لکہا کہ ذوالقرنین اکبر تہا یا یہ رومی سکندر تہا حاصل کلام یہ کہ جب تین برس گذرے وہ لوگ جو نسل کیان سے جانفشان اور مدت سے سرگردان تہے سبکو ملک بانٹا لیاقت اور حوصلے کے مطابق اور بقسم شدید و ایمان غلیظ و مؤکد اقرار کیا کہ کوئی آپسمین کسی اور پر ظلم و جور نکرے جنگ و جدال کا طور نکرے بلکہ ممد و معاون رہے وہی فرقہ طوائف الملوک مشہور ہے کتب معتبر مین مسطور ہے کہ جب ملک تقسیم کر چکا صحت نے منہ پہیرا مرض الموت نے گہیرا کوچ کا زمانہ اس جہان سے قریب ہوا در خزانہ کہولا محتاج و غنی کو یکسان کر دیا پہر وصیت کی کہ اسکندریہ مین مجکو دفن کر دینا ارسطو بہی اس عرصے مین آپہونچا دیکہا کیے وہ چل بسے چالیس دن ماتم رہا حشر کا عالم رہا خلق خدا نے گریبان چاک کیا سر پیٹکے پوشیدہ تہ خاک کیا

نمانی همی در سرای سپنج
چه نازی بتاج و بتخت و بگنج

صد و سی و شش پادشه زاینگذشت
نگر تا چه دارد ز گیتی به مشت

نهفته چه صندوق و ویرانه خاک
ندارد جهان از کسی ترس و باک

مذکور ساسان دارا کے بیٹے کا ہند جانا کابل مین آنا بابک کا خواب بیٹی کی شادی اردوانکا مانگ لینا

جن شاہزادونکی نوبت شاہی بدولت سکندر آئی اونکو اشکانیان اور طوائف الملوک کہتے ہین دو سو برس انکی حکومت رہی

بدینگونه بگذشت سالی دویست
تو گفتی که اندر جهان شاه نیست

نکردند یاد این از آن زمین
بر آسود یکچند روی زمین

تواریخ مین بجز نام اور تفصیل تمام نہین دیکھی اور فردوسی نے بھی یہی لکھا ہے

از ایشان بجز نام نشنیده ام
نه در نامهٔ خسروان دیده ام

اور زوال انکا ساسان جو نسل دارا سے تھا اوسکے باعث ہوا شرح اس حکایت کی یہ ہے کہ جب دارا سرہنگونکی کور نمکی سے مارا گیا ساسان نام جو اوسکا بیٹا تھا وہ بھاگ کے ہند مین آیا وہانسے کابل گیا کسی شبان نے بکریان چرانے پر رکھ لیا وہان فلک کے سانگ دیکھیے بابک نام ایک شاہ دلیر با وقار تھا اوسنے خواب مین دیکھا کہ ایک جوان ذی شان ہاتھی پر سوار ہے گرد اوسکے سوار و پیادے کھڑے ہین اور سب کہتے ہین کہ اے خوشخو سلطنت تجکو مبارک ہو بابک نے اوسکا نام پوچھا وہ بولے ساسان آردشیر صاحب شمشیر دوسری رات کو پھر وہ فیل کوہ پیکر اور وہ جوان مد نظر ہوا اور آگ کا شعلہ تا فلک بلند ہے وہ کہ رہا ہے اسکو پوچھو کہ مذہب و ملت ہمارے باپ دادا کی روشن ہو خلقت اوسکا فرمان بجا لاتی ہے آگ کی پرستش ہوتی جاتی ہے بابک نے اوسدن بھی نام اور مسکن اور مقام پوچھا وہ بولے کابل مین فلانے چوپان کا ملازم یہ جوان ہے دم سحر بابک اوٹھا اوس گڈریے کو مع چرانے والے کے بلایا جسدم وہ آیا بابک نے جوان خواب پایا جسکو ہاتھی پر سوار دو بار دیکھا تھا اکیلا لیجا کے اوس سے نام اور وطن کا مقام اور باپ دادے کا حال پوچھا ساسان ہراسان ہوا نہ بتایا بابک نے جب قسمین کھائین کہ بخوف و خطر یہ مقدمہ اظہار کرین تجسے سلوک کرونگا ایذا نہ دونگا اوسوقت اوسنے کہا ان ساسان آردشیر اور میرا باپ مثل خورشید آشکارا تھا نام دارا تھا بابک نے چرواہے کو رخصت کیا اوسکو اپنے پاس رکھ لیا کچھ دنونکے بعد اپنی بیٹی کا عقد ساسان سے کیا وہ بارور ہوئی اوسی سال [illegible] فرزند پری پیکر پیدا ہوا صورت مین مہر درخشان جیسے پر فر و شوکت کیان نام اوسکا آردشیر بابکان مشہور ہوا جب جوان ہوا علم و ہنر سب سیکھکر وہ مرد قابل

ریاست شاہان حکمت دہ پرشوکت کہا فردوسی | جہان شہنشہ منک سید از وچہر | تو گفتی از و بر فروزد سپہر

اون روزون مین بزرگ کا بادشاہ اردوان تھا اوسنے خبر پائی کہ دارا کی نسل سے ایک شخص کابل مین ہے اوسنے
بابک کو نامہ لکھا کہ میرے پاس اوسکو بھیجدے تعلیم و تربیت پائیگا آوارگی سے کیا حاصل آئیگا مجبور بابک کو بھیجنا پڑا جواب لکھا

کہ اردشیر بابکانکو بھیجدیا | تو آن کن کہ از تخم شاہان سزد | مبادا کہ بادی برو بر وزد | اردوان اوس نوجوان کو

دیکھکے بہت شاد ہوا فرزندونکی روش پر پرورش کرنے لگا اوسکے چار بیٹے تھے اونکے ساتھ یہ بھی سیر شکار
کو جاتا باہم چوگان بازی شکار افگنی تیر اندازی ہوتی ایک روز آپس مین تکرار ہوئی بہت ملول ہوا اردوان
وہ حکایت سنکے ملول ہوا بلکہ اتنا برہم ہوا کہ اسکا رتبہ کم ہوا اردشیر بابکان غمگین ہر آن رہتا تھا خیر خبر نے
حال پوچھتا تھا قضا ے کار اردوان کی کنیز با تمیز گلنار نام نازک اندام کہ خزانے کی کنجی اوسکے پاس تھی
بڑا اعتبار تھا جزوکل پر اختیار رکھتا وہ اسیر عاشق زار تھی ایکدن رات کو ملاقات ہوئی بے تکلفی کی
حرکات ہوئی اوسنے کہا اب یہ مقدمہ چھپا نرہیگا کھل گیا تو ہمارا تمہارا الو ہیگا مصلحت یہ ہے کہ فرار ہو
کسی اور شہر مین چلو غرضکہ بروز معین وہ زن مردانہ کچھ جواہر کچھ خزانہ اور دو گھوڑے جو ہوا سے جلد
روانہ ہون لائی آدھی رات کٹی جو دہ قبلے کی پوری سے نکلی پہر دن چڑھے ایک چشمے پر پہونچے کسل
راہ سے دونونکے حال تباہ تھے اوترنے کا قصد کیا کہ دو مرد خدا غیب سے پیدا ہوئے انہوں نے کہا فوج
تمہاری تلاش مین آتی ہے یہان نہ ٹھہرو سیدھے پارس کو چلے جاؤ نصیب کو آزماؤ یہ دونون سنبھلکے
با قدم تیز گرم خیز ہوئے اردوانکو یہ حال جو معلوم ہوا فورًا گھوڑے پہلوان بہت زبردست جوان
گرفتار کرنیکو روانہ کیے یہ تو وہان سے چل نکلے کچھ دیر نہ لگی کہ وہ سب اوس چشمے پر پہونچے خستہ و خراب
دواد وش سے گھوڑے ہلاک سوار بیتاب تھے انکا حال پوچھا لوگون نے کہا دم سحر دو گھوڑے
رشک صرصر اور دو سوار آندہی سے تیز گرم خیز تھے بجلی کیطرح چمکتے نکل گئے اونکا ہاتھ آنا بہت
محال ہے اگر یہ عزم ہو تو فاسد خیال ہے وہ تو تھک چکے تھے یہ سنکے اوسی جا مقام کیا دنکو تمام کیا
صبحکو جیسے آئے تھے ویسے ناکام اردوان کے پاس گئے اوسنے کاہنون سے انکا حال پوچھا
اونہون نے کہا سلطان عظیم الشان ہوگا تیرا نشان اور نام مٹائیگا پھر اس شہر مین آئے گا

بہ کثرت اندوہ سے بیمار ہو۔ پہلوان اونکو پارس بھیجا کہ پکڑلائین اور بابکان گلنار کو بھی لیکے اصطخر
پارس مین وارد ہوا وہانکے حاکم نے اوسی شبکو خواب مین دیکھا تھا کہ اردشیر بابکان نسل کیان سے
یہان آیا ہے حاکم ایران ہوگا سلطان ہوگا یہ جو چیز کہ اوسکی تلاش سے اور کیونکہ جستجو کر کے آردشیر کو
اپنے گھر مین لایا اور سارے شہر اور رعیت کو بلایا خواب سنایا اونکو دکھایا وہ سب بسبب مطیع ہوئے
مع گھر بار جانفشانی اور سر دینے کو تیار ہوئے قصہ آردشیر بابکان کا اردوان سے لڑائی
اوسکی گرفتاری و قتل پھر حاکم ہونا سرزمین ایران کا جب آردشیر بابکان بشوکت و
شان تخت پر جلوہ گر ہوا ملک ستانی کا عزم مد نظر ہوا حاکم نے صلاح دی کہ پہلے اردوان کو شکست دیجیے
پھر اور ملکوں کا بندوبست کیجیے القصہ وہان کا قصد کیا اوسنے تباک نام پہلوان تھا اوسکو سپہ سالار کیا اور
بہمن جو اوسکا بیٹا تھا اوسکو ہمراہ کر کے روانہ کیا آردشیر نے پوشیدہ تباک کو نامہ بھیجا تباک سے لکھا
کہ اوسر چلا آ وہان سپہ سالاری ہے یہان آنے سے حکومت ساری ہوگی ورنہ سر میدان دیکھ لینا جو ذلت و
خواری ہوگی وہ تو اسکی سلطنت کی خبر پیشتر سن چکا تھا جب ہم مقابلہ ہوا اپنے عزیز و اقربا یار آشنا ساتھ لیکے
آردشیر کی فوج مین چلا آیا بہمن بدحواس ہوا باپ سے بد دیکھا ہی خود لڑنے لگا فردوسی

چو شیران جنگی برآشفتند | چہ تیر و کمان و چہ تیغ و سنان

آخر کار بہمن زخمی ہوکے فرار ہوا تمام لشکر آردشیر کا
مطیع ہوا اوسنے بقدر لیاقت ہر ایک کو خلعت و مال مرحمت کیا لشکر کثیر جمع کر کے رے مین آیا
اردوان بھی با سپاہ فراوان مقابلہ | چہل روز ہر دو لشکر جنگ کرد
نامداران فتح نصیب نے اوسکو زندہ گرفتار کیا آردشیر کے روبرو لائے
اردوان کو جب شکست ہوئی بھاگا
بدان گہ بہ ستان عنان تنگ بود | گرفتار شد در میان اردوان
سر اوفتاد در پیش شاہنشہ روان
بہ خنجر میانش بدو نیم کرد | دل بدسگالان پر از بیم کرد
اس فتح کے بعد آردشیر بابکان شاہنشاہ ایران ہوا
تمام ملک قبضے مین آیا کسی نے سر نہ اوٹھایا بتیس ۳۲ برس سلطنت کی اسکی نسل سے جو بادشاہ ہوا اوس
جماعت کو ساسانیان لکھا ہے تفصیل نام کی جو ملوک طوائف ساسانیوں سے پیشتر تھے
اور تیس سلطنت کے رہنے کا اور دنیا سے جانے کا آردشیر بابکان کے بعد
شاپور اوسکا پسر بدستور تخت نشین ہو تیس برس حکمرانی کی پھر خالی سراے فانی کی پھر لوٹ جینے

ایک سال آذرمرد اوسکا خلف سریرآرا رہا اسکے بعد بیٹا اوسکا بہرام قائم مقام پدر رہا تین برس تین مہینے
کے بعد دنیا سے سفر ہوا اوسکے بعد بہرام ابن بہرام تخت پر بیٹھا اونیس برس آسائش تمام حکمران رہا پھر
بہرامیان بن بہرام چار مہینے کارفرما ہوا اوسکے بعد شاپور ذوالاکتاف نے سترہ برس حکومت بہ انصاف
کیا پھر آردشیر نکوکار ستودہ اطوار کا چار مہینے دس برس سلطنت پرور دستر س ہوا اسکے بعد شاپور آردشیر
پانچ برس بادشاہی کیکے پھیر چین رہا پھر بہرام بن شاپور حکومت پر پندرہ برس مامور ہوا اوسکے بعد بہرام کا
بیٹا یزدجرد بائیس برس مرد میدان نبرد ہوا پھر بہرام گور ساٹھ برس کے بعد لقمہ دہن گور ہوا بعد ہندرہ برس تک
فیروز شاہ جہان پناہ رہا اسکے پیچھے قباد با دل شاد چالیس برس با عدل و داد تخت نشین ہوکے برباد ہوا
پھر نوشیروان عادل سینتالیس برس کامل صاحب تاج و تخت رہا چار دانگ عالم میں عدالت کی بدولت نام ہوا
آجتک شاہ عرشاں دیتے ہیں نادانی پہلے اوسی کا نام لیتے ہیں انصاف و عدل کا اوسپر ختتام ہوا اوسکے بعد چھ مہینے
ایک سال ہمرحال آردشیر کارفرما ہوا پھر چار مہینے توران دخت نے سلطنت کا کام کیا و دیرکو تمام کیا الغرض
زبردست باکم زور ہوا سو برس رہا ایکدن سلطنت کی آخرکار در گور ہوا فردوسی نے یہین تک لکھا ہے

بیان سکندر کا تقریر مختلف سے تحریر راویان سلف سے ابتداے نشو و نما سے اختتام تک صبح زیست سے موت کی شام تک

سکندر ذوالقرنین کے مقدمے مین قول مختلف ائمہ اخبار اور راویان سلف نے لکھے ہین

سکندر که آفاق چون دست یافت	بے دانش ونیکنامی شتافت	برورزش همه معدلت کار بود	ششش تا سحر پیشه کار بود
بنیر ارچه کوشش نمودی فزون ترم	بدانش همی فخر کردی محرم	نفرزانگان سیم لولوی ودر	فرومایگان را براندی زدر
هنرمند را هیچ جان داشتے	زمین دانش برتر افراشتے	اور سکندر کا نام یونانی لغت مین اخشیدروس ہے	

لیکے فیلسوف اور یہ لفظ مخفف فیلاسوف ہے یونانی محب کو فیلا اور حکمت کو سوف کہتے ہین یعنے
محب حکمت اور وہ لوگ جو صراف زر نقد ہنر کے ہین اور جوہری سلک بے بہا سیر کے ہین کھرا
کھوٹا اونکی زبان سے کھلا تا ہے بٹا اونھین کے بیان سے لگ جاتا ہے اونکی ذات سے اخبار کہن کا
رواج آجتک ہے زمانے مین چلن ہے تقریر اونکی بیت الضرب سخن کا گلن ہے حاصل کلام کا ہے

کہ سکو اونہین کے نام کتاب ہے وہ سکندر ذوالقرنین اصغر لکھتے ہین اور ذوالقرنین اکبر صاحب سد یاجوج ماجوج کو لکھا ہے جیسا قرآن مجید فرقان حمید مین آیا ہے پروردگار نے فرمایا ہے القصہ تا قران تا سلف خداستخوان اخبار خلف سے معلوم ہوا کہ اسکندر ثانی کو ذوالقرنین اور رومی یونانی لکھا ہے بادشاہ تھا عالی قدر گردون جناب شہریار کامران خورشید رکاب اوسکی شجاعت کی داستان صفحہ روزگار پر مسطور ہے خاص و عام کی زبان پر مذکور ہے اور جود و سخاوت کا اوسکی جہان تشکر گزار ہے عالم مین اشتہار ہے نیستان جنگ و جدال مین پنجۂ شیر ہیبت پھیر کرتا تھا زبردستی زیر کرتا تھا اور معرکۂ قتال مین کار شمشیر کرتا تھا ایک کو دو کرنے مین درنگ نہ دیر کرتا تھا قہر کی نگاہ عدو کے لیئے ناوک تیر ہوتی تھی نظر کے پھرتے ہی اجل دامنگیر ہوتی تھی ؎

درصد ہزار قرن سپہر پیادہ رو ٭ نادر چو او سوار بمیدان کارزار

لشکر منصور اوسکا مرز بوم روم سے ختا و ختن تک اور ہند سے تا سند کہ شکن دشمن کلہ بادشاہی کیا جو زبانسے کہا مالک بساط البسیط ہوا کرۂ عالم پر محیط ہوا حسب و نسب مین بھی اوسکے قول مختلف ہین ایک گروہ نے خلف دارائے اکبر لکھا ہے جیسا تحریر ہو چکا ہے بعضونکا قول ہے کہ بادشاہ اسکندر بازیار تھا فیلقوس نے بیٹی اپنی اوسکو دی مدت کے بعد بے جرم و بے قصور مخدرۂ قیصر کو باوجود حمل روم کیطرف روانہ کیا راہ مین سکندر پیدا ہوا ملال کے باعث اوس غم رسیدہ نے جنگل مین زیر درخت رکھدیا وہان بکریان چرتی تھین بحکم خالق بیچون و بالہام فرمانروائے کن فیکون ایک بکری اوس غول سے جدا ہو کے تنہا لمعہ سکندر کو دودھ پلانے لگی اوسکی مالک عورت ضعیف بڑہی نحیف تھی اوسنے دیکھا میری بکری بار بار جنگل مین جاتی ہے آتی ہے وہ بھی اوسکے پیچھے گئی سکندر تک پہونچی ایک نونہال صاحب حسن و جمال سرو نوخیز بوستان دولت و اقبال تھا نظر پڑا الفت جو آئی اوٹھا لائی بآئین شائستہ پرورش کرنے لگی جب وہ قابل تربیت ہوا ادیب کو سونپا چند روز مین فہم رسا کے باعث زیور فضل و کمال سے آراستہ ہوا اتفاقات زمانہ کسی جرم پر حاکم شہر نے اوس ادیب کو وہانسے نکالدیا وہ مع سکندر جہان اوسکی ماں رہتی تھی اوس شہر مین آیا ایکروز بر سر رہگذر سکندر کی ماں کی نظر اوسپر پڑی بمجرد نگاہ دفتر آشنائی کی راہ سے اور جوش مہر مادری سے اگلا بھولا کہ یہ وہی لڑکا ہے جسکو صحرا مین چھوڑا تھا بہیر کی راہ سے منہ موڑا تھا

فرط الفت سے طلب کیا حال جو دریافت کیا خیال پنچا انکا فیلقوس کے روبرو لائی حکایت گزشتہ
بیٹے کی بایکو سنائی قیصر نے دلائل شجاعت و مردانگی شمائل بہت وفور انکی سکندر کے رخ انور سے
مہر کے مانند درخشاں اور اختر رفعت طلعت زیبا طالع سلطنت نما سے تاباں دیکھا اور تباشیر سحر فیروزی و
بہروزی جبہہ مہر سیما جبین مشتری ضیا سے جلوہ پیرا پائی اور نیر اقبال و دولت کی چمک دمک شمع طور سے
زیادہ وفور سے نظر آئی بہت خوش ہوا خود بخود محبت کا جوش ہوا لاولدی کا غم فراموش ہوا وموسوم سے جلسہ
طرب و سرور کیا فرط الفت سے اپنا بیٹا مشہور کیا تھوڑے دنونکے بعد قائم مقام اور ولیعہد بعد احترام
کیا طرب و یا لبس پر اختیار کلی دیا جسدم تاج شاہی نے فرق مبارک سکندر سے زیب و زینت پائی
فیلقوس نے بتاکید اکید فرمان کیا کہ ارباب فوج و حشم مجمع خدم عامہ رعایا کا فرایا الطاعت فرمانبرداری
سکندر کی لازم و واجب جانیں جو کچھ ارشاد کرے بلا تردد و توقف مانیں جب سب کچھ کہچکا اور اون جان بخت
سعادت نشان کو بلسان موسوم لوح نقش نصیحت یا پایہ کلمہ زبان پر لایا کہ لے فرزند ارجمند مراسم حکومت سلطانی میں
اور رسوم ایالت و جہانبانی میں پیروی خصال برگزیدہ آبا و اجداد کرنا اور قواعد معدلت گستری اور رعیت
پروری میں بسان شاہان گذشتہ قدم دہرنا کہ خبر نیک اور انوار فضل مانند شعاع شمس ارض سے تا سما پہنچے
اور بنیاد سلطنت تا گاو ثرا پہونچے اور معاملات شرع مبین میں اور رفعت اعلام ملت دین میں کمر جد
رکھنا اور یہ مشہور ہے کہ حفاظت ممالک نگہبانی مسالک بے مردان جرار پیشہ پیادہ و سوار نا ممکن ہے پس
لازم ہے کہ نظر عنایت و التفات ارباب سلاح کے حال پر مبذول ہونا متعدد اضافہ کرنا کہ زبان انکی تیغ
و خنجر کی بیان کرنیوالی آیت فتح و ظفر ہے اور نوک انکی سنان جانستان کی اور پیکان انکے تیر آبدار کی
ہنگام کارزار دم گیر و دار سینہ عدو میں شرر افشان بسان آتش سقر ہے اور حرمت صاحب قلم کی
واجب سمجھنا کہ نوک خامہ عنبر شمامہ ہر فرد کی دفتر روزنامچہ ضبط و انتظام ہے اور فہرست جمعیت خاص و عام
ہے اور عزت و توقیر علما سے صاحب فضل و کمال کی دلیل خوبی ہے ترقی دولت و اقبال کی اور امداد و
اعانت صلحا و فقرا جو گوشہ نشینی خلوت گزینی میں شرائط عبادات کسب ریاضت سے غافل نہیں رہتے
بر فرض ہے اسواسطے کہ اثر انفاس کیمیا خواص اس گروہ حق پژوہ کا وہ ہے جو مس کو زر کرتا ہے

سونکی ٹھنی کو جو برگ ثمر کرتا ہے بارگاہ کبریا مین انکو رسوخ ہے صفائے قلب سے ماضی و مستقبل کا حال
نظر آتا ہے تیر دعا انکا ہر بار لب معشوق ہوجاتا ہے اور صیقل عدل و انصاف سے آئینہ جمال رعیت
سے حال غبار جور و بدعت سے شفاف رکھنا تکلیف شاق معاف رکھنا اور رفع حاجت اور اجرائے امور
سیاست اور حرج کار ریاست مین فقیر و غنی شریف و دنی مقیم ہو یا گذری ہو زمرۂ رعیت سے ہو
یا فرقہ لشکری ہو ترک یا تاجیک ہو دور یا نزدیک ہو ہندو ہو یا مسلمان نصارا یا گبر ہو سب مساوات کو کار
فرما ہونا کہ انپر جبر ہو اور نظم و نسق انتظام امور مالی و ملکی کیواسطے آدمی کار دیدہ تجربہ رسیدہ
عالیخاندان والا دودمان مقرر کرنا اگر ٹکسال باہر ہوگا کارپردازی سے ماہر ہوگا پست ہمتی کا اثر اصلی
سے ردی سکہ لالچ مین اپنا روسیاہ کریگا ملک کو تباہ کریگا رعایا پر رعب نہوگا دلمین ذلیل جانینگے
سرتابی کرنے لگینگے حکم نمانینگے اور چھوٹی امت سے ربط نہ بڑہانا غیر جنس کو مصاحب نہ بنانا
نگہبانی کو اپنی ذات کی خبردار رکہیو قلعے اور مکانات کی کنجیان جرار یلان خنجر گزار معین کرنا کہ وہ کار
بار رزم و پیکار حق نمک ادا کرین سر اپنا زیر قدم فدا کرین کڑی مین نرم ٹہرتا نہین برے وقت مین اصل
رفاقت کا دم بھرتا نہین اور مقدمہ اخبار کہ سلف سے سلطنت کا مدار اسی پر چلا آیا ہے بہت معتمد
امانت دار و دیانت شعار کو دینا جو کوئی خبر کسیکا حال پوشیدہ اور اخفا نرکہے بجاے کیطرح ٹہاٹ پر لکہے
پرچہ نہ بہیجے اور مملکت کی راہونکو چور ٹھگ قزاق راہزن سے پاک کرنا اس کام پر مقرر مرد چالاک
سفاک کرنا کہ مسافر اور سوداگر اپنا اپنا سونا اچھالتے چاندنی راتون مین اپنے گھر جائین مستحق محروم نہونے پاوے
دادخواہونکا ہجوم ہونے نپائے زیردست کو زبردست سے گزند نہ پہونچے عرش تک نالۂ دردمند نہ پہونچے
غریب یا جینے او بیداد از حد کرتے ہین اسیر بیچا جو کوئی نہین سنتا تو تنگ ہوکے دعا کے بد کہتے ہین اور فرصت کا
وقت غنیمت جانکے بیکار نکہونا رعیت کی خبرداری سے غافل نہونا کہ وقت از دست رفتہ و تیر از شست جستہ
پھر نہین آتا ہے افسوس رہجاتا ہے بیت

سدا دور دوران دکہاتا نہین		گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین

خودغرض اگر دربار مین بار پائیگا فتنۂ خوابیدہ کو جگائیگا ظلم و جور سے کسی کا مال نہ لینا مظلوم کا وبال لینا اور
محتاج غریب جو روزی کی تلاش مین جو بنات النعش کیطرح پریشان غریب دیار ہوگئے ہون انکو

حد قدیم کی صورت جمع کرنا کہ خلق کی کثرت شہر کی رونق باعث آبادی ہے رعیت کا اوجاڑنا سلطنت میں بہت علامت بربادی ہے کتب تواریخ میں بہت کچھ لکھا ہے فقیر نے انہیں چند فقروں پر ختم کیا کہ تقریر کا طول دیکھنے اور سننے والے کو ملول کرتا ہے عقلمند کو نکتہ کافی ہے جس پر خدا کی عنایت ہوتی ہے یا ہادی کامل کی ہدایت ہوتی ہے وہ مختصر میں طول کا مطلب حصول کرتا ہے اور شمس الدین محمد بن محمود شہرزوری نے لکھا ہے کہ سکندر فیلقوس کا صلبی بیٹا ہے چنانچہ نزہۃ الارواح جو تالیف کی اوسی جہان بیان حکما تواریخ فضلا ہے وہان لکھا ہے کہ فلوس نے فیلقوس کو مار ڈالا سبب یہ ہوا کہ فیلقوس کا ایک امیر فلوس نام ارکین سلطنت سے تھا وہ حرم محترم خاص یعنے سکندر کی مان پر فریفتہ ہوا یہانتک نوبت پہونچی کہ خواب و خور سے گذرا شب و روز خیال محال وصال میں اوسکو مجبور رکھا رباعی

عشقست که تیغ بر زبان آویزد	صد گونه فتنه در دل آویزد	گہ دوستی کند که جان آساید	گہ دشمنی که بوی خون آمیزد

ہر چند خفیہ بہت سا زر و جواہر پیشکش کیا اوس صاحب عصمت نے دولت اور مال کا مطلق خیال نکیا جب وہ سعی اور افسون اوس نظر دوگرگون کا نکلا فیلقوس کا مار ڈالنا دل میں مصمم کیا وقت کا منتظر ہوا ناگاہ نیلاطوس ایک بادشاہ تھا بیٹا اوسکا سخت گمراہ تھا اوسکی گوشمالی کو فیلقوس نے فوج جرار ایک سرہنگ نامدار کے ہمراہ روانہ کی اور اوسی زمانے میں سکندر کو بھی افوس پر تسخیر مدینہ کیواسطے با فوج کثیر بھیجا جتنے شیر بیشۂ شجاعت تھے شہزادہ باسعادت کے ساتھ چلے گئے فلوس نے میدان خالی پایا فرصت کا ہنگام گروہ اشرار اوس کے یار تھا یہی اونسے قول و قرار تھا اونکو لیکے قیصر کے سر پر آیا اور زخم خنجر و شمشیر سے اوس بے تقصیر کو مجروح کر کے سطح خاک پر با جسم چاک گرایا اہل شہر جمع ہو کے سلطان زخمی کو اوٹھا لائے قضارا سکندر اوسی روز داخل ہوا یہ ہنگامہ دیکھ کے محل میں بر محل پہونچا دیکھا تو وہ نابکار اوس عصمت شعار سے دست و گریبان ہے سکندر تدبیر سوچنے لگا اوس مطلوم کو اس انداز سے زلزلہ زبان پیچ کا اکارہ خون نہ ہووہ دلفگار پکاری اگر تجکو میرے زخمی ہونیکا خیال ہے تو مجکو زیست وبال ہے میرا قتل منظور کر اس حرامزادہ کو میرے نزدیک سے دور کر سکندر کو جوش غیرت سے طیش آیا ایک ضرب شمشیر آبدار سے فلوس منحوس نابکار کے دو ٹکڑے کیے باپ کے سرہانے آیا اوسکو آفتاب لب بام چراغ

سحری دنیا سے سفر کیا کام تمام پایا فیلقوس نے اعیان سلطنت وزیر امیر ترقی خواہان دولت کو بلایا
بیعت سکندر مین سبکا سر جھکایا پھر ارسطو سے سکندر کی تعلیم و تربیت مین تا دیر گفتگو کی سرا خالی کو چھوڑ کے
مقام جاودانی راہ لی سکندر نے بعد فراغ تجہیز و تدفین پدر و انقضائے ایام تعزیت بار دگر خاص و عام کو
طلب کیا تخت سے اوتر کے مجمع مین کھڑا ہوا اور بہ آواز بلند وہ با اقبال سعادتمند سب سے مخاطب ہوکے
وہان گہر فشان زبان معجز بیان سے فرمانے لگا کہ ایہا الناس بخوبی تم اس آگاہ ہوا کہ بادشاہ تمہارا
مثل شاہان گذشتہ اور بحکم کل نفس ذائقۃ الموت فوت ہوا سلطنت سے منہ موڑ کے دار فانی کو چھوڑ کے راہی
عالم بقا ہوا مجکو تمیز حکومت اور جبر روا نہین کبھی مینے ایسا کام کیا نہین اپنا مددگار و معاون نا فہم لیکن جانو
جو مین کہتا ہون اوس بات کو مانو میرے کلام کو در ثمین مجکو صادق بالیقین سمجھو اوس شخص کو اپنا حاکم بناؤ
جو پرہیزگار ہو امر و نہی مین پروردگار کا فرمانبردار رہے ضعفا اور مسکینون پر رحم کرے ظلم و جور حکومت سے
بیجا نہین کم کرے رعایا برایا کو شکر یکجا کر لے خبردار رہو تم لوگ شر سے ایمن رہو کے خیر کے امیدوار ہو
یہ خطبہ طول و طویل ہے راقم نے بخیال اختصار فقرات قلیل پر تمام کیا کتب حکمت مین آغاز سے انجام تک
بیان ہوا ہے یہان بخوف طوالت کلام ہے حاضران جلسہ نے یہ کلام بلاغت نظام جو کبھی کسی بادشاہ عالیمقام سے نہ سنا تھا
سنکے تعجب کیا پھر اسطرح یک زبان جواب دیا کہ یہ تقریر دلپذیر ہمنے سنی اور یہ نصیحت جان و دل سے قبول کی
سعادت دارین حصول کی لیکن تیرے سوا ہم کسی اور کو قابل سلطنت لائق حکومت نہین جانتے سر کھیکے وفور
رغبت سے سب اوٹھے اور اطاعت اور فرمانبرداری کی بیعت کر کے پیمان موکد کی اور تاج شہریاری کا قبائے
کامگاری کو اسکے سر دوش پر سے تزئین کامل بخشی سکندر نے بحسب لیاقت ہر شخص کے حال پر عنایت و رعایت کی
پھر ملکو مین نامجے لکھے رسول اور نامہ بردار روانہ کیے خلق کو بوحدت و یگانگی خالق دعوت کی بت پرستی کی
ممانعت کی تمام فوجکو جمع کیا سبکا بقدر استعداد و جوہر اضافہ مقرر کر کے بدعت اور ظلم کا مچلکا لیا
انصاف و عدالت کا حکم دیا وضیع و شریف راضی ہوے غریب نوازی غربا پروری کی چار دانگ عالم مین
دہوم ہوئی فرمانروائی سکندر کی اور فیلقوس کے مرنے کی خبر سبکو معلوم ہوئی شہریار عجم کو ہر سال ہزار بیضہ
طلا فیلقوس ارسال کرتا تھا انکے زمانے مین نہ پہونچے تھے نامہ بر بھیجکے اوسنے طلب کیے سکندر نے جواب دیا

کہ سمجھنے والا سبنہائے طلائی کا صیاد اجل کے دام مین پھنسا اوسکی قضا آئی اور اکثر شاہان زمین یونان
کوس لمن الملک بجاتے تھے سر پر چتر و پیش سلطان جہان فرمانروائے انس و جان جھکاتے تھے سبکو وعدہ و وعید
فقط گفت و شنید سے رام کیا زیر دام کیا پھر لواے ظفر پیکر آیت فتح و نصرت ہند کو روانہ کیا تمام زمین ہند
حیطۂ تسخیر مین ملا تا آخر آئی سب پر فتح پائی وہانسے منصور و مظفر مصر مین آیا منارۂ عظیم الشان ہمسر آسمان بحر عظیم
کے کنارے پر بنایا ساتوان برس تخت نشینی کا تھا جو اوس بنا سے فراغ پایا وہانسے خیام ذی احتشام ملک
شام کو گئے پھر ارمنیہ مین مقام کچھ دن قیام کیا یہ خبر سنکے دارا نے اہل طہرن کو نامہ لکھا کہ خبر خروج اوس
دزد باغی کی مع گروہ طاغی سمع اقدس مین پہونچی لازم ہے کہ بمجرد ورود فرمان سب اسباب اور حرب کا
سامان اونکا چھینکے دریا مین بہا دو اور سردار قوم کو مطوق اور مسلسل باغل و زنجیر اسیر کرکے یہان بھیجو کہ
تم لوگ مرد میدان کارزار جلادت و تہور شعار ہو اور وہ چور لڑکا ہے ردی حقیر اسمین تاخیر نکرنا ورنہ تقصیر بعذر
پذیر نہوگی اس عرصے مین سکندر نے وہانسے کوچ کرکے شہر اسطو خودوس کو شرف قدم سے زینت بخشی
دارا یہ خبر سنکے جوش مین آیا منشی کو طلب کیا سکندر کو اس مضمون کا نامہ لکھا تا ہم آگاہ ہو کہ خالق زمین و
آسمان حاکم انس و جان نے سلطنت ہفت اقلیم اور تاج و دیہیم بے منازعت و شرکت غیر مجکو عطا کی ہے اور
بڑی رفعت و شوکت میرے رفقا کو دی ہے مینے سنا ہے کہ تو کچھ چور اچکے حرام خور بڑی پریشانی سے جمع کرکے
اونکی جمعیت پر مغرور ہوا ہے سر پر باد مین فتور ہوا ہے اوس بھروسے پر دعوی سلطانی تمناے حکمرانی ہے
شور و فساد مملکت مین برپا کیا ہے بسکہ ساکنان روم عقل کے بہرے سے محروم ہین عجب نہین جو دماغ
پر خلل مین آج کل یہ ہوا بھری ہو کلاہ پر نخوت عجب کج دھری ہو لازم ہے کہ جب مکتوب کرامت مشحون کے
مضمون سے مطلع ہو فوراً اپنے کردار سے منفعل اور پشیمان جدہر سے آیا ہے اوسیطرف روان ہو اور
اس حرکت کا ڈر ہمارے سطوت و سیاست کا خوف و خطر نکرنا اسواسطے کہ جو لوگ ہمارے خطاب اور عتاب کے
قابل ہین تو اوس زمرے مین نہین ہے کہ تجھ سے تیلی چور کے شامل ہو سکتے ہین ہمارے لشکر کی کثرت اس سے
نظر آئیگی اور گوے و چوگان ہے اس سے کھیلنا طبیعت بہل جائیگی سکندر جو نامے کے مضمون سے مطلع ہوا
جہاندیدونکو بلایا نامۂ دارا ونکو دکھایا سمجھایا مصلحت یہ امر تھا قتل کرنا منظور تھا وہ اوسکا نقل بجانے لگے

بیقرار ہو کے چلانے لگے پکارے کہ اے شہریار خجستہ اطوار یہ نئی رسم جاری کی کہ نامہ بر کا خون حلال نہین
مثل مشہور ہے کہ ایلچی کو زوال نہین سکندر نے کہا تمہارے آقا نے مجکو جو رکھا ہے اوسی گروہ کا عمل مین تمسے
کیا ہے وہ عرض کرنے لگے کہ دارا نے آپکو دیکھا نہین فقط حال سنا ہے جسنے تیری زیارت کی سلطنت کی
کیفیت ریاست کا ڈھنگ لطف و عنایت کا رنگ پایا البتہ ہماری جانبخشی کرتا ہم وہان جا کے تیرے حال سے
آگاہ کرین کوہ فر حلم و کرم جاہ و حشم کی گواہی دین سکندر نے کہا تمہاری منت و زاری ذلت و خواری کی مانع ہوئی
قید سے رہا کیا نوازش شاہانہ سے انعام بے انتہا دیا پھر جو بیر سلسل تحریر طلب ہوا نامے کا جواب لکھوایا
یہ نامہ ذو القرنین نے اسکو لکھا ہے جو مدعی اوسکا ہے کہ مین بادشاہون کا بادشاہ ہون خیمہ بے ستون گردون
پناہ ہون ہر دم انا ربکم الاعلی کا دم بھرتا ہے بخیلے مین یہ ہے کہ مجھسے آسمان کا لشکر ڈرتا ہے باوجودے کہ
کہاتا پیتا ہے جاگتا سوتا ہے ایسا بھی خدا ہوتا ہے جب عبد کو معبودیت کا خیال آیا پروردگار اوسکو ضعیف
بندے سے مغلوب کرتا ہے یقین جانے کہ جاہ و حشمت ملک و مال دولت پر زوال آیا اب تجھے عزم جنگ مصمم ہوا
تیرے ملک مین آتا ہون دیکھنا جو خرابی لاتا ہون اور اشیائے مرسلہ مین فال نیک نظر آئی پروردگار عالم سے
امیدوار ہون کہ تیرا دعوے خلق کے روبرو دروغ ہو مجکو تجبر فروغ ہوا اسواسطے کہ میری نظر فقط اعانت خدا پر
ہے تجکو شیطان نے ورغلایا ہے سراسر تو خطا پر ہے والسلام نامہ تمام ہوا مُہر کرکے نامہ برونکو دیا
آپ دریا جان کیطرف کوچ کیا دارا کا عامل لڑا لاشون سے صحرا بھر گیا جیسے خالی ہوے کشتے بے وارث
ہو والی ہوے وہانسے گیلان مین آیا اوسکو تسخیر کیا حاکم کو اسیر کیا دفعتًا مانکے بیمار ہونیکی خبر سنی ماقدونیا مین پہنچا
بعد صحت اوس صاحب عصمت کے فارس کو چلا دارا بھی فوج ظفر موج اور وہ لشکر جو کثرت مین اختران
چرخ اخضر سے زیادہ تھا لیکے آ پہونچا سکندر نے قلب فوج دلاوران زرہ پوش بادہ شجاعت کے مدہوش
جو تھے اونسے آراستہ کیا دونون دل سوار و پیدل گھٹا اور بادل کی صورت گھر کے طرفین سے حملہ آور
ہوے گھوڑونکے سم کی گرد سے میدان نبرد تیرہ و تار ہوا اندھا دھند معرکہ کارزار ہوا صدائے بوق
شدائے کوس اور دم کرنائے غنیم سے کوسون تک اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ کا سامنا ہوا ہر طرف سے فوج
لڑنیکو چلی زیست سے سیر ہوئی تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ کی حقیقت دلونپر کھلی دلاوران روم کے کائین

نصرٌ من اللہ و فتحٌ قریب کی صدا آئی نصرت و ظفر کی سند پائی آتش حرب جو بھڑکی تیغ و گلو مین لاگ لگی خرمن
ہستی مین آگ لگی کہین سر کے انبار تھے کہین دو سیریان تھی دھڑ کی شمشیر برق کردار یلان خونخوار اور پیکان تیر
بسان ابر مطیر لہو برسانے لگے اور بوندی کی کٹاری الماس پیکر دیدۂ جوہر سے یاقوت کی بوندین
ٹپکانے لگی ؎

نوک ناوک جو سقف ترنگ پیوے		از درون سپاہ مردم جوے

اوس وقت سے کہ شاہ
یک اسپہ ثابت و سیار محمل لاجوردی مین تختی فلک پر سوار نظارہ کرتا بحد استوا پہونچا تھا اوس ساعت تک
کہ ماہ انجم سپاہ چادر سیاہ سر کے تار دنکی باوڑھکے سیر دیکھنے کو نکل آیا طرفین سے کینے منہ پہ سپر آیا
شعلۂ شمشیر کا ہر بار بھڑکتا تھا مرغ روح دام اجل مین مچھلی کیطرح پھڑکتا تھا نعرۂ نارٌ حامیہ کا آتا تھا اور
گیر و دار سے پیادہ و سوار کی اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَہَا کا شور زمین سے آسمان پر جاتا تھا من چلون کی تلوار کی
زبان تفسیر فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ سناتی تھی لاشون کی کثرت سے جنگل پٹ گیا تھا جنکے وضو ٹوٹے تھے اونکو
تیمم کو مٹی ہاتھ نہ آتی تھی خون کے بخار بر سر فلک پہونچے اور زخم کے آثار گاو زمین کے قدم تک پہونچے ؎

چو میدان ز خون شد چو گلشن دراغ	جہان شد ز شمشیر چون چراغ		ز آواز اسپان گرد سیاہ	ہوا گشت چون روز رنگی سیاہ
فرو رفت و بر رفت گرد و نبرد	بماہی ز خون و بر ماہ گرد		آخر کار جب ختائے نامدار دلاوران شجاعت شعار	

معرکۂ کارزار مین لقمۂ دہان اجل برچھی اور تلوار کے پھل کھاکے ہو گئے اور نصیب گلشن آرائے گلزار عجم کے جاگتے جاگتے
سو گئے خسرو ایران یادگار کیان بامعدودے چند دشت گریز سے با قدم تیز گرم خیز ہوا جتنا کہ اسباب حشم و دولت کا
سامان و ساز تھا جسپر بھروسا اور ناز تھا اوسیکے باعث مغرور ہوا تھا اوسیکے بدولت ہزارونکی جان گئی
برپا فتور ہوا تھا اوس نشست پر خطر خانۂ بے سقف دو در مین چھوٹا سکندر کے لشکر نے خوب لوٹا عزیزہ نشینان
حجاب عفت و عصمت مبتلائے بلائے بے وارثی ہو کے اسیر سر پنجۂ تقدیر ہوئین فرمانروائے ایران
نے بیت السلطنت مین داخل ہوکے ناظم ہندوستان سے مدد چاہی اوسکی بہی قضا آئی فور ہندی
نے فی الفور کئی ہزار سوار و پیادے بسلیقۂ شیرافگن روانہ کیے اور سکندر بہی اوس سرحد مین
جا پہونچا خلاصہ یہ کہ ہندی ایسا لڑے کہ جہجو پڑے پہلی جنگ کا میدان اس معرکے سے کے روبرو
وہی داستان ہو گیا ہنوز اسکا فیصلہ ہونے نہ پایا تھا کہ دارا کی قضا کا زمانہ قریب آیا مقربان درگاہ

سنتے وہ سرہنگ بسبب تنگی طبیعت کے شوم خصلت مین ادم بیوفا پر دغا حقوق ولینعمت کے
قتل پر آمادہ ہوئے باین تصور کہ تقرب بارگاہ سکندر اس فریب سے میسر ہوگا اوسکے دلمین
کبھی یہ نگاشت نہ سمجھے کوتہ اندیش کہ بچاہ کن راہ چاہ درپیش ہر شخص کو ہے تصور باطل ہے خیال محال ہے
اور دارا قبل ہنگامہ عزم پر اون دونون بے ایمانونکے شامت زدہ ناواقفونکے مطلع ہوا تھا تنبیہا
کیفیت عتاب کیا تھا نصیحت کی راہ سے اپنے حقوق یاد دلواکے یہ خطاب کیا تھا کہ میرا قتل پیش سکندر
وسیلہ رسوخ کا نہوئیگا تمہاری بھی جان کھوئیگا وہ بادشاہ ذی فہم عالیجاہ ریاست کے قہر خونریز
خوب آگاہ ہے شاہان نامدار کو باہم تشنہ خون یکدگر ہوں سلطنتیں زیر و زبر ہوں لیکن ناممکن
ہے کہ بادشاہ کے قاتل کو جیتا چھوڑین حمیت سے منہ موڑین تمام عمر اوسکا اعتبار نہو تقرب
حاصل نہو وہ قرار نہو

	یار ما را ہیچ بر نگرفت		ہر چہ گفتیم ہیچ در نگرفت	

آخرکار وہ غدار اپنے
قصد سے باز نہ آئے فرصت پاکے ضرب شمشیر آبدار سے اوس شاہ آسمان وقار کو پشت زین سے
برسر زمین گرایا زمین کانپی آسمان تھرایا نفس چند سینہ میں ہوس میں بس باقی تھے کہ سکندر آیا
گھوڑے سے کود کے وہ سر حجل صاحب افسر کس کر و فر سے تھا جسکا جہان میں ہمسر تھا
آج خوار زیر غبار خاک پر تھا اوسکو اوٹھا کے برسر زانو رکھا اپنا سر در آغوش ہمناک کیا اوسکو گرد و
غبار سے پاک کیا اور کہا اے شاہنشاہ گیتی پناہ رنج و ملال کو اس دم دل سے دور کر خوشی خیال رب
غفور کر کہ فرمانروایان ستمدیدہ آثار شاہان نامدار ہنگام نزول حوادث مبتلا بار ہستے ہیں خاص و عام
ستمدیدہ صابر رہتے ہیں اور یہ ارشاد کر کہ تجھ سے باوقار سے کس نابکار نے یہ حرکت کی تا اوس سے
اسطرح انتقام لون کہ باعث عبرت خاص و عام ہو دارا نے چشم نیم وا سے سکندر کیطرف دیکھا ہاتھ اوسکا
اپنے سینہ پر رکھا اشک کے قطرے چند مثل مشبہ سکندر کے زانو پر وصل ٹپکے پھر کہا اے ذوالقرنین
اسباب شاہی سے او بساط کشورستانی و جہان پناہی سے کچھ نہ تھا ہو جانے پر مزدہ ہونا یا وہ عجب
نحوست سے مجروح ہونا چشم عبرت سے غور کر کہ فلک سفلہ شعار گردون ناہنجار نے مجھسے یا تیاد کیا کیا
ایک گردش میں تخت سے تختہ تابوت نصیب ہوا کوس رحیل کس تعجیل سے بجا یا گو زمانہ قریب پہنچا

عذر روزگار سے دورنگی لیل و نہار سے غافل ہونا مجھ عزیز کو زندگانی سی چیز کو لہو لعب مین گنوا سمجھو نا حوادث
جہان تلون آسمان کسی صاحب جاہ و جلال کو یا دولت اور مال کو ایک حال پر نہین رکھتا اگر نیرنگی دنیاے دون
اور رنگ چرخ چنبری گونا گون کے دیکھنے کی ہوس ہے تو غیرت کیواسطے میرا حال اور یہ مآل بس ہے
تیری مروت اور فرط محبت سے امید یہ ہے کہ میری مان آفت رسیدہ داغ پسر دیدہ ہزارون رنج و الم
مین جریدہ ہے اوسکو مادر مہربان اپنا حافظ اور نگہبان سمجھنا میرے ناموس کا پاس اور خیال سیر حال رکھنا
اور روشنک جو میری لخت جگر نور بصر ہے بدیہ ہے اوسکو پردہ نشینان سراپردہ خاص مین اختصاص دینا
نظر عنایت پھیر لینا کہ یتیم نازک مزاج اور جی اوسکا تھوڑا ہوتا ہے دل اوسکے سینے مین نہین ہوتا
پھوڑا ہوتا ہے اگر سخت کلمہ کسینے کہا گویا ٹھیس لگی پھوٹ بہا سکندر نے کہا جو کچھ ارشاد ہوا انشاء اللہ
سب بجا لائےگا سر مو فرمان سے سر نہ پھرائےگا اسکے بعد دارا شعر

بخندید جہان گفت کو نیز شد	ازو چند تیر و سنان خستہ شد

ذوالقرنین بیچین ہوکے دارا کا جسم مشک و عنبر سے دھو کے جامہاے
گرانبہا کا کفن دیا اور تابوت مرصع کار عمدہ جواہر لگا کے تیار ہوا لاش کو اوسمین رکھا پھر حکم کیا دس
دس ہزار مرد نبرد آزما تلوارین کھینچکے پیش و پس راس و چپ چلین اور آپ سرداران فارس پلیسان
نامدار عالم فضلاے روزگار کو ساتھ لیکے پیادہ پا حزین و غمگین جنازے کے ہمراہ ہوا جسطرح سے
شاہان نامدار دفن ہوتے ہین جیسے عزیز کو روتے ہین اوس انداز سے بصد گریہ و بکا تخت مین لیجا کے
خاک کو سونپا اور اوسکے دروازے پر دو دارین کھڑے کرکے دونو بدکردارونکو ذلیل و خوار سرنگون دار
پھرا کے سرنگون برسر دار کیا انصاف کا کار کیا پھر روشنک کو سلک ازدواج مین منسلک کرکے
بہت ممتاز کیا اور دارا کے بھائی کو مملکت فارس حوالے کی تب سے ملوک طوائف فرمانبردار ہوے وہ
سلطنت ایران کے مختار رہے اور کتب طب و نجوم و فلسفہ زبان فارسی سے لغت یونانی مین
لکھوا کے ملت منحوس مجوس کی کتابین جلادین آتشکدے سرد کیے اوس مذہب کے عالم تمام عالم
سے طلب کر فرد فرد کیے بلا تامل سبکو تہ تیغ کیا اسی اثنا مین سکندر کی مان نے نامہ لکہا کہ روقعا
کیطرف سے سکندر کو بیٹے بقدرت باری دشمنونپر فتح و نصرت پائی مملکت اور دولت اوسکی

مدد کو بیجے ہاتھ آل معلوم ہوگا اے فرزند ارجمند عجب و تکبر سے پرہیز کرنا ورنہ یہ صفت تجکو
آسمان سے زمین پر گرا دیگی یہ جو تیری ہوا بندہی ہے برباد جائیگی اور بخل و طمع سے ڈرنا
حد سے حذر کرنا نہین تو یہ حرکت مہلک جان ہوگی بلا مین پھنسائیگی نام و نشان مٹائیگی اور جتنا مال و زر
اسباب تجھے پایا ہے وہ سب تیرے ہاتھ آیا ہے ایک سوار تیز رفتار کے ہاتھ میرے پاس جلد بھیج دینے
سکندر نامہ پڑھکے حیران ہوا حکیمون کو جمع کرکے مشورہ پوچھا سوال آخر کا جواب کسیکی سمجھ مین نہ آیا
سبنے غور کیا لیکن وہ مطلب غواصی فکر رسا جودت فہم و ذکا سے سکندر نے سمجھ پہونچایا کاتب
جلد دست کو طلب کرکے جمع و خرچ کا بند قلم بند کیا پھر فرمایا کہ کوئی جفاکش کارآزمودہ سانڈنی
ہاتھون لو دوڑ جا مگر دیر سوار ہوکے یہ طومار یونان مین مادر غمخوار کے پاس پہونچا دے جتنے فضلا اور حکما
تھے سکندر کے ذہن رسا اور سرعت فہم پر تحسین و آفرین کرنے لگے قریب جیحون شہر وسیع
بوقلمون بنا کیا چار طرف سے سب کام کے لوگ بلا کے اونکو تسلا دکیا ملک خوب آباد کیا اوس
شہر کا نام مرجالوس تھا اب مرو مشہور ہے جیسے مرو ہے اور ہرات و سمرقند بھی سکندر کی بنا سے ہین
وہان سے فرصت پاکے شہر بسا کے ہند مین آیا فور ہندی کو مارا جیسا کہ فردوسی کی داستان سے تحریر ہو چکا
ہے بعد فتح جنگ فور براہمہ پاس گیا انکے علم و فضل کا شہرہ سنا تھا کہ متوکل بخدا ہین دنیا کے
جنجال سے رہا ہین جسدم سکندر کی آمد اونکو معلوم ہوئی عرضداشت لکھی کہ اگر مال شاہ
بیجا نکے اپنے سے اخذ زر و مال سے تو یہ محال ہے ہم فقیر محتاج دنیا کے بکھیڑے سے فارغ بیرنج
ہین نہ یہا انکی تلاش نہ چور کا ڈر ہے نہ قفل کی حاجت نہ کنجی کی خواہش گھر وہ ہے جسمین سقف ہے
نہ دالان ہے کوٹھری کیسی دیوار ہے نہ در ہے نہ ملک نہ خزانے سے کے مالک شانہ کیطرح سر گنج
ہین بال سینے ہاں گناس کہاتے ہین جسکو اوڑھتے ہین اوسکو بچھاتے ہین تہ زمین پاتے ہین
اگر مباحثہ علمی حکمت کی تحقیقات درکار ہے تو ہمارا انبوہ اور شان و شکوہ بیکار ہے سکندر نے نامہ
جو پڑھا فوج و لشکر سامان سب وہین چھوڑا ایک و چار حکیم ندیم ساتھ لیکے آگے بڑھا جب انکے پاس پہونچا
عجب حال دیکھا قوم مسکین مسکن پہاڑ کے غار تھے واقعی صاحب شپاسان بکار تھے ملاقات کے بعد

بہت سے مباحث اور مناظرے ہوا کرتے تھے علم کے جواہر بیشمار کہی ہے انہیں دریافت
کیے ذوالقرنین نے اونکی صحبت سے بڑا لطف اوٹھایا علم و حکمت میں کسب فیض یا فضیلت میں اونکو پایا
اونکے فضل و کمال کا اقرار کیا فرمایا جو اونکی خواہش ہو وہ دادخواہوں سے التماس کیا ہے موت
زندگانی ہمیشہ کی جاودان چاہیے سکندر نے کہا یہ امر مقدور بشر سے باہر ہے جو شخص اپنے نفس
نفیس ابراہیم کی کمی و بیشی گھٹا بڑھا نہ سکے وہ عمر ابدی بقائے ہمیشگی دوسرے کو کیونکر دے سکے
برہمن بولے جب بادشاہ کو یقین کامل ہے کہ زیست سے مرگ شامل ہے اور ہر کمال کو زوال
مملکت اور دولت کو تغیر انتقال ہے پھر کسواسطے قتل ہند ہائے تند اور شہر ہائے ویران خراب کیا جمع کرنا
کہیان گنج اور مال کی خبر رکھنا مال کی اور چیزونکی تلاش کر کے مشقت سے جوڑنا بحسرت جیسے
سر رشتہ توڑنا ہوا ایکدن ناکام چھوڑنا ہو ذوالقرنین نے جواب دیا کہ میں پروردگار کی طرف سے
انہیں کاموں پر مامور ہوں اس سے معذور ہوں نہیں تو اس جھگڑے میں با تقریب ذوالقادر رد کیسے
قدم باہر نکالتا یہ خوب جانتا ہوں جسطرح آیا ہوں اوسیطرح جاتا ہے سامان جہان بے ثبات
سیر خرابات نظارہ طلسم خانہ ہے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لشکر میں آیا بعضی تواریخ میں لکھا ہے
کہ جب فور کی شکست ہوئی سکندر نے فتح پائی کان میں صدا آئی کہ بلاد ہند میں کیند نام حاکم
ذی احتشام ہے مملکت اوسکی آباد ہے فوج بہت رعیت کی کثرت ہر ایک خرم و شاد ہے خدا اوسے انصاف
صاحب عدل و حکمت ہے عجب اوسکی سلطنت ہے تین سو برس منزل زندگانی کے قطع کر چکا اب تک
لطف جوانی ہے ہوش حواس بجا ہیں سب بہتر تو یہ ہے ہند میں بمثل لاثانی ہے ہمت مردانہ طبیعت
جوانانہ مشہور ندیم ہر ایک عاقل و دانا ہے سکندر نے نامہ لکھا کہ اسکو دیکھتے ہی جس حال میں ہو فوراً
برجناح استعجال بے قیل و قال سوار ہوکے بارگاہ آسمان جاہ میں حاضر ہو نہیں تو شعلہ قہر سلطانی سے
[illegible] کو نظر آیا قاصد صبادم تیز قدم شہریار کشور ہند کے پاس پہونچا نامے کی
تعظیم و تکریم کی نامہ وار کی عزت و توقیر کی شہر [illegible] مہمان نوازی بجا لایا جواب بعنوان شائستہ لکھوایا
کہ [illegible] واجب الاذعان [illegible] کہ سر کو قدم بنا کے [illegible] دولت [illegible] ملازمت

میرے ذہن میں آیا کہ قلب اور عقل شاہ پر تمکین سنگین ہے قابل برو و سباق حکمی نہیں ہیں میں نے آئینہ بنایا کہ ترکیب سے صحبت
دخل ہے جب لوہے کو صفا اور جلا حاصل ہوئی تو دل ہوا اور آئینے کے پانی میں بیٹھنے سے یہ معلوم ہوا کہ زیست کا زمانہ کم ہے
مدت قلیل میں علم کثیر تحصیل نہیں ہو سکتا میرا حاصل یہ تھا کہ جس طرح تہ کی بیٹھی چیز تیر کی آب پانی پر پھر آتی ہے آدمی اپنے
کم فرصتی میں بجد و کد اکتساب فضل و کمال بہر حال ہو سکتا ہے پھر جب وہ ملوانہ خاک ہوا اوسکا جواب تحریر ہے و نیز اون میں
ہے کہ اوسی زمانہ میں سلطان روم نے یہ چاہا کہ فنا ممکنات کی اجباتسے ہے اور بقا مخلوقات کی متمناتسے ہے یہ سبب قصد پاک کیا ہوگا
ہر شخص نیز فناک ہوگا سکندر نے فرمایا یہ سب سچ ہے جو تونے کہا میں اپنا مطلب پایا تیری صحبت فائدہ سے خالی نہیں
بڑا لطف اوٹھایا نہیں نکلتا ہے گرانمایہ حکیم کو اور ندیم کو سرفراز کیا امتحان کیا امتحانمیں کامل پایا کید ہندی راست گو
نظر آیا اور مسعودی نے لکھا ہے کہ مملکت ہند تک وہ ندیم ساتھ رہا پھر رخصت ہوا حکیم ہمراہ رہا وہ وہ مطالب اوسنے
کہے کہ زبان و دست تقریر و تحریر سے عاجز ہے اور تاریخ حکما میں یہ لکھا ہے کہ بعد فتح ہندوستان ذوالقرنین چین میں آیا
سلطان چین نے جبین آستانہ اطاعت پر رکھی سر جھکایا بر رسم تحفہ ہزار من طلائے احمر ہزار قطعہ سفید حریر کے پانچ ہزار جامہ
دیبا بے نظیر کے اور سو قبضہ شمشیر مرصع جواہر بے مثل سے کہ دیکھنے والونکی آنکھ میں جکا چوند آتی تھی بجلی سی
کوند جاتی تھی اور سو گھوڑے بے عیب سیکڑوں نیم در سے تیز رو چینی کے زین زین مرقع بجواہر ثمین ہو تو وہ
عنبر بارز مشک افزودہ سے رطل عجب دے دہ و دو ہزار مثقال مشک اور چینی کے ظروف با نقشہائے عجیب جو صورتہائے
غریب چہرے سے نظر آتے اور تھے پارے خیال نظارہ میں بیسل تھے اور سمور قاقم بہت سا سکندر کے حضور میں گذرانا ملک اوسکا
بحال ہا بدستور زمانہ ہا تحت زمین مشرق تا حد و چین زیر نگین ہوا خراج حسب لیاقت سب سے مقرر کیا اور
تاریخ معجم میں یہ رقم ہے کہ جب مملکت فارس پر سکندر قابض ہوا گروہ سلاطین اور شہزادہ عجم اور بیگناہ سبکو
قید کرکے ارسطو کو نامہ لکھا کہ فتح الباب جہان اور ضبط زمین فارس و ایران محض بالخصوص عنایت رب شیہ
اور حسن تدبیر سے اپنی بلا شرکت غیر مع الخیر ہوا فقط تائید پروردگار رفاقت و ملک و ادبار تھے اہل صلاح و تقوی
کو صراط مستقیم جادۂ قدیم پر ترغیب دی اور ارباب جہل پیشہ کی مصاحب تحریص کرکے تخریب کی
اور قانون رعیت نوازی میں بیکسوں کی چارہ سازی میں عقل کا اقتدا کیا غیر سے مشورہ نلیا
ہمت و غیرت نے اجازت ندی کہ وہ کام جسمیں بد نام ہوں کرنے لگوں لیکن یہ شاہزادے جو قید میں

انکے مقابلے مین عقل حیران ہے اور اس جمعیت کے مقدمے مین طبیعت پریشان ہے کہ اگر انکو رہا کرون
قید وبند سے آزاد ہون سب بخلاف بنیاد سلطنت مین رخنے پڑین سو طرح کے شر برپا ہون فساد ہون تلافی و
تدارک مین طول عمل ہے سر دست بڑا خلل ہو جو قتل کرون تو دنیا مین خونخوار عقبی مین سود برده کم روز شمار
شرمسار گنہگار بے شمار ہون معلم اول نے آخر یہ جواب لکھا کہ بے ثبوت جرم و گناہ اتنے بندہ اللہ کا خون بہت
زبون ہے اگر یہ عمل تجھسے سرزد ہوگا پروردگار ناراض ہوگا تیرے خاندان کا بھی استیصال ہوگا خدا جانے
کیا حال ہوگا مصلحت یہ ہے کہ ہر شخص کو بعد ولایت ملکے شہرونکی حکومت دے کہ وہ اپنے شغل مین مشغول رہین
ایک کو دوسرے کی خبر نہو ہنگامہ و فساد مٹے شور و شر نہو سکندر نے حسب نصیحت حکیم ایک ایک کو جدا جدا ایران کے
شہرونکا اونپر بانٹا مورخان سلف انکو ملوک طوائف لکھتے ہین اور تاریخ حکما کے ترجمے مین ہے کہ
سکندر کا گذر اطراف بلاد مین ایک قریے پر ہوا کہ رفعت و بلندی ہر ایک مکان کی صورت سقف و دالان کی
یکسان تھی در و دیوار نقش و نگار ایک طرح کے نظر آیا اور سب کے دروازے پر قبر کا نشان پایا وہان
کوئی حاکم نہ شہر مین کوتوال نہ قاضی تھا ہر شخص خوش بشاش راضی تھا سکندر نے وہانکے مکانونکا ایک طور پر
بننا قبرونکا ہونا قبرونکا دروازونپر نشان مفصل پوچھا وہ بولے مکانونکا پست و بلند ہونا ترفع و تفوق
کی دلیل ہے اس صفت سے ہم بری ہین ہمارے خیال مین یہ بات خوار و ذلیل ہے اور قبر دروازونپر اسواسطے ہے
کہ ہر روز انھیں دیکھتے ہین ہر ایک گور مین گیا ہر ساعت مرگ نظر رہے باز پرس کا خوف و خطر رہے دو دن کی زندگی
سرائے فانی مین ہے نیک بسر ہو عجب و نخوت سے دور رہین یہ جگہ ایکدن بحسرت چھٹ جائیگی یہانکے اسباب سے
غرور نہو کہ یہ حرکت موجب آفات عظیم ہے نفس امارہ لئیم ہے پروردگار کی رحمت ہے ورنہ عبادت و اوقات ہماری
سراسر عدل و انصاف ہے حاکم کی حاجت نہین قاضی کی تکلیف ہمکو معاف ہے سکندر نے کہا اگر تمہارے
رہنیکو جگہ بہتر راحت افزا ملے تو یہانسے وہان چلوگے یا نہین وہ بولے اگر ایسی جا ہو جہان مرگ کا گذر نہو قضا
اور قہر بیم الہی کی سیر ہو موت سے مفر ہو سکندر کہنے لگا اگر یہ مقدور بشر ہوتا تو حاجت واجب سے کون
زیادہ تر ہوتا وہ بولے اگر بادشاہ بھی اس کام مین ہماری طرح عاجز ہے تو ہمکو اپنے حال پر چھوڑ دے
کہ حب وطن از نوادر گلشن ہے لکھا ہے کہ اثنائے جہان گردی مین ذوالقرنین ایک شہر مین وارد ہوا کہ

سات بادشاہ بطناً بعد بطنٍ و نسلاً بعد نسلٍ وہان سلطنت کر چکے تھے اوسنے رؤسائے شہر سے پوچھا
کہ کوئی شخص انکی نسل سے باقی ہے اونہون نے عرض کی کہ ایک جوان فقیر منش فلانے گورستان مین
مقیم ہے نام کا بادشاہ ہے امور سلطنت سے اوسکو اکراہ ہے سکندر با خصوصان چند اوس جوان ارجمند کے
پاس گیا ملاقات ہوئی دم تقریر امور فرمانروائی کی نفرت اور وجہ عزلت کی اوس جائے پر وحشت سے پوچھی
اور دوستانہ پند مشفقانہ کیا بادشاہی کی ترغیب دی اوسنے جواب دیا کہ اے شاہنشاہ فی الحال مین ایک کام مین
مشغول ہون جبتک اوس سے فراغت نہو گی کفالت کار انام حکومت خاص و عام پر متوجہ طبیعت نہو گی ذو القرنین
نے کہا وہ کونسا مشکل امر ہے اظہار اوسکا ضرور ہے ملک زادے نے کہا کہ بے ثباتی دنیائے دون
نیرنگ چرخ سفلہ پرور شعبدہ بازی سپہر بوقلمون جو مد نظر ہوئی چتر شاہی سریر فرمانروائی سے طبیعت متنفر ہوئی
خلق سے جدا گورستان مین مکان بناکے بیٹھ رہا بڑا فائدہ ملتا ہے کہ یہ جائے بازگشت شاہ و گدا ہے اور قصد
یہ کیا ہے کہ عظام ملوک عظّام اور ہڈیان بندہائے محتاج ناکام کی جو ملگئی ہین اونکو جدا کرون مگر باز شبہ ہو جاتا ہے
فرق بین اور تفاوت نظر نہین آتا ہے فقیر دھوکا کھاکے اسی اولٹ پھیر مین دن گنواتا ہے وَلَقَدْ نَظَرْتُ اِلَی الْقُبُوْرِ
فِیْ مَا تَحَیَّرْتُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَ الْمَوْلٰی اس شغل مین عرصہ ہوا مشقت صبح و شام ہے لیکن معلوم نہین ہوتا ہے
کون آقا کون غلام ہے اور نہ یہ ثابت ہوا کہ یہ محتاج مفلوک ہے گدا ہے یا شاہ تھا اوسکا ذہن سے کم سن تھا
جوان تجربہ کار ہے سکندر نے کہا یہ وہ علم ہے جسکا علم منحصر بذات باری ہے سارے جہان کی عقل عاری ہے
اگر ہمت مردانہ سے میرے کہنے پر عمل کر تیرا مرتبہ تیرے باپ دادا سے زیادہ ہو جائیگا ملک
وسیع روپیہ بہت ہاتھ آئیگا ملک زادے نے جواب دیا کہ حوصلہ میرا نہایت بلند ہے اور ہمت میری اسکی
خواہشمند ہے کہ بے وفا ہرگز زندگانی دے خوش میری نوجوانی ہاتھ آئے اور مسرت ہے رنج و غم اور
طبیعت کبھی جس سے نہ سیر ہو وہ نعم اور صحت سے آزار ہو ایک طرح پر بسر لیل و نہار ہو ذو القرنین نے
کہا یہ مطلب مجھسے نہ بنیگا شاہزادہ بولا تو پھر اوسی سے کیون نہ مانگون جس سے پاؤن دوسرے کے
روبرو کیون ہاتھ پھیلاؤن سکندر ہنگام دعا بدرگاہ شاہنشاہ شاہان حاجت روائے فرمانروایان یہ
کہا کہ اے خالق لیل و نہار بقصد سید ابرار احمد مختار و بطفیل آئمہ اطہار میرے سلطان نوجوان کو یہ

غرض اگر ہفت اقلیم زیر نگین ہو ذوالقرنین کیطرح آرام وچین سے فرمانروائے روئے زمین ہو نقل
ایک روز سکندر سے مشیر امیر وزیر عرض پیرا ہوئے کہ عنایت کردگار داور دادار سے ربع مسکون ہفت اقلیم
زیر نگین ہے الا وارث تخت وتاج یعنے فرزند نہیں ہے جو نژاد پری پیکرون کیطرف کثرت سے اگر
میلان ہو تو ملک ومال بغیر انتقال نکرے وہ سامان ہو ذوالقرنین نے فورًا جوابدیا کہ سخت تاسف
کی جاہے اوس سے احمق زیادہ دنیا مین کون سا ہے جو شخص ہر معرکہ مردان نبرد آزما شیران دشت غا پر غالب ہوا
وہ لونڈی سے انکے عورتونکا مغلوب ہو زن مریدون مین محسوب ہو نقل ایک شخص بحال خستہ با لباس کہنہ
و بر سر بیکلاہ بحضور سکندر آیا مگر اپنا مطلب خوش بیانی اور تقریر رنگین مین فصیحون کے طرز پہ
سب بیان کیا بادشاہ نے جواب با صواب ارشاد کر کے فرمایا جیسا تو نے مافی الضمیر کلمات دلپذیر سے ادا کیا
اگر ظاہر بھی لباس رنگا رنگ سے آراستہ ہو تو دونا لطف ہے اوسنے بے تامل عرض کیا کہ
حسن تقریر مین مجکو دسترس ہے اور تقدیر سے لنے کو آراستگی پوشاک کیواسطے بادشاہ بس ہے یہ کلمہ ذوالقرنین کو
پسند آیا اوسیدم خلعت بیش بہا اور کئی ہزار روپیہ عنایت کیا نقل زیتون نام شاعر تھا اوسنے سکندر
سے دس ہزار روپے مانگے جواب دیا کہ تیری قدر سے یہ تھوڑا زیادہ ہے شاعر نے کہا اگرچہ یہ میری
منزلت سے تھوڑا زیادہ ہے کیا غم ہے کہ تیری ہمت اور بخشش سے بہت کم ہے فورًا مرحمت کیے نقل
کسیکا حکیم سے سوال کیا کہ بادشاہ کو کس چیز کی مداومت چاہیے جواب دیا کہ مہم رعیت کی فکر مین راتکو
سو چین جانا دنکو اوسکا بجا لانا نقل سکندر سے پوچھا کہ تجکو سب کچھ قدرت ہے لیکن کونسی بات ہے
جسمین طبیعت زیادہ مسرور ہوتی ہے جواب دیا مرتبہ بڑھانا اوس انسان کا جسنے مجپر احسان کیا نقل
ذوالقرنین سے کسی حکیم نے سوال کیا کہ اسکا سبب کیا ہے کہ اوستاد کا مرتبہ تیرے نزدیک باپ سے
زیادہ ہے جواب دیا کہ اوستاد سبب ہے حیات جاودانی کا اور باپ باعث زندگانی فانی کا باپ مجکو
آسمان سے بر روئے زمین لایا ارسطو نے فلک چہارمین پر مثل خورشید چمکایا پدر وسیلہ نطفہ منجمد ذریعہ
علاقہ منعقد ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے رحم مادر مین آیا کچھ دن بے نقش طرازی خامہ قدرتکار بے مدد
نقاش صورت نگار بقدرت پروردگار صور مختلفہ اشکال جداگانہ کا زمانہ رہا وہانسے دشت وجود مین

موجود ہوا جسدم مقرری دم بھرے چکے سمجھو مرچکے اور علم حکمت کہ مادہ ذریعہ حیات جاودانی ثمرہ زندگانی ہے حکما عین الحیوۃ نفس ناطقہ معقولات کلیہ کو جانتے ہین اور اندہیر ظلمات جہل کو گردانتے ہین پس جو نفس کہ تیرگی سے جہل کی عین الحیوۃ حکمت کی روشنی مین گذرا اور قلق جہل اور حمق سے تسکین ملی وہی ثانی زیست جاودانی ہے وگرنہ کلبہ خراب آبادفانی ہے سکندر کا قول صاحب جود وکرم ہر دم محترم اور مکرم رہتاہے اگرچہ باسباب ظاہر فقیر ہو اور بخل کا بانی قارون کا ثانی خداوند خست قابل لعنت ہمیشہ ذلیل وخوار بے اعتبار رہتاہے گو امیر کبیر ہو قول سخت قبیح اور ذلت کا سبب ہے کہنا اور نکرنا اور کیا حسن اور عزت ہے کرنا اور نکہنا چپ رہنا نقل نجومیون نے سکندر کا طالع اور حال دیکھکے حکم لکھا تھا کہ جب زمانہ قضا قریب ہوگا تو کا وقت آئیگا تو لوہیکی زمین اور آسمان زرین ہو جائیگا جسدم ذوالقرنین نے ملک ستانی اور سیر آفاقی سے فرصت پائی یونان کا قصد کیا قومس کی نواح مین جب آیا دفعۃً دماغ سے خون جاری ہو یہانتک کہ عاری ہوا فرش اوسوقت نہ آیا تھا بضرورت کسی امیر نے اپنا جوشن بچھا دیا اور دہوپ کے بچانے کو سپر زرین چھتری کے عوض سر پر لگائی سکندر نے جو خیال کیا وہ مقدمہ یاد آیا کہ زمین آہنین اور آسمان زرین نجومیونکی مراد اس سے تھی افسوس دشت غربت عالم تنہائی مین قضا آئی اور فراق دیدہ یاری

صورت دیکھنے نپائے	افسوس کہ نامہ جوانی طے شد	وین تازہ بہار زندگانی دے شد	آمرغ طرب کہ نام اوشباب بود
فریاد ندانم کے آمد کے شد			

اوسیدم دبیر خوش تحریر کو بلایا یا تا نوم لکھوایا کہ یہ نامہ سکندر اسکندر پسر بندہ داور کا ہے جسنے مدت قلیل اور تہوڑے عرصے مین بندہائے جاہیل اہل زمین سے بجبر رفاقت کی اور قرمنائے دیر بار زمانے دراز تک اہل آخرت کی صحبت ہوگی اوس مان کیطرف جسکی ملازمت اور صحبت میسر ہوئی لیکن جو خدا چاہیگا تو عالم نور دار سرور مین زیارت ہوگی اور یہ نامہ بسبب طول کا ہے مختصر لکھا القصہ جب بادشاہ عالیجاہ اسنے داعی حق کو لبیک اجابت کی صدا دی دارفانی سے عالم جاودانی کی راہ لی حسب وصیت بعد از تکفین جسد ہمایون کو تابوت زرین مین رکہا امیر وزیر علما اوسکو اوٹھا کے محفل عظیم مین لائے رئیس قوم سرور مجلس کھڑا ہوا سب سے مخاطب ہوکے یون کہنے لگا کہ اے گروہ انام من خاص وعام سے کہتا ہون کہ جسکا دوروزکی بادشاہ پر تمنا ہو بارے برین دیگر تعجب کی ہو یعنی معاملات

دنیا سے پیدا ہوا ہے از بس کہ اگر بادشاہ کو رویا چاہیے تو اسپر روسے ورگریزنگی جہان بے ثبات
سے عبرت کیا چاہیے تو اس سے ہوش کھوسے پھر حکیموں سے کہا چند کلمے جسمین تنبیہ
خواص اور نصیحت عام ہو اختصار کرکے بیان کرو پہلے ارسطو کا شاگرد اوٹھا سبہات دونوں ہاتھ
سکندر کے حسب وصیت جو تابوت سے باہر رکھے تھے کہ تمام عالم سمجھے اور جانے کہ باوجود سلطنت
ہفت اقلیم اور خزانہ بیحساب کے یہ صاحب دیہیم دنیا سے خالی ہاتھ جاتا ہے دو گز کفن جوبے چلا ہے پیاور دونکا
دنیا ہے اون ہاتھونکو اوٹھاکے ذوالقرنین کے سر پر رکھا پھر کہا اے سخن سنج شیرین زبان باریک بین نکتہ دان
خوش بیان وہ کونسی چیز تھی جسنے تجکو گونگا کر دیا کہ بول نہیں سکتا لب کھول نہیں سکتا باوجود وسعت
میدان علم و فنون صحرائے حکمت صید غافل کیطرح تجسا عاقل دام تنگ تابوتمین گرفتار ہے نہ ہمدم ہے
نہ دم ہے نہ مشیر ہے نہ ارکان سلطنت نہ وزیر ہے کیطرح پڑا ہے دوسرا بولا کل سکندر سیم و زر نظر سے
چھپاتا تھا آج چرخ اخضر لیساں سیم و زر خلق کی آنکھ سے اوسکو زمین مین چھپاتا ہے تیسرے نے کہا
کل یہ بات کرنے پر قادر تھا دوسرے کو خوف سے بولنے کا مقدور نتھا آج اوسکو کلام کا اختیار ہے
یہ سن نہین سکتا کان بیکار ہے چوتھا بولا یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہے جو شرق سے تا غرب بسیط زمین پر
محیط تھا آج دو گز زمین اسپر احاطہ کرے گی فشار دیگی پانچوان یہ بیان کرنے لگا کہ یہ وہ اسکندر ہے
جو کل تدبیر امور خاص و عام مصالح کار کافہ انام بذات خاص بے شرکت غیر کرتا تھا آج اپنی مہم کے
سرانجام مین اہتمام مین عاجز ہے فسبحان الذی کل شیء ہالک الا وجہہ تقریر سے جب فرصت پائی لاش
اسکندریہ کو روانہ کی اہل شہر نے باحشم و جلال استقبال کیا جنازہ دیکھکے خلق کو عبرت ہوئی پرورد کے
برا حال کیا جسدم سکندر کی مان نے تابوت دیکھا بصد نالہ و آہ یہ کہا کہ اے قرۃ العین فرزند ذوالقرنین میرے
جی سکے چین سخت تعجب ہے کہ علم جسکا تا سما اور حکمت تا سمک پہونچے ربع مسکون کو وہ دامون تحت حکومت
لائے جانے ملوک مملوک ہوں خفتگان خاک کی نیند خوف سے اوچٹ جاوے وہ ایسا سوتے کہ
اوٹھ نسکے اور اسطرح چپ ہو گویا گویا نتھا القصہ امیر وزیر حکیم ندیم روبرو آئے پند و نصیحت کے بعد رسم
تعزیت بجا لائے سنے با دل خاک زیر خاک سونپا اسکے بعد بجور حسب دستور دستر خوان بچھا کھانا چنا

وصیت کے مطابق مملکت کی عورتین اور لڑکے نامدار رئیسان ذی اقتدار کی حاضر ہوئین دسترخوان کے گرد
بیٹھین حکم ہوا پہلے وہ ہاتھ بڑھائے جسنے حزن ملال ماتم کی مصیبت اور تعزیت کی کیفیت نہ دیکھی ہو
سبنے ہاتھ کھینچ لیا ایک دوسرے کی منتظر ہوئی اوس مجمع میں ایسا کوئی نہ نکلا کہ وہ مرگ و حزن و دودمانے جسکے
نہ اوٹھا ہو سکندر کی ماں سمجھی کہ بیٹے نے ختنا میری تسکین کو یہ آئین نکالا تھا مطلب اس حرکت سے یہ تھا
کہ اوس مصیبت مین جزع فزع نکرے کہ جسمین شریک ہزار در ہزار اور حریف بے شمار ہون کہ البلیۃ اذا عمت
طابت اضطراب اور بیقراری سر دہر کی کم کی یہ کہا کہ دوام بے انتہا و بقائے بے انقراض ملک بیزوال
و حیات لم یزل و لایزال خالق ذوالمجد والجلال کو پیدا کرنے والا جزو کل کا ہے اوسکو زیبا ہے دوسرے کو یہ [illegible] ہوگا
سزا ہے وہو الحی الذی لایفنی و لایموت انا للہ و انا الیہ راجعون تاریخ حکما مین لکھا ہے کہ سکندر کی صورت
ماں باپ سے نہایت جدا تھی ایک آنکھ سیاہ دوسری ازرق تھی ایک سے آسمانکو دیکھتا دوسری زمین کیطرف
متوجہ رہتی تھی اور کلہ اوس کا بزبیان سلطنت کا شیر سے مشابہ تھا اوس برس کے سن مین سلطنت ہاتھ آئی
سترہ سال حکمرانی جہانبانی کی نو برس مقابلے اور مقاتلے مین اوقات کٹی آٹھ برس اطمینان بادشاہت کی داد دی
بائیس ممالک عظیم الشان شرق و غرب جنوب اور شمال سے تحت حکومت مین اور تیرہ بادشاہ بشوکت ذی جاہ دست بستہ
سفر اور حضر مین حاضر رہے اور اکثر ربع مسکون کی سیر دو برس مین مع الخیر ہوئی تھی بیک ہمہ و خیال کے ہوش گم ہوتی تھی
اگر کمیت خوشخرام خامہ میدان صفت مین جولان ہوگا تو اول تعجب آگے جائے گا لیے بارہ لاکھ تیس ہزار مرد
جرار سے تمام عالم اور رشتے زمین زیر نگین کر کے آخر الامر ناکام مال و خزانہ فوج اور لوگون کو اسیطرح چھوڑ کے
ال دنیا سے دو گز کفن وہ زیب انجمن ہمراہ لے گیا و لکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب اور ذوالقرنین
جو لقب ہوا اسکی کئی وجہین لکھین ہین بعضے لکھتے ہین ساٹھ برس سلطنت کی دو قرن ہوئے اور بعضوں کا قول ہے
کان بڑے تھے اور بہت کچھ لکھا ہے طول بیجا ہے اسیواسطے خامہ مختصر رقم اسی جگہ تھم گیا و
الحمد للہ شکر کی جا ہے کہ حسب ارشاد ہدایت بنیاد سلطان باوقار شاہنشاہ گیہان بند و ذرہ نواز کے تھوڑے عرصے مین نسخہ تیار ہوا

گر پسند افتد زہے عز و شرف	ابر کہ آرائے بزم سخندانی صدرنشین بزم معانی کو اگر قبول ہو تو محرر کی آبرو بڑھے تمنائے دلی حصول ہو تمام شد

الحمد للہ کا شکر ہے کہ یہ کتاب مطبع ہاشمی لکھنؤ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۸۳ع مین بار اول طبع ہوئے

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد حمد و نعت این فرهنگیست برای دانستن نامهای پادشاهان و مبارزان وغیره که در سیر سلطانی آمده از کتب لغت تا مقدور بصحت نوشته بحروف مفرد اشاره بماخذش رفت ق قاموس ب برهان س سراج اللغات م مؤید الفضلا ف فرهنگ شاهنامه غ غیاث اللغات

الالف

ابتین بر وزن عابدین نام پدر فریدون و بسکون ثالث هم گفته اند و بتقدیم فوقانی بر موحده نیز آمده ب

آذربایجان نام آتشکده و شهر تبریز

آذر مهراهن نام آتشکده سوم از جمله هفت آتشکده فارسیان ب

اردشیر بابکان نام پسر ساسان بن بهمن که اول ساسانیان بود ب

آرش بفتح ثالث و سکون شین نقطه دار نام پهلوانی ایرانی از لشکر منوچهر بی نظیر در صنعت تیراندازی چنانچه تیری از آمل بمرو انداخته که چهل روزه راه است و نام پسر دوم کیقباد هم هست که او را کی آرش میگفتند ب

آزادسرو نام شخصیکه فردوسی قصهٔ کشته شدن رستم بگفتهٔ او نوشته ق

آزر نام پدر ابراهیم علیه السلام و گویند که نام عم آنجناب است ب

ابوعلی نام حکیم مشهور

ارش بفتحتین و سکون معجمه نام شهری از ولایت شیروان ب

ارپلین بر وزن پروین نام پسر چهارم کیقباد است که برادر کوچک کاوس باشد ب

اردبیله بکسر اول نام شهر معروف که آتشی نه و خرش آبی است ب

ارنواز بر وزن سرفراز نام خواهر جمشید ب

.... نام قلعه ایست از ولایت استرآبادکه

اخشید روس نام سکندر یونانی

اردبیهشت بالکسر نام پیغمبر مشهور که در بهشت است ب

ارجاسپ بر وزن طهماسپ نام نبیرهٔ افراسیاب ب

اردوان بر وزن پهلوان نام پادشاهی از نسل گشتاسپ و نام لاجیم ب

ارژنگ نام دیوی که در مازندران بدست رستم کشته شد بدست رستم

اورانگشت و نام پسر زره و او یکی از پهلوانان توران بود و طوس او را اقتباس آورده ب

ارس بفتحتین و مهملتین نام رودخانهٔ مشهور که از کنار تفلیس و مابین آذربایجان و آران میگذرد ب

ارسطاطالیس بفتحتین و مهملات و الف کشیده وکسر لام وتحتانی نام معلم اول ب

ارسطو بضم رابع و سکون واو ارسطاطالیس ب

اصفهان نام شهر مشهور

اغریرث بکسر اول و ثالث و تحتانی رسیده و رای بی نقطه مفتوح و مثلثه زده نام برادر افراسیاب که بجهت موافقت ایرانیان بردست برادر کشته شد ب

افراسیاب نام بادشاه ترکستان ب

افلاطون نام حکیم مشهور استاد ارسطو ب

قادشین فرشت نام علم فسمیدون ب

دستان بالفتح نام زال پدر رستم ب

الذال المعجمہ ذیمقراطیس نام حکیمے یونانی

الراء المہملہ رخش اسپ رستم و مطلق اسپ ب

رستم پہلوان مشہور پسر زال

رشنواد بفتح اول و سوم و بدال ابجد زدہ در آخر نام

یکے از نوکران ہمائے دختر بہمن ب

رودابہ بروزن نوشابہ نام دختر مہراب کابلی کہ زال

اورا خواست و رستم از و تولد شد ب

روشنک بضم اول و فتح شین و نون نام دختر دارا کہ سکندر

اورا بموجب وصیت دارا بنکاح خود آورد ب

روم ملکے مشہور محدود و شام ب

روئین دژ نام قلعہ از ولایت توران کہ ارجاسپ والی آنجا بود ب

رہام بروزن غلام نام پسر گودرز ب

رے نام شہریست در عراق و نام بادشاہزادہ ہم ب

ریونیز بروزن پیش تیز نام پسر کیکاوس داماد طوس ب

الزاء المعجمہ زابلستان زابل بروزن

کابل نام ولایت سیستان ب

زال نام پدر رستم ب

زردشت بالفتح و ضم دال ابجد نام شخصیکہ

دین آتش پرستی بہم رسانید ب

زریر بروزن حریر نام برادر گشتاسپ ب

زو بالفتح نام پسر طہماسپ کہ در ایران پنجسال بادشاہی کرد ب

زوارہ بروزن ہزارہ نام برادر رستم و نام قصبہ بعراق و توابع کاشان ہم ب

زیتون نام شہرے در چین و قریہ در صعید ق

السین المہملہ

ساری بروزن جاری نام شہرے از مازندران نزدیک آمل ب

ساسان نام پسر بہمن بن اسفندیار از ہمائے ب

سام نام پسر نوح و نیز نام پدر زال کہ جد رستم باشد ب

سپند بکسر اول نام کوہے ب

سرخہ بضم اول و فتح خاء نقطہ دار نام پسر افراسیاب کہ فرامرز اورا زندہ گرفتہ

در تلافی سیاوش بکشت و نام مواضعی از مضافات سمنان ب

سکندر نام بادشاہ معروف از روم ب

سلم بالفتح نام پسر بزرگ فریدون ب

سمنگان بفتح اول و کاف فارسی نام شہرے در اہواز

درین زمان آنرا امرمز گویند ب

سنجاب بالکسر نام ولایتے کہ کاموس کشانی ضابط آن بود ب

سندل نام شہرے از ہند ق

سوداوہ سوداوہ بروزن خونابہ بالفتح ہم گفتہ اند

نام دختر شاہ ہاماوران کہ زن کیکاوس بود ب

سہراب بالضم نام پسر رستم از دختر شاہ سمنگان کہ رستم اورا نادانستہ کشت ب

سیامک بکسر اول و فتح میم نام پسر کیومرث و نام یکے از پہلوانان توران

کہ در جنگ دوازدہ رخ بدست گرازہ ایرانی کشتہ شد ب

سیاوخش بکسر اول و فتح واو و سکون خاء معجمہ و نیز دید آخر شد

سیاوش بر وزن باگوش نام پسر کیکاوس ب

سیستان ولایت نیمروز ب

سیمرغ پرندہ کہ پرورش زال کردہ و گویند نام حکیمی کہ زال از وی کسب کمال کردہ

الشین المعجمہ

شاپور با راء سوم فارسی نام بادشاہان چند و نام

پہلوانے از آل فریدون کہ پدرش نستور نام است بجنگ افراسیاب

کشتہ شد و نام خدمتگار کیخسرو ب ھم

شاپور ذوالاکتاف نام بادشاہے از آل اشک بن یافث

کہ ذکریا در عہد او شہید شد و ذوالاکتاف ازان میگفتند کہ ہر کرا

از اعراب میگرفت شانہائے او را بر آوردہ ہا میکرد ب

شعیب نام پیغمبرے علیہ السلام

شغاد بر وزن سواد نام برادر رستم کہ رستم را مع رخش

در چاہ انداخت و خود ہم بدست رستم کشتہ شد ب

شماساس بفتح اول و ہر دو سین نام مبارز تورانی کہ بر دست

قارن کشتہ شد و نام پہلوانے ایرانی در لشکر سیاوش ب

شنگل بالفتح و ضم سوم نام بادشاہ ہند کہ بمدد افراسیاب آمدہ بود ب

شہر زور نام شہرے بنا کردہ خسرو پرویز ب

شہرناز بنون معجمہ در آخر نام خواہر جمشید کہ با خواہر دیگرش در نکاح ضحاک بود ب

شیداسپ نام پسر طہمورث و شیدسپ نام پسر گشتاسپ ت

شیدہ بالکسر و یائے مجہول و فتح دال نام پسر افراسیاب و نام

یکے از شاگردان سنمار و گویند نام حکیمے ب

الضاد المعجمہ

ضحاک معرب دہ آک نام بادشاہ

ظالم کہ بر دو دوشش او مار پیدا شدہ بود کہ مغز مردم غذائے

آن می شد بر دست فریدون کشتہ شد ب

الطاء المہملہ

طوس بالضم نام پسر نوذر ت

طہمس بفتحتین و ضم میم نام قریہ در مصر ق

طہماسپ نام یکے از بادشاہان ایران ب

طہمورث نام بادشاہے از نبیرہائے ہوشنگ ب

الغین المعجمہ

غور بالضم و ثانی معروف نام ولایتے معروف نزدیک قندہار ب

الفاء

فرات بالضم نام رودے نزدیک کوفہ ع

فرامرز بفتح اول و سوم و میم نام پسر رستم ب

فرانک بانون بر وزن تبارک نام مادر فریدون ب

فرعون لقب بادشاہ مصر

فرنگیس بفتحتین و سکون نون و کاف فارسی و تحتانی کشیدہ و آخر مہملہ نام

دختر افراسیاب و در عقد سیاوش بود و کیخسرو پسر اوست ب

فرود بفتح اول و ثالث مجہول نام پسر سیاوش ب

فرہاد نام کیکاوس شاہ ایران و نام پسر گودرز و نام پسر نرسین ھم

فریبرز بفتح اول و ضم موحدہ و سکون ہا و آخر معجمہ نام پسر کیکاوس کہ

در جنگ دوازدہ رخ کلباد پسر ویسہ را بقتل آوردہ نام ... ب

فریدون بفتح و کسر اول نام پادشاہے مشرق کہ ضحاک را در بند کرد ب

قلاطون همان افلاطون کہ گذشت

قیلقوس بفتح اول و ثالث نام پادشاہ روم کہ جد مادری سکندر بود ب

القاف

قابوس بر وزن ناموس نام حکیمے و پادشاہ استرآباد ب

قابیل نام یکے از اولاد آدم علیہ السلام کہ ہابیل برادر خود را کشت

قادسیہ قریہ ایست قریب کوفہ ق

قارن بر وزن آہن نام پہلوانے در زمان رستم ب

قباد بر وزن مراد نام پدر نوشیروان ب

قراخان نام پادشاہ ہند معاصر سکندر رو نام یکے از مبارزان افراسیاب ب

قومس بالضم و فتح میم نام جایے میان خراسان و بلاد جبل و ملکی از اندلس ق

قیدافہ بفتح و دال مہملہ و فتح فا نام زنے حاکم بردع اندلس ب

قیصر بر وزن حیدر بزبان رومی فرزندی کہ مادرش پیش از زادن بمیرد پس شکمش شگافتہ آن را بیرون آرند و چون اول پادشاہان قیاصرہ اغسطوس نام همچنین بوجود آمدہ بدین اسم موسوم گشت ب

الکاف التازی

کابلستان نام شہریست مشہور

کاکو نام پہلوانے از نبیرہ دختر سلم بن فریدون

کاموس بثالث مجہول نام مبارزیست کشانی از نبیرہ منیژہ بود ب

کاوس بر وزن ناموس نام یکے از پادشاہان کیان باشد [illegible]

نمرود را گویند و جمع فرعون را واللہ اعلم ب

کاوہ بفتح واو نام آہنگرے مشہور کہ فریدون پیدا کرد ب

کتایون بر وزن فلاطون نام مردے و نام زنے بودہ است و در فرہنگ جہانگیری وغیرہ نام دختر قیصر روم نوشتہ است ب

گرگسار با کاف فارسی بر وزن شہسوار نام بلایے و نام پہلوانے ہم بود ب

کشواد بر وزن فرہاد نام پہلوان ب

کلات بر وزن حیات نام شہریست از ترکستان ب

کندرو بر وزن گفتگو نام وزیر ضحاک بودہ ب

کہرم بر وزن رستم نام مبارزے ب

کید بر وزن عید نام پادشاہ قنوج معاصر اسکندر

کیخسرو نام پادشاہے مشہور ب

کیقباد نام پادشاہے مشہور ایران کہ در نہاد پادشاہی برگشتہ بود ب

کیکاوس بر وزن فیلقوس نام یکے از جبابرہ کہ کیقباد است ب

کیومرث بفتح اول و میم و سکون یا و ثاے مثلثہ اول کسے است کہ از فرزندان آدم علیہ السلام پادشاہ بودہ است ب

الکاف الفارسی

گردآفرید نام دختر گژدہم کہ با سہراب جنگ کرد و گریخت ق

گژدہم بضم اول و فتح ثانی و سکون ثالث و میم برادر اعیانی [illegible] ب

گرسیوز بر وزن [illegible] برادر افراسیاب ب

گرشاسب بانار بر وزن [illegible] کہ پسر [illegible] نام پدر [illegible] باشد

گرگین بضم اول بر وزن فرجین نام پهلوانے ایرانی ب
گستهم بضم اول وفتح ها بر وزن محترم نام پسر نوذر بن منوچهر
و نام پسر گژدهم نیز هست ب
گشتاسب بضم اول بر وزن لهراسب نام پادشاهیست
معروف و او پدر اسفندیار رویین تن بود ب
گل شهر بضم اول بر وزن پر زهر نام زن پیران ویسه ست
گنگ دژ بکسر دال ابجد و سکون زاء فارسی نام قلعه ایست که
ضحاک در شهر بابل ساخته بود و نام موضعیست در حدود
مشرق که ببقیة الارض مشهورست ب
گودرز بضم اول وفتح سوم پسر کشواد که پدر گیو بود ب
گیلان نام شهریست مشهور ف
گیو بر وزن دیو پسر گودرز ب
لاهلاد بر وزن نشاد نام شهریکه در زمان قدیم
بجاے دال ابجد رائے قرشت بوده است ب
لهراسب پدر گشتاسب نام یکے از پادشاهان ایرانست ب
المیه و مازندران ملک طبرستان باشد و مخفف آن مازندر
بر وزن غارتگر هم مستعمل ست ب
مامون رشید نام پادشاهے ست
مانوچهر صاحب برهان می فرماید که چون یکے از مستورات
حرم ایرج بمنوچهر حامله شد گریخته پناه بکوه مانوش برد و
چون منوچهر در آن کوه متولد شده بود او را مانوش چهر
نام کردند ظاهرا منوچهر مخفف آن باشد
مانوشان بر وزن خاموشان نام کوهیست که منوچهر
در آن متولد شد و آنرا مانوش هم میگویند ب
ماه آفرید نام کنیزک ایرج بود بعد از کشته شدن ایرج معلوم شد که حامله بوده
بعد از آن دختری آورده تور نام کردند و منوچهر از آن دختر بهم رسید ب
ماهیار نام کشنده دارا ف
محمود نام پادشاه غزنین
مدینه شهر مشهور ب
مرداس نام پدر ضحاک که بحیله ضحاک کشته شد ف
مصر بکسر اول و سکون ثانی و رائے قرشت بلغت عربی بمعنی
شهرست عموما و شهرے که معروف و مشهورست خصوصا ب
منوچهر مخفف مانوش چهرست ب
منیژه بتحتانی مجهول و زاء فارسی بر وزن ... نام دختر افراسیاب ب
مهراب بر وزن محراب نام پادشاه کابل ب
مهراج بر وزن معراج نام یکے از پادشاهان هندوستان ست
و هندوان آنرا مهاراج خوانند ب
مهران بکسر اول بر وزن طهران نام رودخانه ایست عظیم
و نام مردیست صاحب فضائل و نام پادشاهے هم بوده ب
میژن بکسر اول و فتح رائے قرشت نام داماد قیصر روم هست ب
میلاد نام سردارے از لشکر کیکاوس ب

النون

ناامید بها بوزن جاوید نام مادر اسکندر رومی س

نریمان نام پدر سام جد رستم ف

نگیسا بکسر کاف فارسی و یای معروف و سین مهمله با الف کشیده نام چنگی خسرو پرویز که نظیر باربد و او مرد بود س

نودر بر وزن کوثر نام پسر منوچهر ب

نوشادر بفتح اول وضم خامس که دال باشد و سکون رای قرشت نام کوهیست نزدیک مندلان از توابع کرمان ب

نوشیروان نام بادشاهی معروف و اغلب که بمعنی مخفف نوشین روان بمعنی شیرین جان باشد س

نیمروز ولایت سیستان و در تاریخ مسطور است که چون سلیمان در آنجا رسید زمین را آب دید دیوان را فرمود که خاک ریز کنند در نیمروز خاک ریز گردید و بعضی گویند که خسرو چین نیمروز در آنجا لشکرگاه کرده بود س

الهاء

هاماوران بوزن نام آوران ملکیست در یمن و بعضی شام گفته اند و بعضی گویند نام ولایتی که پدر سوداوه زن کیکاوس پادشاه آن بود

هجیر بر وزن نظیر نام پسر گودرز س

هری نام شهریست از خراسان که هرات مشهور است ف

هفتخوان و عقبه ایست یکی آنکه کیکاوس در مازندران … بود و رستم از برای خلاصی او و در اثنای راه … گشت و بهفت صعوبت از مازندران رفت که کیکاوس را خلاص شود آنرا هفتخوان عجم میگویند بسبب آنکه نزد هر یکی میگشت یکی از آن عقبات فتح نمود و دوم هفتخوان … بود که ارجاسپ پادشاه توران خواهران اسفندیار را در قلعه مذکوره بند کرده و اسفندیار از راه هفتخوان بآنجا رفت و راه پیش آمد فتح آن نموده خود را بدان قلعه رسانیده خواهران خود را خلاص کرد س

هوشنگ با تای مجهول و ضم … و سکون نون و کاف فارسی نام فرزند چهارم آدم علیه السلام ب

هوم بر وزن موم نام مردیست از آل فریدون ب

همای بضم اول نام یکی از خواهران اسفندیار است و … نام ماه شاهزاده که همایون عاشق بود و نام [illegible] ب

هومان بر وزن خومان نام برادر پیران ویسه ب

الیا ریا بعین … نام ابن خالد حضرمی ق

یزدجرد پدر بهرام گور است و یزدگرد نیز مستعمل است و نیز نام آخرین ملوک عجم س

یسع بفتح یا و سین مهمله نام پیغمبری

یمن بحرکت یا نیز جانب یمین قبله است از شهر … ق

تمام شد فرهنگ سروری سلطانی

اعلان
اس مطبع میں ہر ایک قسم کی کتابیں
عربی فارسی اردو ناگری موجود ہیں
عند الطلب شائقین علوم و تاجران کتب مطبع سے
ارسال کیجاتی ہیں یا جن صاحب کو کوئی
کتاب طبع کرانا منظور ہو۔ بعد انفصال قیمت طبع
کردیجاویگی اگر کوئی مفید عام کتاب کسی صاحب نے
تالیف فرمائی ہو وہ بلا اسعاد ضمنہ مطبع طبع کردیگا۔
العبد
قطب الدین احمد عفی عنہ مالک مطبع نامی
لکھنؤ کٹرہ ابو تراب خان